…الحقیقت حصہ دوم

ہین	۲	جن کو غایت درجہ کا خوف الٰہی تھا امام صاحب	۲۶
ل جانور و تحریر	۴	کی تقلید کو باعث نجات سمجھتے تھے	
مین	۵	فقہ حنفیہ پر اوسی زمانہ مین اجماع	۲۹
وجہ	۵	ہوگیا تھا۔	
	۸	بہت سے اولیاء اللہ امام صاحب کے	۳۴
	۹	مقلد ہین۔	
	۱۱	بحث تقلید	۳۵
نع ہی	۱۵	تقلید انسان کی فطرت مین داخل ہی	رر
ہے	۱۶	فقہا کی تقلید کی ضرورت قرآن حدیث	۳۶
ا		سے ثابت ہے۔	
یث کی	۱۷	ابن حزم تقلید کو جائز رکھتے ہین	۳۸
	۱۷	فقہا کی تقلید مذموم نہین ہوسکتی	۴۰
ہین اسکا	۱۸	کوئی ضرورت نہین کہ جو کوئی قرآن و	۴۱
ا		حدیث پیش کرے اوس کی بات	
ب	۱۹	مان لی جائے۔	
بلاد	رر	عمل بالحدیث کا دھوکا	۴۵
ب		وہی حدیثین معتبر ہین جو مجتہد مطلق	رر
	۲۲	کے ذریعہ سے پہونچین	
قیہ	۲۳	اس زمانہ مین کوئی مجتہد نہین ہوسکتا	۴۶
		صحاح مین کل حدیثین واجب العمل نہین	۴۷
ن	۲۴	[illegible] کو کسی کتاب مین یہ ثابت نہین کہ وہ خلاف کل احادیث	۴۸

ترک تقلید کی ابتدا اور تاریخی حالات	۴۹
ظن غالب شریعت مین معتبر ہے	۵۳
محدثین تو فقہ کی صحت کا انکار نہین کرسکتی	۵۵
بخاری کی مخالفت سے لازم نہین کہ کل احادیث کی مخالفت ہو۔	״
بخاری کی کل حدیثین امام صاحب کے پیش نظر نہین۔	۵۶
مجتہدین کو بعض احادیث کو ترک کرنے کی ضرورت تھی۔	۵۷
محدثین بھی احادیث کو ترک کردیا کرتے ہیں	۶۰
امام بخاری رح نے ہزارہا حدیثون کو ساقط کردیا۔	۶۱
بحث حدیث مرسل	۶۲
محدثین کو تقلید احادیث کی ضرورت	״
حدیث معنعن مین بحث	۶۴
خبر واحد پر عمل کی ضرورت	۶۷
محدثین کے شروط ضرورت سے زائد ہین	۷۰
کتاب تحفۂ اہل سنت پر بحث	۷۲
اکثر اکابر چشتیہ وغیرہ حنفی ہین	۷۴
مذاہب اربعہ کی حقانیت پر اولیاء اللہ کا کشف	۷۵
فقۂ حنفیہ مین اہل سنت کا مذہب بھی داخل ہے	۷۷
مقلدین عامل بالحدیث ہین	۸۰
فقہا اور محدثین کے طریقونکا موازنہ	۸۰
فقہا کی توسیع نظر	۸۱
ایک اعتراض اور اوسکا جواب	۸۲
ایضاً	۸۵
غیر مقلدون کے استدلال کا جواب	۸۶
تقلید شخصی	۸۷
صحابہ کو تقلید شخصی کی ضرورت تھی	۸۸
ضرورت تقلید	۸۹
صحابہ نے بھی تقلید کی	۹۲
مجتہد صحابہ نے بخوف فتنہ تقلید کی	۹۳
اپنے امام کی مخالفت جائز نہین	۹۴
محدثین نے بھی تقلید کی	۹۶
محدثین نے تقلید شخصی کا طریقہ تبلایا	۱۰۲
امام بخاری رح کے حالات	۱۰۴
امام بخاری رح موی مبارک تبرکاً رکھتے تھے	۱۰۵
امام صاحب کے مطاعن پر بحث	۱۰۷
امام صاحب کے بغض کے اسباب	۱۰۸
امام بخاری رح پر محدثین کا طعن اور اون کی بدنامی	[illegible]
بعد اطلاع محدثین کا رجوع کرنا امام صاحب کی بدگمانی سے	[illegible]
اکابر محدثین نے بدگویونکو زجر و توبیخ کی	[illegible]
امام صاحب سے توبہ کا قصہ	[illegible]

بدگویون کی تاثیر اور حیلہ جوئی	۱۲۷	تدوین کتب حدیث	۱۴۳
امام صاحب کی مخالفت نکرنیوالون کی خرابی	۱۲۹	امام صاحب کسی کے مقلد نتھے	۱۴۵
امام صاحب کا مخالف صحابہ نہین ہے	"	امام بخاری رح غسل کرکے دو رکعت پڑھ کے ایک حدیث لکھتے تھے	۱۴۷
امام صاحب کی بدگوئی باعث عذاب الٰہی ہے	۱۳۰	فقہ حنفیہ سے کوئی حدیث خارج نہین	۱۴۹
تبییض الصحیفہ ابی حنیفہ رح	"	امام صاحب کے اہل رائے ہونے کا مطلب	"
امام صاحب کی مناقب کی کتابین	۱۳۱	امام صاحب محدثین سے زیادہ حدیث کے پیرو ہین	۱۵۲
معاصرین کی جرح عموماً مقبول نہین	۱۳۲	صحابہ مین اہل رائے کا فتوی چلتا تھا	۱۵۴
موازنہ علم امام صاحب و امام بخاری صاحب	۱۳۷	التماس بخدمت حضرات غیر مقلدین	۱۶۴
بقول امام احمد یہ امام بخاری اہل فتوی کے محتاج نہ ہون	۱۳۹		

ومن یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین

الحمد للہ کتاب مستطاب ذخیرہ لاہل تحقیقات فقہ و حقانیت فقہاء

مستند باقوال کبار علماء شکر اللہ سعیہم و افاض علی العالمین برکاتہم

مسمی بہ

حقیقۃ الفقہ

حصہ دوم

مؤلفہ حقایق آگاہ فقاہت دستگاہ حضرت مولانا مولوی حاجی حافظ محمد انوار اللہ صاحب قبلہ حیدرآبادی

باہتمام احقر الانام خواجہ غلام غوث بغدادی عشق عفا اللہ لہ

در مطبع معروف ... واقع ... [illegible]

حقیقۃ الفقہ



حصۂ دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد اب تہوڑا سا حال فقہ حنفیہ کی تدوین اور اوسکی شہرت اور مقبولیت اور اوسپر اجماع ہونیکا بھی بین لیجئے امام صاحب کی پیدائش ۸۰ھ اسّی ہجری مین ہے جو صحابہ کی موجودگی اور اعلی درجہ کی برکت کا زمانہ تھا۔ اور انتقال ۱۵۰ھ ایک سو پچاس ہجری مین ہوا اس ستر سال کی عمر کا ایک بڑا حصہ اپنے تحصیل علم مین صرف کیا اوس کے بعد حماد بن سلیمان کے حلقہ مین فقہ حاصل کرنے کی غرض سے گئے چنانچہ تبییض الصحیفہ مین امام سیوطی رح نے لکھا ہے کہ امام صاحب فرماتے ہین کہ ہر روز مین اونکے حلقہ مین جایا [illegible] اون سے سنتا یاد رکہتا جب دوسرے روز وہ پڑھے ہوے سبق کا اعادہ کرلیتے تو دوسرے [illegible] کرتے اور مین بے کم وکاست بیان کردیتا اس وجہ سے حماد رح نے حکم دیا کہ [illegible] سوا کے ابوحنیفہ کے کوئی نہ بیٹھے دس سال تک یہہ حاضر باشی اور استفادہ رہا ایک روز میرے نفس نے خواہش کی کہ تفقہ مین بہرہ کافی حاصل ہوگیا ہے اسلئے اپنا حلقہ علحدہ بنالیا جائے چنانچہ اس ارادہ سے مین نکلا جب مسجد مین داخل ہوا اور حماد کو دیکھا تو جرات نہوئی کہ استاد کے مقابلہ مین خودسری کا دعوی کرون چنانچہ حسب عادت شیخ کے حلقہ مین بیٹھ گیا۔ قضارا اوسی رات اونکو خبر پہونچی کہ بصرہ مین اونکے کوئی قرابت وار تھے اونکا انتقال ہوا اور سوا اسکے اونکے کوئی دوسرا وارث نہین یہہ سنتے ہی مجھے اپنا جانشین کرکے وہ روانہ ہوگئے اور دو مہینے تک مین اونکے کام کو انجام دیتا رہا اس عرصہ مین ساٹھ مسئلے ایسے پیش ہوے کہ اونکا حکم مین نے نہ سنا تھا۔ اونکا جواب تو دیدیا مگر وہ لکھ رکھا جب وہ واپس تشریف لائے مین نے وہ مسائل اور اپنے جوابات پیش کئے انھون نے چالیس مسئلون مین اتفاق کیا اور بیس مسئلون مین مخالفت

کی اوس کے بعد مین نے قسم کھائی کہ اب اون کے حلقہ کو کبھی نہ چھوڑونگا۔

اب غور کیجیے کہ فقہ کیسی چیز ہے کہ امام صاحب کا وہ تبحر علمی اور اوس پر وہ خداداد [illegible] فہم و فراست جسپر اکابر محدثین رشک کرتے تھے باوجود اس کے دس برس تک ایک محقق شفیق استاد سے سیکھتے رہے مگر ہنوز ایک ثلث کی کسر باقی رہ گئی پھر استاد کے انتقال تک اونھی کی خدمت مین رہے اور اونکے انتقال کے بعد جب مسلمانون کو ضرورت ہوئی جب بھی فتوی دینے پر جرأت نہین کی چنانچہ امام موفق رحمہ نے لکھا ہے کہ جب حماد رح کا انتقال ہوا اور اونکے اصحاب نے امام صاحب کو اونکی جانشینی پر مجبور کیا تو امام صاحب نے قبول نہ کیا آخر اس بات پر فیصلہ ہوا کہ اون مین سے دس صاحب ایک سال تک امام صاحب کے ساتھ رہکر ہر مسئلہ کے فتوی مین تائید دیا کرین چنانچہ ایسا ہی ہوا اوس کے بعد تدوین فقہ کی بنیاد ڈالی اور ایک مجلس ایسی قایم کی جسکے ارکین اہل حدیث تھے رد المحتار مین لکھا ہے کہ فقہ کے وقت امام صاحب کے یہان ایک ہزار علمار کا مجمع تھا۔ جن مین چالیس علما ایسے تھے کہ درجہ اجتہاد کو پہونچ گئے تھے اون سے آپ نے فرمایا دیکھو فقہ کو مین نے لگام تو لگادی ہے اور تمھارے لئے زین بھی کس دی ہے اب تم میری مدد کرو پھر جب کوئی مسئلہ پیش ہوتا تو اون سے مشورت کرتے اور جو کچھ اخبار و آثار اونکو یاد ہوتے سنتے اور جو خود کو یاد ہوتے بیان کرتے۔ پھر بعضے مسائل مین ایک ایک مہینے تک مناظرہ ہوتا جب بالاتفاق وہ مسئلہ طے ہوجاتا تو ابو یوسف رہ اوسکے لکھنے کو فرما دیتے اسطرح اصول مدون ہوئے۔ انتہی۔

اب غور کیجئے کہ جو مسئلہ اتنی تحقیقات سے اور صدہا محدثین کے اتفاق سے طے ہوتا تھا تو کیا ممکن ہے کہ مخالف قرآن و حدیث ہوتا ہوگا۔

سیرۃ النعمان مین لکھا ہے کہ خطیب بغدادی نے وکیع بن الجراح کے حال مین لکھا ہے کہ ایک موقع پر وکیع کے پاس چند اہل علم جمع تھے کسی نے کہا کہ اس مسئلہ مین ابو حنیفہ نے غلطی کی ہے وکیع بولے کہ ابو حنیفہ کیونکر غلطی کرسکتے ہین۔ ابو یوسف و زفر قیاس مین یحیی بن زائدہ حفص بن غیاث۔ حبان۔ مندل حدیث مین۔ قاسم بن معن لغت و عربیت مین داؤد طائی

فضیل بن عیاض زہد و تقوی مین۔ اس رتبہ کے لوگ جس شخص کے ساتھ ہون وہ کہین غلطی
کرسکتا ہے اور اگر کرتا بھی تو یہہ لوگ اوسکو کب غلطی پر رہنے دیتے۔
خ۔ ایک شخص نے وکیع سے کہا کہ ابو حنیفہ نے خطا کی انہون نے جھڑک کر کہا جو شخص ایسی
بات کہے وہ مثل جانورون کے ہے بلکہ اونسے بھی گمراہ تر اونکے نزدیک ابو یوسف اور محمد جیسے ائمہ
فقہ تھے اور بہت سے ائمہ حدیث اور بہت سارے ائمہ لغت و عربیت و فضیل۔ اور داؤد طائی
جیسے ائمہ زہد و ورع موجود تھے جسکے اصحاب ایسے ہون وہ کبھی خطا نہیں کرتا [illegible]
اوسکو حق کی طرف وہ لوگ پھیر دیتے ہین۔ انتہی۔
کردری رحمہ نے اسی قسم کا قول ابن عکرمہ کا نقل کیا ہے "چند ماہرین فن حدیث و لغت وغیرہ
کے نام جو لکھے ہین صرف تمثیل کے طور پر ہین ورنہ وہان تو صدہا علماء کا مجمع ہمیشہ رہا کرتا تھا جسکا
حال اوپر معلوم ہوا۔
یہ روایت اوپر لکھی گئی کہ ابن مبارک فرماتے ہین کہ مین ابو حنیفہ کی مجلس مین صبح و شام جایا
کرتا تھا۔ ایک بار حیض کے مسئلہ مین گفتگو شروع ہوئی اور تین روز تک صبح و شام ہوا کی آخر
تیسرے روز قریب شام اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا جس سے تمام اہل حلقہ کی مسرت اوس مسئلہ کے طے
ہونے پر سمجھی جاتی تھی" اس سے ظاہر ہے کہ جب تک اہل حلقہ کے دلون مین اذعانی اور
انشراحی کیفیت پیدا نہیں ہوتی تھی کوئی مسئلہ کتاب مین نہیں لکھا جاتا تھا۔
یہہ روایت بھی اوپر لکھی گئی کہ ایک رات زفر رحمہ نے بعد عشا کسی مسئلہ مین اپنا شک ظاہر کیا۔ امام صاحب
نے جواب دیا مگر اونکی تسکین نہوئی اور مناظرہ طول کھینچا یہان تک کہ رات بھر مناظرہ ہوتا رہا۔
آخر صبح کو امام صاحب ہی کے قول پر فیصلہ ہوا۔ اس سے ظاہر ہے کہ شاگردون کو عام اجازت
تھی کہ وقت بے وقت اپنے شبہات رفع کرلیا کرین۔ اب غور کیا جائے کہ جب امام صاحب نے
نہ صرف خارج وقت درس بلکہ ایسے وقت مین کہ دنیا مین کوئی اوستاد شاگردون کے رفع
شبہات کیلئے وہ وقت نہ دیگا۔ اونکے شبہات کو رفع کیا تو خاص وقت مین کس قدر وہ اونکے کام
کی طرف متوجہ ہوتے ہونگے۔ اور کون شاگرد ہوگا کہ ایسے شفیق استاد سے اپنے شبہات صاف
نکرلیتا ہوگا۔ اس سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ مسائل فقہیہ مین جو جو شبہات مخالف حدیث

لئے محدثین کو ہونا چاہئے وہ سب امام صاحب کے حلقۂ درس مین پیش ہو چکے اور اونکے جواب
معلوم ہونے کے بعد صدہا محدثین نے اونکو مدون کرنے کی اجازت دی ہے جس سے
ثابت ہے کہ فقہ کا ہر ایک مسئلہ صدہا اساتذہ محدثین کے اتفاق سے طے ہو چکا ہے۔

(۴) امام مالک رح فرماتے ہین کہ اسلام مین ابو حنیفہ کے ساٹھ ہزار قول ہین۔ انکے
یعنے اتنے مسئلہ فقہ کے آپنے لکھے ہین۔ یہہ روایت نقل کرکے امام موفق رح نے ایک ثقہ کا قول
ذکر کیا ہے کہ تراسی ہزار مسئلے امام صاحب نے لکھے ہین جنمین اڑتیس ہزار عبادات مین ہین اور
پینتالیس ہزار معاملات مین۔ چونکہ امام مالک رح امام وقت اور مرجع اہل حدیث تھے اور علاوہ اسکے
آپکی اقامت مدینہ طیبہ مین تھی جہان محدثین اور علماء کا آنا ضروری ہے۔ اسلئے امام صاحب کے
حلقۂ درس مین جو محدثین شریک رہتے تھے اونسے بھی ملاقات ہوا کرتی ہے۔ اونکی زبانی مسائل
فقہ کی تعداد جو بتواتر معلوم ہوئی اوسکی انھون نے خبر دی اسیوجہ سے کوئی شک کا لفظ
نہین فرمایا اور نہ اس امر سے انکار اور نفرت ظاہر کی۔ یہہ بات قابل تصدیق ہے کہ اگر یہہ مسائل
جنکی خبر امام مالک رح نے دی ہے اگر خلاف قرآن وحدیث ہوتے تو اونکا فرض تھا کہ کھلے
طور پر کہہ دیتے کہ وہ سب خلاف قرآن وحدیث ہین اور کم سے کم اپنی نارضامندی تو اوس سے
ظاہر کرتے۔ مگر نارضامندی کیسی وہ تو امام صاحب کے اقوال کو نہایت وقعت کی نظر سے دیکھتے
تھے چنانچہ امام موفق رح نے مناقب مین لکھا ہے کہ محمد بن عمر الواقدی کہتے ہین کہ امام مالک رح
اکثر ابو حنیفہ رح کے اقوال کی تلاش کیا کرتے اگرچہ ظاہراً بیان نہ کرتے مگر اکثر اون اقوال کے مطابق
فتوے دیا کرتے تھے " انتہی۔

یہی وجہ ہے کہ اکثر اونکے اور امام صاحب کے اقوال مین مطابقت یا مناسبت ہوا کرتی ہے
جیسا کہ کتب فقہ سے ظاہر ہے۔

یہان یہہ شبہہ ہوتا ہے کہ امام صاحب کے تلامذہ نے امام صاحب سے جو اختلاف کیا ہے اوسکی
کیا وجہ اوسکا جواب موفق رح نے مناقب مین لکھا ہے کہ سہل بن مزاحم کہتے ہین کہ جن مسائل مین
ابو یوسف رح نے امام صاحب کا خلاف کیا ہے اوسکی وجہ یہہ ہوئی کہ انہون نے امام صاحب کے
اقوال کی وجہ نہین سمجھی۔ انتہی۔ فی الحقیقت امام صاحب کی نظر نہایت غامض تھی۔ چنانچہ

پیشتر اسکا حال معلوم ہوا۔ اور امام ابو یوسف خود بھی کہتے ہین کہ جس مسئلہ مین میرا اور امام صاحب کا
قول موافق ہوگیا تو میرے دل مین قوت اور نور پیدا ہوتا تھا اور جس مسئلہ مین اونکے قول کو چھوڑ دیا
تو دل مین ضعف اور رشک پہاڑون کے برابر رہتا تھا خالد بن صبیح کہتے ہین کہ یہہ بات مین نے
خود ابو یوسف سے سنی ہے ذکرہ الامام الموفق فی المناقب۔
قرائن پر غور کرنے سے اس اختلاف کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ جن مسائل کی تحقیق کے وقت
وہ غیر حاضر رہے اور امام صاحب کی تقریر اون مسائل مین نہین سنی اون مین غور اور [illegible]
اونکو ضرورت ہوی ورنہ تقریر اگر سن لیتے تو خود حالت اذعانی اور انکشافی پیدا ہو جاتی جسکے
بعد اجتہاد کرنے کی ضرورت ہی نہ رہتی۔ کیونکہ وہان یہہ قاعدہ ٹہیرا ہوا تہا کہ جب تک کوئی مسئلہ
پورے طور پر طے نہو جاتا لکھنے کے قابل نہین سمجھا جاتا تھا اسیوجہ سے بعض مسائل مین ایک
ایک مہینے تک مناظرے ہوتے رہتے۔ اور اثنائے مناظرہ مین کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ امام صاحب
اپنے قول سے رجوع کر جاتے تھے مگر آخری تقریر جسپر فیصلہ کا انحصار تھا ایسی ہوا کرتی تھی کہ اوسکے
مقابلہ مین کوئی سر نہ اوٹھا سکتا بلکہ سب کے دلون مین اوس سے ایک انبساطی کیفیت پیدا ہوتی
جس سے بے اختیار نعرۂ اللہ اکبر بلند ہوتا تھا۔
الغرض جب تمام اہل حلقہ اوسکو تسلیم کر لیتے اوسوقت امام صاحب اوسکو لکھنے کا حکم دیتے ہہ بات
ہرگز قرین قیاس نہین کہ امام ابو یوسف جیسے شخص کسی مسئلہ مین اپنا شک بیان کرتے رہین اور
امام صاحب اونپر توجہ نکرکے اوس مشکوک مسئلہ کو طے شدہ مسئلون مین تصور کر لیتے ہونگے یہہ
طریقہ کیا امام صاحب ابو یوسف ہی کو طے شدہ مسائل لکھنے کو کہا کرتے تھے جیسا کہ ابھی معلوم ہوا
اگر اونکو کسی مسئلہ مین شک رہجاتا تو کہدیتے کہ حضرت خود مجھی کو اوسمین ابتک شک باقی ہے
پھر اوسکو طے شدہ مسائل مین کیونکر لکھون۔ بہرحال یہہ ہرگز قرین قیاس نہین کہ ابو یوسف
کسی مسئلہ کی تحقیق مین شریک رہے ہون اور اونکو شک رہگیا ہو۔ ہان یہ ممکن ہے کہ بعض مسائل
کی تحقیق مین وہ شریک نہو سکے کیونکہ تدوین فقہ سالہا سال ہوتی رہی اس مدت مدیدہ مین بالالتزام
ہر روز صبح سے شام تک حاضر رہنا تقریباً ناممکن تھا۔ اس غیر حاضری کے زمانہ مین جو مسائل
طے ہوگئے تھے اونمین اونکو اجتہاد کرنے کی ضرورت تھی کیونکہ وہ بھی آخر مجتہد تھے پھر امام صاحب

کہ جن اقوال کی وجہ اونکے سمجھ مین نہ آئی مجبوراً انہون نے اون مین خلاف کیا۔ ل
اور یہ مقصان نے قیاس یہہ تھا کہ حنفی المذہب کو صرف ابوحنیفہؒ کی اتباع چاہیے ابویوسفؒ کا قول
ماننے کی کوئی ضرورت نہین مگر چونکہ ابویوسفؒ امام صاحب کے اعلیٰ درجہ کے شاگرد ہین اور
انھون نے خود اعتراف کیا ہے کہ اپنا ذاتی کوئی قول نہین بلکہ امام صاحب کے کسی قول کو اختیار
کر لیتے ہین اسلئے اونکی اتباع بھی امام صاحب ہی کی اتباع ہے چنانچہ ردالمحتار مین لکھا ہے
وفی اخر الحاوی القدسی واذا اخذ بقول واحد منهم یعلم قطعا انه یکون اخذا
بقول ابی حنیفة فانه روی عن جمیع اصحابه من الکبار کابی یوسف ومحمد
والحسن انهم قالوا ما قلنا فی مسئلة قولا الا هو روایتنا عن ابی حنیفة
واقسموا علیه ایمانا غلاظا دیکھئے جب ابویوسفؒ وغیرہ تلامذۂ امام صاحب سخت سخت
قسمین کھا کر کہتے ہین کہ کوئی قول اونکا ذاتی نہین بلکہ وہ بھی امام صاحب ہی کے قول ہین تو ان
حضرات کی اتباع سے حنفی شخص حنفیت سے خارج نہین ہو سکتا کیونکہ ممکن ہے کہ جو قول امام صاحب
کی طرف منسوب ہے وہ مرجوع عنہ ہو۔ اسمین شک نہین کہ جب ایک مسئلہ مین متعدد قول امام صاحب
کے مروی ہون تو قطعی طور پر مفتی بہ قول معلوم کرنا ہر شخص کا کام نہین اسلئے فقہا نے حنفیہ مین
جو اصحاب الترجیح سمجھے گئے ہین اونھون نے جس روایت کو مفتی بہ کہدیا وہی امام صاحب کا مفتیٰ
قول سمجھا جائیگا جس سے تقلید شخصی امام صاحب کی ثابت ہوگی۔ اس مقام میں صاحب ردالمحتار نے
یہہ اعتراض کیا ہے کہ جو قول امام صاحب کا ظاہر الروایہ سے خارج ہو وہ مرجوع عنہ ہے
اسلئے ابویوسف رہ وغیرہ کے اقوال پر عمل جائز نہونا چاہیے اسلئے کہ ہم حنفی ہین یوسفی وغیرہ نہین
پھر اُسکا یہہ جواب دیا ہے کہ امام صاحب نے اون صاحبون کو اجازت دی تھی کہ جو قول اپنی دانست
مین موجہ پائین اوسی پر عمل کرین اور یہہ بھی فرمایا تھا کہ اذا صح الحدیث فهو مذهبی۔ اس وجہ سے
ان حضرات نے جس قول کو مطابق حدیث پایا اوسپر عمل کیا اس صورت مین ظاہر الروایہ سے
خارج اقوال بھی من جمیع الوجوہ مرجوع عنہ نہونے اور اونکی اتباع سے ہماری حنفیت مین فرق
نہ آئے گا۔ انتہی ملخصاً۔
اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ ظاہر الروایہ کے کسی قول سے امام صاحب نے رجوع کیا ہی نہین

ابو یوسف صاحب نے ظاہر حدیث پر عمل کیا ہے تو بھی ابو یوسفؒ حنفیت سے خارج نہیں ہوسکتے اسلئے کہ اگر وہ مجتہد بھی ہیں تو مجتہد فی المذہب ہیں مجتہد مطلق نہیں کیونکہ جو قواعد اجتہاد امام صاحب نے مقرر کئے ہیں وہ اون سے خارج نہیں ہوسکتے تھے اسلئے اصحاب الترجیح اگر امام ابو یوسف کے قول پر مثلاً فتوی دیں تو وہ بھی دراصل امام صاحب ہی کا قول سمجھا جائیگا۔

یہ بات یاد رہے کہ اذا صح الحدیث فہو مذہبی کا مطلب یہہ نہیں ہے کہ صرف اسناد کی صحت کافی ہے بلکہ کسی حدیث پر عمل کرنے کے لئے یہہ بھی ضرور ہے کہ وہ حدیث [illegible] حدیث کی اسناد صحیح بھی ہوا کرتی ہے۔ اور یہ بھی ضرور ہے کہ قرآن کے یا قیاس صحیح کے معارض نہو جیسا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حدیث من قال لا الہ الا اللہ پر عمل نہیں کیا اسوجہ سے کہ قیاس صحیح کے معارض تھی۔

غرضکہ آخری زمانہ والے امام صاحب کے اس قول سے نفع نہیں اٹھا سکتے اسلئے کہ جب تک کوئی مجتہد نہو تمامی ضروری امور کی پابندی کرکے حدیث سے کوئی مسئلہ ثابت نہیں کرسکتا۔

تقریر بالا سے یہہ بات معلوم ہوئی کہ امام صاحب نے صدہا محدثین کے مجمع میں ہزارہا مسئلے فقہ کے قرآن وحدیث سے استنباط کئے اور اونکے اتفاق آرا سے فن فقہ کو مدون کیا۔ اب ہم چند اقوال اکابر محدثین کے نقل کرتے ہیں جو فقہ حنفیہ کے باب میں وارد ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ محدثین رحمہم اللہ کتب فقہ کو کس وقعت کی نگاہوں سے دیکھتے تھے۔

م ک عبداللہ بن داؤد الخریبی کہتے ہیں کہ جو شخص چاہے کہ جہل کی ذلت سے نکلے فقہ حاصل کرے اوسکو چاہئے کہ ابوحنیفہ کی کتابوں کو دیکھے۔

دیکھئے اونہوں نے فقہ حنفیہ کو علم اور اوسکے نہ جاننے کو جہل قرار دیا۔

ک حرملہ کہتے ہیں کہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص ابوحنیفہ کی کتابیں نہ دیکھے اوسکو فقہ میں تبحر نہیں ہوسکتا۔

سیرۃ النعمان میں لکھا ہے کہ امام شافعی ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ میں نے امام محمد سے ایک بار شتر علم حاصل کیا ہے" اور اوس کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ ہمارے زمانہ کے نظر ظاہر بین اس روایت سے متعجب ہوگا اور وہ اسکو حنفیوں کی من گھڑت سمجھیں گے مگر اونکو معلوم ہونا چاہئے

کہ علامہ نووی نے جو مشہور محدث ہین اس روایت کی تصدیق کی ہے دیکھو تہذیب الاسماء واللغات نووی
اگرچہ امام محمد کشف بزدوی مین لکھا ہے کہ ابی عبید قاسم بن سلام امام شافعی سے روایت کرتے
کہ انہون نے فرمایا کہ جو فقہ سیکھنا چاہے تو ابو حنیفہ کے اصحاب کی صحبت اختیار کرے خدا کی قسم
مین حضرت ابو حنیفہ کی کتابون کے مطالعہ سے فقیہ ہوا اگر اون کا زمانہ مین پاتا تو اونکی مجلس کو
کبھی نہ چھوڑتا۔

م ص ۔ عبد اللہ بن مبارک نے ایک روز یہہ روایت بیان کی حدثنا زائدہ عن ہشام عن الحسن قال انظروا ممن تاخذون ہذا الحدیث فانہ دینکم یعنی حسن بصری نے اپنے شاگردون سے کہا کہ حدیث کو دیکھ سمجھ کے لیا کرو کیونکہ وہ تمھارا دین ہے۔ ابن مبارک نے یہہ روایت بیان کرکے کہا کہ جب حدیث کو ثقہ سے لینے کی ضرورت ہے تو چاہئے تو بطریق اولیٰ ثقہ سے لی جائے پھر کہا جب کوئی ثقہ تم سے ابو حنیفہ کا قول بیان کرے تو اسکو معتبر سمجھو۔ دیکھئے ابن مبارک نے فقہ کو کس قدر عظیم الشان سمجھا کہ اسکو بھی مثل حدیث کے ثقہ سے لینے کی ضرورت بیان کی۔

ص ق ۔ ابو اسحق کہتے ہین کہ مجھے اون لوگون پر رحم آتا ہے جنکو ابو حنیفہ کے علم سے کچھ نصیب نہوا یہہ وہی لوگ ہین جو فقہ سے عاری ہین۔

م ۔ عبد العزیز بن خالد الصنعانی کہتے ہین کہ مین نے ابو حنیفہ کی کتابین اونسے پڑھین اور بعد ازان مین اونسے پوچھا کیا ان کتابون کی روایت آپ سے کرون۔ آپنے اوسکی اجازت دی مین نے کہا کیا سمعت کا لفظ بھی کہون فرمایا سمعت اور حدثنی اور اخبرنی سب کے ایک معنے ہین۔ اس سے ظاہر ہے کہ فقہ کی کتابین سبقا سبقا پڑھی جاتی تھین اور مثل حدیث اونکی روایت کی جاتی تھی۔

م ۔ حفص بن غیاث کہتے ہین کہ مین نے ابو حنیفہ سے اونکی کتابین پڑھین اور آثار بھی کبھی کسی شخص کو نہ اونسے زیادہ ذکی پایا نہ ان امور کا عالم جو احکام کے باب مین فاسد اور صحیح ہین۔

م ک ۔ یحیی بن اکثم کہتے ہین کہ وہب بن جریر سے مین نے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ میرے والد جریر بن حازم ابو حنیفہ کی کتابون کے مطالعہ کی ترغیب مجھے دیا کرتے اور وہ اون لوگون مین ہین

ہزارہا طالبین حدیث جمع رہتے تھے اور اون کے تدوین کی یہ کیفیت تھی کہ خلیفہ وقت اونکے خوف سے ایک بات خلاف حدیث شائع نہ کرسکا۔ اب غور کیا جائے کیا ممکن ہے ایسے جلیل القدر امام مسلمان مرجع خلائق امام المحدثین نے امام صاحب کے علم یعنے فقہ کی تعریف کسی کے خوف یا رعایت سے کی ہوگی۔ خلیفہ وقت کو تو انہوں نے صاف کہلا دیا کہ غیر معروف باتکو رواج دینا جائز نہیں جیسا کہ تذکرۃ الحفاظ میں ہے اور فقہ کی نسبت فرما رہے ہیں کہ علم پوچھو تو وہی ہے اور محدثین کو اوس سے بہرہ نہیں اور فقہ کی کتابیں دیکھنے کی ترغیب دے رہے ہیں اور کسی نے پوچھا تک نہیں کہ حضرت فقہ تو بدعت اور ابو حنیفہ کی رائے ہے جسپر عمل کرنے سے آدمی مشرک بنجاتا ہے اوسکو آپ فقہ کہہ رہے ہو پھر یحییٰ بن معین جیسے محدث کو جو جرح و تعدیل میں نہایت متشدد شخص ہیں صاف کہدیا کہ ہم لوگ عطار ہوا اور وہ دم نہ مار سکے بلکہ وہ بھی ہمیشہ امام صاحب کے مداح ہی رہے یہانتک کہ اونکے اقوال کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حنفی المذہب تھے کیا اتنے قراین کے بعد بھی کوئی منصف مزاج کہہ سکتا ہے کہ فقہ حنفیہ مخالف قرآن وحدیث ہے۔

ک محمد بن یزید کہتے ہیں کہ میں عامر رح کے یہاں اکثر جایا کرتا تھا۔ ایک بار اونھوں نے کہا کیا تم نے ابو حنیفہ کی کتابیں بھی دیکھی ہیں میں نے کہا میں حدیث طلب کر رہا ہوں مجھے اونکی کتابوں سے کیا مطلب۔ فرمایا میں ستر سال آثار طلب کرتا رہا مگر جب تک ابو حنیفہ کی کتابیں نہیں دیکھیں اچھی طرح استنجا کرنے کا طریقہ بھی مجھے معلوم نہوا۔

اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اکابر محدثین فقہ حنفیہ کو کس قدر ضروری سمجھتے تھے۔ اور اس سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ وہ امام صاحب کے مقلد تھے۔

ک عطیہ بن اسباط کہتے ہیں کہ ابن مبارک جب کوفہ کو آتے تو ضرور سے امام صاحب کی کتابیں مستعار لیکر اونکی نقل لیتے ایسا کئی بار اتفاق ہوا اون سے پوچھا گیا کہ امام مالک افقہ ہیں یا ابو حنیفہ فرمایا ابو حنیفہ تمام روے زمین کے لوگوں سے افقہ ہیں۔ انتہی۔

ابن مبارک رح جو بار بار امام صاحب کی کتابوں کی نقل لیا کرتے تھے اس سے ظاہر ہے کہ اوس زمانہ میں فقہ کی کتابیں بڑی وقعت کی نگاہوں سے دیکھی جاتی تھیں اور باوجودیکہ وہ مدتوں امام مالک صاحب کی صحبت میں رہ چکے تھے مگر امام صاحب کے علوم سے اون کو سیری نہوئی۔

اور فقہ کی کتابون کے شیدا تھے۔

ھم - عبدالرحمن بن مہدی رح کہتے ہین کہ ابوحنیفہ علما مین قاضی القضاۃ ہین "

عبدالرحمن بن مہدی وہ شخص ہین کہ امام ذہبی رح نے اونکو الحافظ الکبیر والعلم الشہیر لکھا ہے اور امام احمد رح کا قول نقل کیا ہے کہ وہ یحییٰ بن قطان سے بھی افقہ ہین اور لکھا ہے کہ ابن مدینی قسم کھا کر کہا کرتے تھے کہ اونکا مثل مین نے نہین دیکھا۔ جب ایسے جلیل القدر محدث نے امام صاحب کو قاضی القضاۃ علماء کے زمرہ مین قرار دیا تو علماء کے اختلافی مسائل مین اونکا فیصلہ قابل نفاذ سمجھا جائیگا۔ اسی فیصلہ کو حنفیہ نے اپنا دستور العمل قرار دیا اب اس فیصلہ پر طعن کرنا اہل حدیث کی شان سے بعید ہے۔

ھم - یحییٰ بن آدم کہتے ہین کہ حسن بن صباح بن حی الہمدانی کے روبرو ابوحنیفہ رح کے واقعات اور مسائل فقہیہ بیان کئے جاتے تو وہ اونکی تحسین کیا کرتے تھے۔

تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ حسن بن صباح بڑے متقی اور فقیہ اور زاہد شخص تھے اونکے مزاج مین اس شدت کی احتیاط تھی کہ حکام کے فسق و فجور کی وجہ سے جمعہ کی نماز درست نہین سمجھتے تھے۔ عبداللہ بن داود الخریبی رح کہتے ہین کہ کسی مسجد مین مین امامت کیا کرتا تھا ایک روز مین نے ابوحنیفہ کی تعریف کی جب نماز کے لئے کھڑا ہوا تو اونھون نے میرا ہاتھ پکڑ کے مصلے سے ہٹا دیا۔ لکھا ہے کہ اس واقعہ سے پیشتر خریبی رح حسن بن صباح کی تعریف کیا کرتے تھے اور اوسکے بعد اونھون نے نہ اونکی تعریف کی نہ اونسے روایت کی بلکہ بددعا کیا کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا مین وہ مخالفون کے کہنے سننے سے امام صاحب کے سخت مخالف تھے۔ پھر جب اونکی حالات امام صاحب کے اونکو معلوم ہوگئے تو بجائے مخالفت فقہ حنفیہ کی تحسین کرنے لگے جسکی گواہی یحییٰ بن آدم دے رہے ہین کیون نہو وہ خود فقیہ اور مجتہد تھے جیسا کہ تہذیب التہذیب مین لکھا ہے۔ التعلیق الممجد مین مولانا عبدالحی رح نے انساب سمعانی سے امام احمد بن حنبل رح کا قول نقل کیا ہے کہ جس مسئلہ مین تین شخصون کا اتفاق ہو تو اونکی مخالفت سننے کے قابل نہین کسی نے پوچھا تین شخص کون فرمایا ابوحنیفہ اور ابو یوسف اور محمد بن الحسن رح "

ھم - ابو نمیلہ کہتے ہین کہ محمد بن طلحہ نے مجھسے کہا کہ تم ابوحنیفہ کا قول کسی ثقہ سے یاد

ہین بعضے ہزارہا کتب فقہ گواہی دے رہے ہین کہ وہ امام صاحب کے اقوال ہین اونکو تقلیداً مان لین ہم امتی مقلدون کو نہ معجزے دکھلانے کی ضرورت ہے نہ دلائل قائم کرنے کی احتیاج۔ اسی پر بھی فقہا نے یہی ہی حدیثون سے بہت کچھ استدلال پیش کر دئے ہین۔ جو مقلدون کے مزید اطمینان کے لئے کافی ہین۔

الحاصل امام صاحب کا تبحر علمی۔ اور قوت اجتہادی۔ اور سب سے زیادہ احادیث احکام کو جاننا اور محدثین کے مقابلہ مین مسائل کا طے ہونا۔ اور اون کے اقوال مین احادیث کے مضامین محفوظ ہو جانا۔ اور اونکا قول پختہ اور قابل قبول ہونا جب اکابر محدثین کی شہادتون سے ثابت ہو گیا تو ان حضرات کے صدق بیانی کے اعتقاد پر ہم یقیناً کہہ سکتے ہین کہ امام صاحب کا کوئی قول خلاف حدیث نہین اور بعضے اقوال جو ظاہر مخالف حدیث معلوم ہوتے ہین وہ در اصل مخالف نہین۔

اب اور سنئے تذکرۃ الحفاظ مین امام ذہبی رح نے ابن المدینی رح کا قول نقل کیا ہے کہ اکثر احادیث صحیحہ کے اسنادون کا مدار ابن شہاب اور عمرو بن دینار اور قتادہ۔ اور یحیی بن کثیر۔ ابو اسحق۔ اور اعمش رحمہم اللہ پر ہے پھر ان حضرات کا علم امام مالک۔ اور ابن اسحق۔ اور ابن جریج۔ اور ابن عیینہ اور سعید بن عروبہ۔ اور حماد بن سلمہ۔ اور ابو عوانہ۔ اور شعبہ۔ اور سفیان ثوری۔ اور اوزاعی۔ اور ہشیم رحمہم اللہ کی طرف منتقل ہوا۔ پھر اونکا علم یحیی بن قطان۔ اور یحیی ابن زکریا۔ اور ابی زائدہ۔ اور وکیع رحمہم اللہ کی طرف منتقل ہوا۔ پھر اونکا علم ابن مبارک اور ابن مہدی۔ اور یحیی ابن آدم مین آیا۔ حاصل یہہ کہ ہر طبقہ کا علم یعنے صحیح صحیح حدیثین منتقل ہوتی ہوئی۔ ابن مبارک۔ اور یحیی ابن آدم۔ اور ابن مہدی رح کو پہونچین۔ اور آپ نے دیکھ لیا کہ ان تینون حضرات نے امام صاحب کی کیسی کیسی تعریفین کر کے فقہ کی توثیق کی اور علاوہ اونکے مذکورہ طبقات کے اساتذہ بھی امام صاحب کے مداح اور اون کے اجتہاد اور تفقہ کو مانتے رہے۔ اور ظاہر ہے کہ جب صحیح روایتون کا مدار انھی حضرات پر ہے تو صحاح ستہ کا مدار اونھی کی روایتون پر ہوا۔

غرضکہ ان حضرات کے گواہیون سے یہہ تو یقیناً ثابت ہو گیا کہ فقہ احادیث کے بڑے حصہ کے

تو مخالف نہین ورنہ یہہ حضرات بجائے تعریف امام صاحب کی شکایت کرتے۔ اب رہا صحیح حدیثون کا چھوٹا حصہ جو صحاح ستہ کے سوا دوسری کتابون مین منقول ہے۔ سو دوسرے محدثین کی گواہی سے یہہ ثابت ہے کہ فقہ اوس کے بھی مخالف نہین ورنہ وہ حضرات جنکے اسمائے گرامی کی فہرست لکھی گئی بجائے تعریف شکایت کرتے۔ ان محدثین کی توثیق سے بھی فقہ کا موافق احادیث ہونا ثابت ہوگیا۔

تلقیح مین ابن جوزی رح نے لکھا ہے کہ خزان علم یعنے حدیث کے خزانہ دار چھ شخص ہین اعمش۔ مالک۔ امام اوزاعی۔ مسعر بن کدام۔ شعبہ۔ اور ثوری رحمہم اللہ اور ابھی معلوم ہوا کہ یہہ تمام حضرات امام صاحب کے تفقہ کے قائل اور مداح اور بعض تو مقلد رہے ہین جس سے فقہ کی توثیق بخوبی ہوگئی اسلئے کہ ان خزانہ داران حدیث کی جانچ مین جب تک فقہ موافق حدیث ثابت نہوی ہو ممکن نہین کہ خلاف واقع اوسکی تعریف و توصیف کرکے صرافان حدیث کی نظر مین اپنے آپ کو بے اعتبار بنادیتے یہہ تو ان حضرات کے کمال مرتبت اور علو شان پر دلیل ہے کہ باوجود امام صاحب کی مدح سرائی اور فقہ کی قدر افزائی کے اور محدثون کے حملون سے بچ گئے ورنہ میزان الاعتدال وغیرہ سے تو ظاہر ہے کہ بہت سے محدث صرف اسی جرم مین دائرہ عدالت سے خارج کردئے گئے کہ وہ امام صاحب کے مقلد یا مداح تھے۔

یحیی ابن معین رح نے جو امام صاحب کی اور فقہ حنفیہ کی تعریفین کین اوپر مذکور ہوئین یہان قابل بحث یہہ بات ہے کہ اگر بالفرض کوئی محدث فقہ کی تعریف نکرتا اور صرف ابن معین رح اوسکی تعریف و توثیق کرتے کافی تھا اسلئے کہ اونکی نظر تمام حدیثون پر تھی جیسا کہ ابن المدینی کے قول سے ظاہر ہے وہ کہتے ہین کہ ہم نہین جانتے کہ آدم علیہ السلام سے لیکر ابتک کسی نے یحیی ابن معین کے برابر حدیثون کی روایت کی ہو۔ اور کہا کہ تمام آدمیون کا علم اونکو پہونچا ہے اور امام احمد رح کے اس قول سے بھی یہی ثابت ہے جو فرماتے ہین کہ جس حدیث کو یحیی نہین جانتے وہ حدیث ہی نہین کما فی التذکرۃ والخلاصہ غرضکہ اکابر محدثین کی گواہی سے ثابت ہے کہ یحیی ابن معین کی نظر کل حدیثون پر تھی۔

اب غور کیجئے کہ امام صاحب کا کوئی قول اون کل حدیثون کے مخالف ہوتا جو اس باب مین وارد ہین تو وہ کبھی فقہ کی تعریف و توصیف نکرتے بلکہ توہین کرنا اونکا فرض تھا۔

اس سے امیر المومنین فی الحدیث ابن المبارکؒ کے اوس قول کی تائید بھی ہوگئی جو فرماتے ہیں کہ
جو شخص امام صاحب کی بدگوئی کرتا ہے اوس کا سبب تنگی علم ہے۔

اسلئے کہ یحییٰ ابن معینؒ کا سا وسیع علم ہو تو معلوم ہو کہ جو قول بظاہر کسی حدیث کے مخالف ہے دوسری حدیثوں کے موافق ہے جو اس باب میں وارد ہیں اور جسکو دوسری حدیثیں معلوم ہی نہوں تو وہ چند مخالف حدیثوں کو دیکھکر ضرور بدگوئی پر آمادہ ہوجائے گا کیونکہ اوسکی دانست میں تو یہی ہوگا کہ امام صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی پھر کون مسلمان ہوگا کہ ایسے مخالف شخص کو برا نہ کہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ جو بعد والے بعض محدثین امام صاحب کے اقوال کو مخالف حدیث کہتے ہیں اونکو وہ حدیثیں پہونچی ہی نہیں جنکے موافق وہ اقوال ہیں اور اگر پہونچی بھی ہیں تو اونکا مطلب نہیں سمجھا۔ کیونکہ احادیث کا مطلب سمجھنا ہر کسی کا کام نہیں اسکا تصفیہ شیخ الشیوخ اعمش اور اوزاعی رحمہما اللہ نے کر دیا کہ محدثین عطار ہیں اور امام صاحب طبیب اور امیر المومنین فی الحدیث نے صاف کہدیا کہ حدیث فہمی کے لئے ابوحنیفہ کی ضرورت ہے۔

اب دیکھئے کہ جو لوگ بڑے غصہ سے کہتے ہیں کہ فقہ کے مسئلوں کو ماننا کہلا نفاق اور حماقت ہے کسقدر زیادتی ہے۔ انصاف تو یہ تھا کہ حضرات اپنی تنگی علم اور کم فہمی پر افسوس کرتے مگر افسوس یہ ہے کہ تنگی حوصلہ سے اپنا قصور نہیں دیکھتے اور اکابر محدثین پر نفاق اور بے علمی کا الزام لگاتے ہیں۔

یہ بات اوپر معلوم ہو چکی ہے کہ پوری حدیثوں کا سرمایہ کم از کم ایک کروڑ حدیث چاہیئے جسکی خبر امام احمد بن حنبل نے دی ہے اور اگر صحیح سات لاکھ حدیثیں جو امام احمد کو یاد تھیں یا ایسا ہی لاکھ جو امام بخاریؒ کو یاد تھیں موجود ہوتیں تو کسیقدر معلوم ہو سکتا کہ فقہ کا مسئلہ موافق حدیث ہے یا مخالف بخلاف اوس کے جن حدیثوں پر اعتماد کیا جاتا ہے [illegible] وہ تو بہت تھوڑی ہیں جواہر الاصول فی ابو الفیض محمد بن علی الفارسیؒ نے لکھا ہے کہ بخاری و مسلم میں صرف چار ہزار حدیثیں ہیں وہ بھی فقط احادیث مرفوعہ نہیں بلکہ اون میں صحابہ اور تابعین کے اقوال و افعال وغیرہ بھی شامل ہیں پھر وہ بھی تمام صرف احکام ہی سے متعلق نہیں بلکہ اون میں فضائل اور قصص و حکایات وغیرہ بھی شریک ہیں اب صرف اون چند حدیثوں کو دیکھکر فقہ کو [illegible]

حدیث قرار دینا جنکی توثیق اکابر محدثین سے نہ کی ہے کسقدر ظلم و بیداد ہے۔ اور طرفہ یہ ہے لوگونکو بہکانے کی غرض سے کہا جاتا ہے کہ جب کوئی حدیث مخالف مذہب پہونچی تو اوسکو چھوڑ کر کسی امام غیر معصوم کی تقلید کرین تو قیامت مین خدا کو کیا جواب دینگے۔ درست ہے خدائے تعالے سے روبرو جوابدہی مشکل ہے خدا کرے کہ محاسبہ کی نوبت نہ آوے ورنہ اوسکا بھی جواب دینا ہمین مشکل ہوگا کہ معدود محدثین مین سے بخاری کو کیون مثل معصوم بنا لیا جنکی کتاب کو مثل کتاب آسمانی قرار دیکر دوسری کتابون کو اوس کے مقابلہ مین ساقط الاعتبار کر دیا کیا کوئی آیت قرآنی یا حدیث متواتر اس باب مین پہونچی تھی۔ مگر جب ہم دیکھتے ہین کہ امام بخاری کو دین مین وجاہت حاصل ہے اور اتباع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے وہ خدائے تعالے کے محبوب ہین تو ہمین امید قوی ہے کہ اگر یہ ہمارا خیال جرم اور قابل بازپرس بھی ہو تو ہماری خوش اعتقادی کے باعث ہماری شفاعت وہ کرینگے۔ اسی طرح امام اعظم کو اکابر محدثین کے کہنے پر اپنے اور خدائے تعالے کے درمیان مین جو واسطہ قرار دیا اوسمین بھی ہمین بڑی بڑی امیدین ہین۔ اور بڑا عذر تو ہمارا یہہ ہوگا کہ امام بخاری نے کل صحیح حدیثون کو جمع کر کے ہم تک پہونچایا ہی نہین انہون نے بلکہ کل محدثین نے لاکھون صحیح حدیثون کو تلف کر دیا اور محدثین ہی کی گواہیون سے ہمین ظن غالب ہو گیا تھا کہ امام صاحب نے حدیثون کی مخالفت نہین کی بلکہ اون کے مضامین کو فقہ مین ہمارے لئے محفوظ کر دیا تھا اسلئے ہمنے اونکی تقلید کی۔

اور چونکہ امام صاحب کو دین مین اعلی درجہ کی وجاہت حاصل ہے اور خدائے تعالے کے محبوب ہین ہمین یقین ہے کہ ہماری خوش اعتقادی سے ہماری شفاعت ضرور کرینگے اور ہمین یہ بھی یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالی بمقتضائے انا عند ظن عبدی بی حق تعالی اونکی شفاعت کو قبول بھی فرمائیگا۔ واللہ ذو الفضل العظیم۔

اسبات پر غور کیجئے کہ جب خزان حدیث اور جامع کل احادیث اور وہ حضرات جن پر احادیث صحیحہ کا مدار ہے اور دوسرے صدہا شیوخ محدثین اپنے اپنے شاگردون سے فقہ حنفیہ کی تعریف و توثیق بیان کرتے ہونگے تو کس سرعت سے وہ بلاد اسلامیہ مین پہونچ گئی ہوگی کیونکہ اسلامی شہرون مین کوئی شہر ایسا خیال نہین کیا جا سکتا جسکے سربرآوردہ محدثین ان حضرات کے فیض صحبت سے محروم رہ گئے ہونگے

کیا اتنی کھلی دلیل اور واضح قرینہ کے بعد بھی یہہ کہنا صحیح ہوگا کہ فقہ حنفیہ ابو یوسف رح کی قضاۃ کے باعث
مشہور ہوئی جیسا کہ بعض حضرات کا خیال ہے۔

سفیان بن عیینہ رح کہتے ہین کہ اوائل مین خیال کیا جاتا تھا کہ ابو حنیفہ کی رائے کوفہ کے
پل سے تجاوز نکرے گی مگر تھوڑی مدت مین آفاق مین پہونچ گئی۔

سفیان بن عیینہ رح وہ شخص ہین کہ تذکرۃ الحفاظ مین اونکو "العلامۃ الحافظ الامام الحجۃ
واسع العلم کثیر القدر" لکہا ہے۔ اور لکھا ہے کہ انہون نے ستر (۷۰) حج کئے اکثر لوگ انہی کی
ملاقات کے خیال سے حج کو جایا کرتے اون کے پاس خلق کا ہجوم رہتا تھا۔ امام احمد رح کہتے ہین کہ
اونسے زیادہ حدیث جاننے والا مین نے نہین دیکھا۔ فقہ کی غیر معمولی شہرت جو ابن عیینہ بیان
فرماتے ہین کوئی قابل تعجب بات نہین۔ اسلئے کہ قطع نظر اور اسباب شہرت کے صرف ایسے
جلیل القدر امام مرجع انام کا فقہ کی توثیق کرنا ایک قوی ذریعہ ہے۔ دیکھئے جب محدثین صرف
انکی ملاقات کے لئے حج کو جایا کرتے تھے تو اور حجاج اور محدثین اونکی ملاقات کو کیسی نعمت غیر مترقبہ سمجھتے ہونگے
اور ظاہر ہے کہ بلاد اسلامیہ مین کوئی شہر ایسا نہوگا جسکے لوگ جوق جوق نہ جاتے ہونگے
پہر جب وہ امام صاحب کے اعلیٰ درجہ کے مداح تھے چنانچہ سابقاً معلوم ہوا کہ وہ فرمایا کرتے تھے
کہ وہ اپنے زمانہ مین بے نظیر شخص تھے اور جسکو فقہ کی ضرورت ہو امام صاحب کے اصحاب کی
صحبت اختیار کرے تو غور کیجئے کہ کس سرعت سے فقہ حنفیہ کی شہرت بلاد اسلامیہ مین ہوئی ہوگی بہر حال مختلف
ذرایع سے تھوڑے عرصہ مین فقہ حنفیہ کی وہ شہرت ہوئی کہ محدثین کو رشک ہونے لگا چنانچہ صرف اس غرض سے
کہ فقہ کی طرف سے لوگون کی توجہ پھیر دین بعض محدثین نے حدیثین بناڈالین جسکا حال اوپر معلوم ہوا
ابو نعیم رح کہتے ہین کہ ابو حنیفہ رح کی مجلس مین دن بھر اور رات کے ایک حصہ مین خلیہ کا
ہجوم رہتا تھا اور لوگ طوعاً و کرہاً اونکے منقاد ہوتے جاتے تھے۔

ابو نعیم رح کے ترجمہ مین تذکرۃ الحفاظ مین امام احمد رح کا قول نقل کیا ہے کہ وہ شیوخ و انساب اور رجال
کو سب سے زیادہ جانتے تھے۔ ابن معین رح کہتے ہین کہ اونسے اور عفان سے افضل شخص مین نے
نہین دیکھا۔ احمد بن صالح کہتے ہین کہ اونسے اصدق مین نے نہین دیکھا۔
اب غور کیجئے ایسے جلیل القدر اصدق محدث کی گواہی سے ثابت ہے کہ لوگ طوعاً و کرہاً امام صاحب

منقاد ہوتے جاتے تھے جسکی وجہ بھی اونہوں نے اشارۃً بیان کردی کہ ہر وقت لوگوں کا ہجوم اونکے یہاں رہا کرتا تھا۔ کیونکہ امام کی تقریر سننے کے بعد اہل انصاف کے دلوں میں عجز و اذعان کی کیفیت پیدا ہوجاتی تھی جس سے وہ منقاد ہوجاتے اور کثرت کی بھی یہی وجہ ہے اصل انقیاد کا مفہوم سوائے تقلید کے اور کیا ہوسکتا ہے۔ رہا طوعاً و کرہاً منقاد ہونا سو اسکا مطلب یہہ نہیں ہوسکتا کہ امام صاحب زبردستی سے اونکو اپنے مقلد بناتے تھے کیونکہ امام صاحب کو کسی قسم کی حکومت نہ تھی بلکہ اوس کا مطلب یہہ ہے کہ امام صاحب کے دلائل ایسے مستحکم ہوتے تھے کہ کسی کو انکار کرنے کی مجال نہ تھی اسلئے قوت دلائل کے مقابلہ میں مجبور ہوکر امام صاحب کے قول کو تسلیم کرنا پڑتا تھا۔

مک یحییٰ بن آدم کہتے ہیں کہ اگر ابو حنیفہ کو دنیا کا کوئی لگاؤ ہوتا تو باوجود حاسدوں کی کثرت کے اونکا کلام آفاق میں پورے طور پر نافذ نہوتا۔ اس سے یہی ثابت ہے کہ تمام آفاق یعنے بلاد اسلامیہ میں فقہ حنفیہ ہی کی تقلید کی جاتی تھی۔

یہاں قابل غور یہہ بات ہے کہ امام صاحب کا مذہب منتہائے بلاد اسلامیہ تک کیونکر شائع ہوا اور اکابر محدثین نے کیوں اونکی تقلید کی۔ نہ امام صاحب کا ذاتی تسلط تھا نہ سلطنت کی طرف سے اونکو کسی قسم کی مدد ملی بلکہ حکومت اونکی دشمن تھی جس کی وجہ سے وہ قید ہوئے اور فتویٰ دینے سے روک دئے گئے تھے۔ ایسی بیکسی کی حالت میں اونکے فتوے اور فقہ کو فروغ ہونے کی کیا صورت تھی بجز اسکے کوئی بات نہیں تھی کہ اونکے صدق و اخلاص و قوت دلائل نے اکابر دین کی حق پسند طبیعتوں میں پورا اثر کیا جس سے وہ بغیر فرمایش و درخواست کے اونکی تقلید کی۔

مک یحییٰ بن سعید قطان کہتے ہیں کہ جن مسائل کی ضرورت لوگوں کو ہر وقت پڑتی ہے اونکو بیان انہوں سوائے ابو حنیفہ کے کوئی دوسرا شخص نہیں اوٹھا یا اور اونکی یہہ حالت نہ تھی۔ لیکن بہت جلد اونکا مسئلہ اس درجہ تک پہونچ گیا اور سرعت سے ترقی ہوئی۔

مک یحییٰ بن آدم کہتے ہیں کہ کوفہ کی مسجد فقہ سے بھری ہوئی تھی ابن ابی لیلیٰ اور ابن شبرمہ اور حسن بن صالح اور شریک جیسے فقہا کثرت سے تھے لیکن ابو حنیفہ کے مقابلہ میں اونکی کساد بازاری ہوئی اور اونھی کے اقوال پر خلفا اور حکام اور اکثر فیصلہ کرنے لگے اور تمام بلاد میں

اونکے اقوال دائر سائر ہوئے اور اوسی پر عمل قرار پایا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اوسی وقت تمام بلاد
اسلامیہ مین عموماً امام صاحب کی تقلید اور فقہ حنفیہ پر عمل تھا۔ اور ہر چند حاسدون نے تکذیب کیا
فقہ حنفیہ کو ضرر پہونچانا چاہا مگر نہو سکا چنانچہ کردری اور موفق رحمہ نے لکھا ہے کہ فتح بن عمرو الواقدی
کہتے ہین کہ جس زمانہ مین نضر بن شمیل رحمہ مرو مین تھے مین بھی وہان تھا وہان سے بعض متعصبین
بکمال التعصب سے امام صاحب کی کتابین نہر جاری مین پھینکوا دیتے۔ یہہ خبر خالد بن صبیح قاضی مرو کو
پہونچی وہ اور اونکے قرابت دار جن مین پچاس سے زیادہ ایسے ممتاز اشخاص تھے کہ خدمت قضا کی لیاقت
رکھتے تھے سوار ہوکر فضل بن سہل کے یہان گئے اور اونکے ساتھ ابراہیم بن رستم اور سہل بن
مزاحم بھی تھے سب نے فضل سے اس باب مین استغاثہ کیا انہون نے خلیفہ مامون کی خدمت مین
عرض حال کی۔ مامون نے پوچھا وہ کون لوگ ہین جنھون نے یہہ تعدی کی۔ کہا کہ عمر لوگ ہین
اسحق بن راہویہ۔ احمد بن زہیر اور فضل ہین مگر نضر بن شمیل بھی اونکے ساتھ ہین۔ حکم ہوا کہ
دونون گروہ کو مناظرہ کے لئے دربار مین حاضر کیا جاوے مین خود دیکھونگا کہ کس کی حجت قوی ہے
اور خود مین فیصلہ کرونگا۔ یہہ خبر اسحق اور اونکی جماعت کو پہونچی اونہون نے مشورہ کی کہ گفتگو
کون کرے گا نضر بن شمیل نے کہا خلیفۃ المسلمین کے مقابلہ مین تو کلام مین تاب لا سکتے ہین نہ حجت
مین آخر یہہ رائے قرار پائی کہ احمد بن زہیر گفتگو کرین۔ وقت مقرر پر جب دونون جماعت
حاضر دربار ہوئین خلیفۃ المسلمین برآمد ہوئے اور سب پر سلام کر کے نضر بن شمیل کی طرف
متوجہ ہوئے۔ اور پوچھا آپ لوگون نے ابو حنیفہ رحمہ کی کتابون کو کیون دریا مین پھینکوا دیا۔ نضر نے
کچھ جواب نہ دیا۔ احمد بن زہیر نے کہا۔ امیر المومنین کیا مجھے بات کرنے کی اجازت ہے فرمایا ہان اگر
تم سے بات کر سکتے ہو تو کرو۔

کہا ہم نے اون کتابون کو قرآن و حدیث کے مخالف پایا۔ فرمایا کس مسئلہ مین۔ احمد بن زہیر
نے خالد بن صبیح سے ایک مسئلہ پوچھا کہ ابو حنیفہ رحمہ کا اوس مین کیا قول ہے۔ انہون نے بیان کیا
احمد نے اوسکے خلاف مین ایک حدیث پڑھی۔ یہہ سنکر خود مامون نے امام صاحب کے
اس قول کی تائید مین کئی حدیثین پڑھین جن کو وہ لوگ جانتے بھی نتھے۔ جب بہت دیر تک
اور وہ ساکت ہوگئے تو مامون نے کہا اگر فقہ کو ہم مخالف کتاب اللہ اور سنت رسول

صلی اللہ علیہ وسلم پاس ہوتے تو اوس پر عمل کرنے کی اجازت دیتے پھر فرمایا خبردار آئندہ کبھی اس قسم کی حرکت نکرنا اگر تم میں یہہ بزرگ نہوتے تو تم لوگون کو مین ایسی سخت سزا دیتا کہ کبھی نہ بھولی جاتی اوس کے بعد خلیفۃ المسلمین مامون رشید نے ایک مجلس کی جس مین دو سو فقیہہ تھے اگر کوئی اون مین سے مرجاتا تو تکمیل کی جاتی۔ اس مجلس کے کل ارکان اجلاس شاہی مین ہمیشہ حاضر رہا کرتے تھے انتہی۔

معلوم نہین نضر بن شمیل رح کو حاسدون نے کس تدبیر سے اپنے ساتھ کر لیا تھا ورنہ وہ تو امام ابو حنیفہ کے مداحون مین ہین۔ بہرحال اس موقع مین بھی منجانب اللہ فقہ کی تائید ہوئی۔ اور خود خلیفۃ المسلمین کو وہ حدیثین یاد آگئین جن کی اوس معرکہ مین ضرورت تھی۔ اہل انصاف اکابر محدثین کے اقوال و افعال کو جو امام صاحب سے متعلق بیان کئے گئے ہین پیش نظر رکھکر غور کرین تو یہہ بات مبرہن ہو جاویگی کہ ان حضرات کی خوش اعتقادی کا اثر اون کے اتباع اور احباب مین ضرور ہوا جس سے امام صاحب کو اونہون نے مقتدا مان لیا۔

یہہ بات پوشیدہ نہین کہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب جسکی تعریف یا شکایت کرتے ہین تو اوسکے تقریباً کل ہندوستان مین وہ بات مسلم ہو جاتی ہوگی۔ اسیطرح ابن تیمیہ رح کے اقوال کا ایک جماعت پر یہہ اثر ہے کہ علی کو شیطان بنا دینا ایک ادنی سی بات ہے۔ کیا اعمش اور اوزاعی وکیع۔ اور ابن مبارک رحمہم اللہ وغیرہ جیسے محدثین کے اقوال کا اثر ان صاحبون کے اقوال کے برابر بھی نہوگا حالانکہ اون حضرات کے اقوال پر تمام اہل سنت وجماعت کے اعتقادات کا مدار ہے۔

غرضکہ اہل حق نے جس طرح احادیث کو انھی حضرات کے اعتماد پر مان لیا تھا امام صاحب کے مقتدا ہونے کو بھی اونہی حضرات کے اقوال سے تسلیم کر لیا۔ یہی وجہ ہے کہ اوس زمانہ سے آجتک قرناً بعد قرن لاکھون علما اور صلحا امام صاحب کی تقلید کرتے آئے ہین۔ اور اس تواتر سے وہ مذہب ہم تک پہونچا۔

اب دیکھئے جو کہا جاتا ہے کہ مذہب حنفیہ ابو یوسف صاحب کی خدمت قضا کے دباؤ سے شائع ہوا ہے اس مین کسقدر اکابر محدثین کی درپردہ بے قدری ہے۔ ادنی تامل سے یہہ معلوم ہو سکتا ہے

کا یہ قول ایسا ہے جیسے بعضے کہا کرتے ہین کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا گیا معاذ اللہ اسلام فی نفسہ ایسا پرزور دین ہے کہ جسکو عقل سلیم ہو اور اصول دین سے واقف ہو جائے ممکن نہین کہ اسلام کو قبول نکرے۔

غرضکہ بہت سی روایتون سے ثابت ہے کہ مخالف فقہ مخذول ہوتے گئے اور فقہ حنفیہ کی شہرت جمیع بلاد اسلامیہ مین بہت جلد بلکہ امام صاحب ہی کے زمانہ مین ہو گئی اور اوس کے اسباب مختلف ہوئے۔ ایک سبب یہہ تھا کہ نئی بات ہونے کی وجہ سے اکابر محدثین اوسکی تحقیق کی طرف متوجہ ہوئے اور بعد تحقیق جب اوس کی توثیق کی تو اوساط الناس اور عوام نے اوسکو قبول کر لیا۔

دوسرے حاسدون نے اس خیال سے کہ لوگ بدظن ہون نئی نئی فقہ کی باتین پہونچانے مین کوششین کین۔ جنکو جانچ کر محدثین نے مان لیا۔ غرض دوست و دشمن نے نہایت سرگرمی سے ہاتھون ہاتھ تمامی بلاد اسلامیہ مین فقہ حنفیہ کو پہونچا دیا۔

تیسرے اکابر محدثین نے امام صاحب کے اقوال پر فتوی دیے اور تقلید کی جن مین سے چند محدثین کا ذکر کیا جاتا ہے۔

اب یہان قابل توجہ یہہ بات ہے کہ فقہ جسپر اقسام کے اعتراض کیے جاتے ہین کوئی نئی چیز نہین بلکہ یہہ وہی فقہ ہے جو امام صاحب ہی کے زمانہ مین علما کے جلسون مین پیش ہو گئی تھی اسکو دیکھکر ہر طرف چہ میگوئیان ہو رہی تھین۔ اسکو حاسدون نے امام صاحب کی بدنامی کا ذریعہ بنا رکھا تھا اسکو دیکھکر کوئی کہتا تھا کہ وہ قیاس کو حدیث پر مقدم رکھتے ہین کوئی کہتا تھا وہ حدیث جانتے ہی نہین اسوجہ قیاس کیا کرتے ہین۔ اسکو پیش کر کے طالبین حق کو اونکی صحبت سے روکتے تھے کوئی اونکو بدعتی کہتا کوئی مرجی قرار دیتا اور خدا جانے اس کے سوا کیا کیا الزام لگاتے تھے مگر الحمد للہ اوسی زمانہ کے متدین اہل حدیث نے جو تقریباً کل بجز دو اسے محدثین کے اساتذہ اور معتمد علیہ جمیع اہل سنت و جماعت کے ہین ان افتراؤن کو رد کر کے اوس مطعون فقہ کو معتمد اور قابل اعتماد بنا دیا۔ اور معترضین کی نسبت صاف کہدیا کہ وہ حاسد اور کم علم اور بے سمجھ لوگ ہین اور صرف زبانی گفتگو کو نہین بلکہ تقلید کر کے عملاً ثابت کر دیا کہ فقہ حنفیہ قابل تقلید ہے

یہہ بات اوپر معلوم ہوچکی ہے کہ وکیع رح اوائل مین امام صاحب کے سخت مخالف تھے یہانتک کہ محدثین سے کہا کرتے تھے کہ اگر تم لوگ فقہ حدیث سیکہہ لوگے تو اصحاب الرائے تم پر غالب نہ آئینگے مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ مین لکھا ہے کہ سائب کہتے ہین کہ ہم ایکبار وکیع رح کے پاس بیٹھے تھے اور اصحاب الرائے سے بھی ایک شخص موجود تھا وکیع نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعار کیا ہے اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ وہ مثلہ ہے اوس شخص نے کہا ابو حنیفہ ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہین کہ اشعار مثلہ ہے۔ سائب کہتے ہین کہ وکیع یہہ سنتے ہی غضبناک ہوگئے اور کہا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول بیان کرتا ہون اور تم کہتے ہو کہ ابراہیم نے کہا۔ تم اس قابل ہو کہ قید کردئے جاؤ اور جب تک اس اعتقاد سے توبہ نکرو رہا نہ کئے جاؤ۔

دیکھئے ایسی حرارت والے محدث جب امام صاحب کے حالات اور طریقہ اجتہاد پر مطلع ہوے تو اسقدر اون کے معتقد ہوگئے کہ یہہ آرزو کرنے لگے کہ امام صاحب کے تفقہ کا عشر ہی اپنے کو حاصل ہوجائے۔ اور اہل حدیث سے کہا کرتے تھے کہ جب تک تم اصحاب ابو حنیفہ کے ساتھہ نہ بیٹھو اور وہ اونکے اقوال کی تفسیر نہ بیان کرین تم مین سمجھہ نہ پیدا ہوگی اور حدیث کا سننا کچھہ نفع نہ دیگا۔ اور خود بھی امام صاحب ہی کے قول پر فتوی دیا کرتے تھے جیسا کہ تذکرۃ الحفاظ مین لکھا ہے۔

اب غور کیجئے کہ امام صاحب کے قول پر فتوی دینے کے معنی سوائے اس کے اور کیا ہوسکتے ہین کہ جس طرح علمائے حنفیہ امام صاحب کے قول پر فتوی دیتے ہین وہ بھی دیتے تھے اور اون کے جیسے مقلد تھے۔

تذکرۃ الحفاظ وغیرہ مین لکھا ہے کہ یحیی قطان ابو حنیفہ رح کے قول پر فتوی دیا کرتے تھے یحیی وہ شخص تھے کہ جب گفتگو کسی مسئلہ مین کرتے تو فقہا کو ساکت کردیتے تھے علی بن مدینی کہتے ہین کہ یحیی بن آدم جو فن رجال کے عالم اور اونکے اقوال کو خوب جانتے تھے فقہ اور حدیث سے بہت واقف تھے۔ اون کا میلان ابو حنیفہ رح کی طرف شدت سے تھا اور میلان سوا اس کے اور کیا ہوسکتا ہے کہ امام صاحب کے قول پر

فتوی دیے بیٹھے ہونگے۔

حسن بن عرفہ کہتے ہین کہ ہم جھوٹ نہ کہین گے فقہ مین ہمارے امام ابو حنیفہ ہین"
تہذیب التہذیب مین حسن بن عرفہ کا حال لکھا ہے کہ وہ ابو داؤد و ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہ کے استاد تھے۔ یحیی بن معین وغیرہ نے اونکو صدوق کہا ہے۔
دیکھئے ایسے مستند شیخ کی نسبت جھوٹ کا خیال کیونکر ہو سکتا تھا مگر اونھون نے دیکھا کہ محدثین جو امام صاحب سے بدگمان ہین کہین مبالغہ پر اپنا کلام محمول نکرین۔ اس لئے تصریح کر دی کہ امام صاحب کو جو ہم امام کہتے ہین وہ جھوٹ نہین ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ بھی امام صاحب کے مقلد تھے۔

مقاتل بن حیان کہتے ہین کہ مین نے تابعین اور اون کے بعد کے لوگون کو دیکھا مگر ابو حنیفہ کے جیسا شخص نہین دیکھا جس کو اونکی سی بصیرت اور ادراک غوامض ہو۔ وہ امام صاحب کے قول پر فتوے دیتے اور کہتے کہ یہہ شیخ کوفی کا قول ہے۔

عبد العزیز رواد پر کوئی مسئلہ مشتبہ ہوتا تو امام صاحب سے لکھکر پوچھ لیا کرتے۔
تہذیب التہذیب مین عبد العزیز رح کے حال مین لکھا ہے کہ ابن مبارک رح کہتے کہ خوف الٰہی کا اونپر یہہ غلبہ تھا کہ وہ باتین کرتے اور اشک اون کے رخسارون پر جاری رہتے تھے اشعث بن حرب کہتے ہین کہ اونکی حالت سے یہہ نمایان تھا کہ قیامت اون کے پیش نظر ہے۔
اب قیاس کیجئے کہ دین مین انکو کس قدر احتیاط ہوگی۔ ایسے محتاط شخص جب ہر بات مین امام صاحب کے قول پر عمل کرتے تھے تو غور کیجئے کہ فقہ حنفیہ مین کسقدر احتیاط ملحوظ ہے۔ اسکا انکار نہین ہو سکتا کہ اوس زمانہ مین بڑے بڑے محدثین اور فقہا مثل امام مالک و ثوری رحم وغیرہ موجود تھے مگر اونکو امام صاحب ہی کے علم پر اعتما د تھا اسوجہ سے وہ ہر مسئلہ امام صاحب سے پوچھکر اوس پر عمل کرتے تھے۔ اسی کا نام تقلید شخصی ہے جسکو آخری زمانہ والے بدعت بتلاتے ہین۔

جریر بن عبد الحمید کہتے ہین مغیرہ نے کسی مسئلہ مین فتوی دیکر کہا کہ یہ بات مجھے

پہونچی ہے کہ وہ جوان خز از جو دار عمر بن حرث مین رہتا ہے یعنے ابو حنیفہ اوسکا بھی یہی قول ہے اور ایک روایت یہہ ہے کہ جب مغیرہ کوئی فتوے دیتے اور لوگ اون سے جھگڑتے تو وہ کہدیتے کہ یہہ قول ابو حنیفہ کا ہے'' انتہی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف نام سنکر جھگڑنے والے خاموش ہو جاتے تھے تنقید پذیر امام کی شہرت ہوگئی تھی اور محدثین کہا کرتے تھے کہ اون کے جوابات ہولی سے پختہ ہوتی ہے اس روایت سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ مغیرہ رح امام صاحب کے مقلد تھے۔

م ابو معاویہ کہتے ہین کہ ہمارے شیوخ فتوی تو دیتے مگر اون پر ہیبت طاری رہتی تھی پھر جب سنتے کہ ابو حنیفہ نے بھی یہی فتوی دیا ہے تو خوش ہو جاتے راوی نے اونسے پوچھا وہ کون لوگ ہین کہا اون مین سے ایک ابن ابی لیلی ہین

دیکھئے ابن ابی لیلی باوجودیکہ امام صاحب کے سخت مخالف تھے مگر اونکی بھی نظر امام صاحب ہی کے فتوے کی طرف لگی رہتی تھی اور بجائے اس کے کہ مخالفت کا کوئی اثر اوسپر پڑتا اوس سے مستفید ہوتے تھے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ امام صاحب کا قول کس قدر مستحکم ہوتا ہے۔

م ص ایکبار ابو امیہ جزری جو امام صاحب کے زمانہ مین اہل جزیرہ کے امام تھے اونسے کسی نے فتوی پوچھا اونھون نے اپنے اجتہاد سے جواب دیا۔ کہین اوس جلسہ مین ابو حمزہ بھی بیٹھے تھے جو امام صاحب کے شاگرد ہین۔ اونھون نے کہا حضرت اسکا یہہ جواب نہین بلکہ امام صاحب نے یہہ جواب دیا ہے۔ یہہ سنتے ہی اونھون نے مستفتی کو بلوایا۔ اور اپنا فتوی واپس لیکر امام صاحب کے قول پر فتوی دیا'' اس سے ظاہر ہے کہ اونھون نے امام صاحب کی تقلید کی۔

ص ک عیسی بن یونس رح امام صاحب کے قول پر فتوی دیا کرتے تھے''

عیسی بن یونس وہ شخص ہین کہ حماد۔ اور ابن مدینی جیسے اکابر محدثین اونکے شاگرد ہین انکی کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین کما فی الخلاصہ۔

ایسے جلیل القدر امام المحدثین امام صاحب کے مقلد ہین۔

ک۔ عبداللہ بن عبید اللہ کہتے ہین کہ میرے والد نے مسجد الحرام مین ایک مسافر شخص سے مناظرہ کیا جس کے ساتھ بہت سے لوگ تھے پھر پوچھا تم کس شہر کے ہو کہا طنجہ کے جو بلاد مغرب کی انتہا پر ہے اور اوس کے پیچھے اسلام نہین یہان سے وہ مقام تخمیناً ڈیڑھ ہزار فرسنگ پر واقع ہے۔ کہا یہہ دقیق مسائل تمھارے یہان کہان سے آگئے کہا ابو حنیفہؒ کی کتابین ہمارے یہان پہونچ گئی ہین اور امام مالک اور اوزاعی رحہ کے اقوال بھی وہان بیان کئے جاتے ہین لیکن فتوی ابو حنیفہ رحؒ کی رائے پر دیا جاتا ہے۔

اسکو تائید منجانب اللہ سے کہتے ہین دیکھئے باوجودیکہ امام مالک اور اوزاعی رحم کی جلالت شان پوشیدہ نہین اور اوسی زمانہ مین وہ استاذ الاساتذہ مانے جاتے تھے۔ اور امام صاحب کی کتابین کے ساتھ اون کے اقوال بھی وہان پہونچ گئے تھے مگر تقلید امام صاحب ہی کی کی گئی اس کا وہی سبب تھا جس کی تشخیص یحیی بن آدم رحہ نے کی کہ امام صاحب کے خلوص نے اون کے کلام کو آفاق مین پورے طور پر نافذ کر دیا۔ ذلك فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

یہہ روایت اوپر لکھی گئی کہ اعمش رحم جب حج کو گئے اور امام صاحب بھی وہان موجود تھے تو انھون نے امام صاحب پر فرمایش کی کہ مناسک حج کے مسائل عمل کرنے کے لئے لکھدین اور اپنے شاگردون سے بھی فرمایا کہ وہ مسائل لکھ لین۔

دیکھئے اعمشؒ جو طبقہ تابعین مین شمار ہوتے اور وہ شخص ہین جنکی نسبت امام ذہبیؒ نے تذکرۃ الحفاظ مین لکھا ہے کان الاعمش احفظهم للحديث واعلمهم بالفرائض ورأسا في العلم النافع والعمل الصالح۔ ایسے جلیل القدر تابعی نے جنکو تمام محدثین سے زیادہ حدیثین یاد تھین اور فرائض سب سے زیادہ جانتے تھے۔ اسلام کی ایک فرض اور رکن یعنی حج کے تمامی مسائل مین امام صاحب کی تقلید کی تو اس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ امام صاحب کی نظر فن حدیث مین کیسی وسیع اور قوت اجتہادی کس درجہ قابل وثوق تھی۔

اعمشؒ کی اس تقلید سے علاوہ اسکے کہ امام صاحب کی جلالت شان ظاہر ہے حنفیہ کثرہم اللہ کو یہہ افتخار حاصل ہے کہ وہ ایسے امام کے مقلد ہین جن کی تقلید کو ایک جلیل القدر

تابعی شیخ الشیوخ نے ضروری سمجھا۔
اور اس سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ حدیث فہمی کوئی اور ہی چیز ہے اور جسکی طرف اکابر محدثین محتاج تھے۔ اسی وجہ سے ابن مبارک رح نے فرمایا ہے کہ آثار و حدیث تو ضروری ہین مگر اون کے لئے ابو حنیفہ کی ضرورت ہے۔
یحیی بن معین رح کا قول ابھی نقل کیا گیا کہ الفقہ فقہ ابی حنیفۃ علیہ ادرکت الناس یعنے معتبر فقہ ابو حنیفہ رح کی ہے اوسی پر مین نے لوگون کو پایا ہے یحیی بن معین وہ شخص ہین کہ امام احمد بن حنبل رح اون کی نسبت فرماتے ہین کہ جس حدیث کو یحیی نہ جانتے ہون وہ حدیث ہی نہین اس کے سوا اور بھی اقوال مذکور ہو چکے ہین۔
اب غور کیا جائے کہ جب تمام دنیا کی حدیثین اون کو یاد تھین تو تمام نہین تو اکثر علما سے تو اون کو ملاقات ضرور تھی کیونکہ اوس زمانہ مین حدیثین رجال ہی سے ملی جاتی تھین پھر جب ادرکت علیہ الناس کہ رہے ہین تو اوس کا مطلب یہہ تو نہین ہو سکتا کہ جاہلون کو انہون نے فقہ پڑھتے پڑھاتے دیکھا تھا کیونکہ وہ فقہ کی تعریف مین یہہ جملہ کہہ رہے ہین ایسے موقع مین جاہلون کے قول وفعل سے استدلال کرنا عقل کے بالکل مخالف ہے جا اون کی طرف وہ امور منسوب کئے جاتے ہین جنکی توہین مقصود ہوتی ہے۔ اس دلیل سے یہہ ماننا پڑیگا کہ علیہ ادرکت الناس سے اونکی مراد آپکے اساتذہ اور علما ہین جن سے اونکو ملاقات تھی اور اون کے پورے کلام کا مطلب یہہ ہوا کہ یون تو فقہ اورون کی بھی ہے مگر معتبر فقہ پوچھو تو ابو حنیفہ کی ہے اور یہہ فقط میرے رائے نہین بلکہ علما اور شیوخ کے ایک جم غفیر کو مین نے اوسی فقہ پر پایا ہے۔
اب غور کیجئے کہ جب اوس زمانہ کے عموماً اہل علم فقہ حنفیہ پر عمل کرتے تھے تو اگر یہہ کہا جائے کہ اوسی زمانہ مین اجماع ہو گیا تھا کہ فقہ حنفیہ موافق حدیث ہے تو کیا نقصان۔ یہان شاید یہہ شبہہ ہوگا کہ اوس زمانہ مین بعض علما فقہ حنفیہ کے مخالف بھی تھے تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ مخالف یا حاسد تھے یا کم فہم جیساکہ ابن مبارک وغیرہ محدثین رحمہم اللہ کی تصریح سے ثابت ہے اور ابراہیم بن رستم نے تصریح کی ہے کہ جو شخص گمان کرے کہ مین ابو حنیفہ

سے مستغنی ہوں وہ جاہل ہے۔ غرضکہ جہاں کم فہم اور حاسدوں کے قول قابل اعتبار نہیں ہو سکتے
اس وجہ سے ابن معین رح نے علیہ ادرکت الناس مطلقاً کہدیا۔ اور قطع نظر اس کے
امام صاحب کے مخالف بھی آپکے اقوال کا انکار نہیں کر سکتے تھے جیسا کہ ابونعیم رح کے قول سے
معلوم ہوا کہ لوگ طوعاً و کرہاً اونکے منقاد ہوتے جاتے تھے چنانچہ الانتصار میں یحییٰ بن آدم کا قول
نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ کے بہت سارے مسائل ہیں نے شریک سے سنے ہیں
جو اون سے روایت کیا کرتے تھے کسی نے کہا اونکو تو ابوحنیفہ کے اقوال پسند نہ تھے کہا پسند تھے اور سنا
بھی کرتے تھے لیکن حسد کی وجہ سے ظاہر نہیں کرتے تھے ؎ انتہی۔

اس سے ظاہر ہے کہ گو وہ مخالف تھے مگر امام صاحب کے اقوال کو مانتے ضرور تھے۔
غرضکہ موافق مخالف سب فقہ حنفیہ کو تسلیم کر رہے یہاں تک کہ اقصائے بلاد مغرب تک
فقہ حنفیہ شائع ہو گئی۔

اہل انصاف یہاں غور فرماویں کہ فقہ حنفیہ کی نسبت جو یحییٰ بن معین رح نے "علیہ ادرکت الناس"
کہا اور یحییٰ بن آدم نے کہا "علیہ استقر الامر" جو سابقاً نقل کیا گیا۔ ان اقوال کا مطلب
سوائے اسکے اور کیا ہوگا کہ اوس زمانہ میں فقہ حنفیہ پر اجماع ہو گیا تھا پھر جو بات ایسے دو گواہ
عادل کی گواہی سے ثابت ہو کیا وہ قابل اعتماد نہوگی۔ جب ہمارے زمانہ میں معمولی دو گواہوں
کی گواہی سے قصاص ثابت ہو جاتا ہے تو اون اکابر اور شیوخ محدثین کی گواہی سے اتنی بات
بھی ثابت نہوگی کہ اوس زمانہ میں فقہ حنفیہ پر اجماع ہو گیا تھا ہم یہہ نہیں کہتے کہ فقہ حنفیہ پر اجماع
ہونے کے بعد فقہ شافعیہ وغیرہ قابل اعتبار نہیں۔ کیونکہ وہ دوسرا مسئلہ ہے بلکہ ہمارا مطلب
صرف یہاں اسی قدر ہے کہ ایک ایسے زمانہ میں کہ محدثین کے شیوخ بکثرت موجود تھے اور
احادیث کی تحقیق و تنقید کا بازار گرم تھا۔ کوئی بے اصل بات رواج نہیں پا سکتی تھی۔ ایسے
شباب علم حدیث کے زمانہ میں فقہ حنفیہ پر محدثین وغیرہ علمار کا اجماع ہونا اس بات پر دلیل
بین ہے کہ وہ مخالف حدیث نہیں۔

تہذیب التہذیب میں حماد بن دلیل ابو زید مدائنی کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ وہ اصحاب
ابوحنیفہ رح میں سے تھے۔

اگرچہ اوسی مین امام احمدرح کا قول نقل کیا ہے ،، کہ وہ صاحب رائے ہین صاحب حدیث نہین ہین یہہ بھی لکھا ہے کہ ابن معین اور ابن حبان وغیرہ نے اونکی توثیق کی ہے اور ابوداؤ د مین اونکی روایت موجود ہے۔

م ک خلف ابن ایوبؒ سے کسی نے ایک مسئلہ پوچھا اونھون نے کہا ابوحنیفہؒ اور ابویوسفؒ کا اوس مین یہہ قول ہے اوس نے کہا پھر آپ کیا فرماتے ہین کہا مین ایسے شخصونکا قول کہہ رہا ہون جو لوہے کے پہاڑ ہین اور تو میرا قول پوچھتا ہے۔

امام صاحب کی کسقدر عظمت اون کے دل مین تھی کہ اون کے قول کے مقابل اپنا قول بیان کرنا بھی ناگوار تھا اور اوسی پر فتوی دیا۔ اونکی اس تقریر مبالغہ آمیز سے صاف ظاہر ہے کہ وہ امام صاحب کے مقلد ضرور تھے

تہذیب التہذیب مین شعب بن اسحاق کے ترجمہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے مقلد تھے ،، شعب وہ شخص ہین کہ اسحاق ابن راہویہ اور لیث ابن سعد جیسے اونکے شاگرد ہین اکابر محدثین نے اونکی توثیق کی ہے۔ اوزاعی اونکو اپنے نزدیک جگہ دیا کرتے تھے۔ بخاری مسلم وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین کما فی التہذیب التہذیب۔

اب انصاف کیجئے کہ حنفی مذہب بے اصل ہوتا جیسا کہ اس زمانہ کے بعضے مولوی کہتے ہین تو کیا ایسے جلیل القدر محدث یہہ مذہب اختیار کرتے۔

یہہ روایت اوپر لکھی گئی کہ مکی بن ابراہیم حدیث اور فقہ مین امام صاحب کے شاگرد تھے اور حنفی مذہب مین نہایت متعصب تھے ،، ایسے جلیل القدر محدث جنکی شاگردی پر امام بخاریؒ کو ناز ہے جب حنفیت مین متعصب ہون تو ہم لوگ کیون مورد طعن بنائے جاتے ہین۔

یہہ روایت بھی اوپر لکھی گئی کہ توبہ بن سعد امام صاحب کے قول کے مطابق فیصلے کیا کرتے اور ہمیشہ کہہ دیتے کہ ہم ہیں پسے اور ہیں پسے کے درمیان ہین۔ توبہ وہ شخص ہین کہ امام مالکؒ آرزو کرتے تھے کہ اونکے جیسا کوئی ایک شخص اپنے یہان ہوتا۔

یہہ روایت بھی اوپر لکھی گئی کہ سفیان ثوریؒ اکثر امام صاحب کے اقوال اونکے شاگردونسے دریافت کرتے اور اوسی کے مطابق فتوی دیا کرتے تھے۔

تاریخ ابن خلکان مین لکھا ہے کہ لیث بن سعد رح حنفی المذہب تھے۔ اور قسطلانی نے بھی شرح بخاری مین بھی بات لکھی ہے۔ لیث بن سعد وہ شخص ہین کہ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی نے اونکے مناقب مین ایک مستقل کتاب لکھی ہے جسکا نام الرحمتہ الغثیہ بالترجمۃ اللیثیہ ہے۔ اوسی مین لکھا ہے کہ کسی نے لیث رح سے پوچھا کہ آپ سے بہت ساری حدیثین ہم سنتے ہین جو آپکی کتابون مین نہین ہین فرمایا اگر وہ سب حدیثین مین لکھتا جو میرے سینہ مین ہین تو یہ کمرہ اوسکی گنجایش نکر سکتا اوسی مین لکھا ہے کہ امام شافعی رح فرماتے ہین کہ لیث امام مالک سے بھی افقہ تھے سعید بن ابی ایوب کہتے ہین کہ اگر امام مالک اور لیث کسی مقام مین جمع ہوتے تو امام مالک اون کے روبرو گونگے ہوتے یعنے بات نکر سکتے۔ کیون نہو وہ امام صاحب کے فیض یافتہ اور حنفی المذہب تھے۔ اوسی مین لکھا ہے کہ خلیلی کہتے ہین وہ بالاتفاق اپنے وقت کے امام تھے۔ ابن حبان کہتے ہین کہ وہ فقہ اور علم اور حفظ اور فضل وکرم مین اپنے زمانہ کے سادات مین سے تھے۔ نووی رح نے تہذیب مین لکھا ہے کہ اونکی جلالت اور امانت اور فقہ اور حدیث مین اون کے علو مرتبت پر اجماع ہو گیا"

اگر بالفرض سوائے انکے کوئی محدث حنفی المذہب نہوتا تو بھی ایسے جلیل القدر امام المحدثین کا حنفی المذہب ہونا حنفیہ کے افتخار اور اطمینان کے لئے کافی تھا۔

م۔ کادح بن رحمہ اللہ کہتے ہین کسی نے امام مالک رح سے پوچھا کہ کسی کے پاس دو کپڑے ہون ایک نجس اور ایک پاک اور معلوم نہو کہ پاک کونسا ہے تو نماز کس طرح پڑہے فرمایا تحری کرے۔ کادح کہتے ہین کہ مین نے عرض کیا کہ ابو حنیفہ رح تو کہتے تھے کہ ہر ایک کپڑے مین ایک بار نماز پڑہے" اونہون نے سائل کو بلوا کر ابو حنیفہ رح کے قول پر فتوی دیا۔

م ص۔ محمد بن عمر الواقدی رح کہتے ہین کہ امام مالک رح اکثر ابو حنیفہ رح کے اقوال کی تلاش کر لیتے اور اونھین کے مطابق فتوی دیا کرتے اگرچہ اس بات کو ظاہر کرتے نہ تھے" انتہی۔

ہم یہہ نہین کہتے کہ امام مالک رح نے کسی مسئلہ مین امام صاحب کی تقلید کی کیونکہ وہ خود مجتہد تھے اسی وجہ سے امام صاحب کی طرف کسی قول کا منسوب کرنا اونکو جائز نہ تھا بخلاف مقلد کے کہ اسکو منسوب کرنے کی ضرورت ہے۔ مگر اس سے امام صاحب کے اجتہاد کی قوت تو ضرور

ثابت ہے کہ امام مالک رح جیسے شخص اونکے اقوال کی تلاش کرتے اور اونہین کے مطابق فتویٰ دیتے تھے۔

مرکب ص ح ف مسعر رح کہا کرتے تھے کہ جو شخص اپنے اور اللہ کے درمیان مین ابوحنیفہ رح کو قرار دے تو مجھے امید ہے کہ اوسکو کوئی خوف نہین اور یہ نہ سمجھا جائیگا کہ اوسنے احتیاط مین کمی کی اس مقام مین اگر مسعر رح کا بھی خیال کرلیا جائے کہ وہ کیسے شخص تھے تو مناسب ہوگا۔ پیشتر اونکے بعض حالات معلوم ہوچکے ہین جن مین سے ایک یہ ہے کہ شعبہ اور اونکے معاصر اونکو مصحف ناطق کہا کرتے تھے۔ دیکھئے جب مصحف ناطق فرماتے ہین کہ ابوحنیفہ رح کی تقلید مین نہایت احتیاط ہے تو طالب حق کے لئے اور کیا چاہئے۔ خدا کے اور اپنے درمیان اون کو قرار دینے کا مطلب اوسکے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ جس راہ سے وہ لیجائین بے چون وچرا اونکے پیچھے پیچھے بارگاہ کبریائی مین جانا باعث نجات ہے اسی کا نام تقلید شخصی ہے۔

ک فضل بن موسیٰ سینانی رح لوگون کو ترغیب دیتے تھے کہ ابوحنیفہ رح کی اتباع کرین ایسے جلیل القدر محدث (جنکی جلالت شان پر وکیع۔ ابن مبارک اور اسحٰق بن راہویہ رحمہم اللہ جیسے اکابر محدثین گواہی دے رہے ہین جیسا کہ اوپر لکھا گیا) جب امام صاحب کی تقلید کرنے کی ترغیب دیتے ہونگے تو کس سرگرمی سے مذہب حنفی ترقی پذیر اور شائع ہوتا جاتا ہوگا۔

مرص ابوتمیلہ یحییٰ بن واضح کہتے ہین کہ ایک بار ہم اور محمد بن طلحہ ابوحنیفہ کا مذاکرہ کررہے تھے انہون نے کہا اے ابوتمیلہ اگر تمہین کسی ثقہ کے ذریعہ سے ابوحنیفہ کا کوئی قول پہونچ جائے تو اسکو قبول کرلو اونکا جو قول ہوتا ہے پختہ ہوتا ہے۔ اس لئے اسکا مطلب ظاہر ہے کہ انہون نے فقہ کی تقلید کی ترغیب دی اس لئے کہ امام صاحب کے اقوال کو قبول کرنا بلا دلیل مان لینا ہے جسکو اصطلاح مین تقلید کہتے ہین۔

سح عبداللہ بن مبارک رح نے ایک روز معترضین کے جواب مین فرمایا تم نہین جانتے کہ ابوحنیفہ سے زیادہ کوئی مستحق اقتدا نہین وہ متقی سراپا منزہ پارسا اور فقیہ تھے۔ انتہیٰ ملخصاً جب امیر المومنین فی الحدیث نے تمام محدثین مین سے امام صاحب کو منتخب کرکے اس بات کے مستحق قرار دیا کہ اونہی کی اقتدا کی جائے تو اب کسی عامی کو تو کیا محدث کو

بھی حق نہین کہ اونکی تقلید سے روکے۔
ھ ابو یوسف رح کہتے ہین کہ امام صاحب ایک بار مسجد الحرام مین بیٹھے تھے لوگ آتے
اور مسائل پوچھتے اور آپ جواب دیتے جاتے تھے اتنے مین امام جعفر صادق رح وہان تشریف
لائے اور یہہ حالت کھڑے دیکھہ رہے تھے کہ امام صاحب کی نظر آپ پر پڑی اور فراست
سے دریافت کرکے کھڑے ہوگئے اور کہا یابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر پہلے سے
مجھے معلوم ہوتا کہ آپ کھڑے ہین تو خدائے تعالے نے مجھے کبھی اس حالت مین نہ دیکھتا کہ
مین بیٹھا رہون اور آپ کھڑے ہون۔ آپنے فرمایا اے ابوحنیفہ بیٹھہ جاؤ اور لوگون کو
جواب دو مین نے اپنے آباؤ اجداد کو بھی اسی حالت پر پایا ہے۔ دیکھئے امام صاحب جواب
دیتے جاتے تھے وہ سب مسائل فقہیہ تھے جنکو تقلیدًا سب مان رہے تھے اور امام جعفر صادق رح
نے بھی اوسکی تحسین کی۔
درمختار مین لکھا ہے کہ بہت سے اولیائے کرام نے امام صاحب کی تقلید کی چنانچہ اونمین
سے چند حضرات یہہ ہین۔ ابراہیم ادھم۔ شفیق بلخی۔ معروف کرخی۔ بایزید بسطامی۔ فضیل بن
عیاض۔ داؤد طائی۔ احمد بن خضرویہ۔ ابوبکر وراق۔ وغیرہم۔ شامی رح نے وغیرہم کی
شرح مین لکھا ہے جیسے حاتم اصم اور محمد شاذلی قدست اسرارہم۔ حدائق الحنفیہ مین مولوی
فقیر محمد صاحب نے اور بہت سے اولیائے کرام کے نام لکھے ہین جو حنفی المذہب اور
امام صاحب کے مقلد ہین منجملہ اونکے چند حضرات یہہ ہین۔ داتا گنج بخش۔ حضرت خواجہ
معین الدین چشتی رح۔ حضرت محبوب الہی نظام الدین اولیا رح۔ خواجہ محمد پارسا رح۔ مجدد الف ثانی
ملا قطب الدین سہالوی۔ شاہ کلیم اللہ جہان آبادی قدست اسرارہم۔
حدائق الحنفیہ مین اور بہت سے اسمائے گرامی احناف کے لکھے ہین فی الحقیقت یہہ
کتاب قابل دید ہے اور یہہ حدائق قابل تفرج ہین بہت بڑا سرمایہ معلومات اس مین جمع ہوا
یہہ بات قابل تصدیق ہے کہ جب کسی قوم کے سرآور دہ اور معتمد علیہ کوئی کام کرتے ہیں
وہ دیکھا دیکھی دوسرے لوگ بھی وہ کام کرنے لگتے ہین اور چند روز مین وہ کام اوس
قوم کی ضروریات مین داخل ہوجاتا ہے۔ اب دیکھئے کہ جب نامی گرامی مرجع خلایق

محدثین و اولیاے کرام نے امام صاحب کی تقلید کی تو اونکے شاگرد اور معتقد کس کثرت سے امام صاحب کے مقلد ہو گئے ہونگے۔ مابعد کی صدیون مین جو حنفیون کی کثرت ہوتی گئی جس پر حالت موجودہ شاہد عدل ہے اوسی ابتدائی کثرت کا اثر ہے۔ غرض کہ علما کا کثرت سے امام صاحب کے مقلد ہونا اس بات پر قطعی دلیل ہے کہ متدین علمانے ایسے زمانہ مین آپکو مجتہد مطلق مان لیا تہا جو شباب علم کا زمانہ تہا۔ اہل انصاف سمجھہ سکتے ہین کہ جب خیر القرون مین امام صاحب کی تقلید نہایت سرگرمی سے ہوئی اور اوس زمانہ کے اہل احتیاط محدثون نے اوسکو جائز رکہا اور خود بہی کرتے رہے تو اس بے علمی کے زمانہ مین جسکی خبر احادیث مین دی گئی ہے کس قدر اوس کی ضرورت ہے۔ آخری زمانہ کی نسبت احادیث مین مصرح ہے کہ اوس مین دین بجائز اختیار کیا جائے اور ظاہر ہے کہ دین بجائز صرف تقلید ہی ہوا کرتا ہے اونکی جبلت مین یہہ بات ہوتی ہے کہ نئی بات کے سخت دشمن ہوتے ہین۔

چونکہ تقلید کا ذکر آگیا ہے اس لئے مختصر سی بحث اوسکی بہی بیان کرنا مناسب ہے اگر تفصیلی مبسوط بحث دیکہنا منظور ہو تو اور رسالون مین ملاحظہ فرماوین جو کثرت سے چہپ چکے ہین۔ تقلید کے معنی یہہ ہین کہ کسی شخص کو معتبر سمجہہ کر اوسکے قول و فعل کی پیروی بغیر طلب دلیل کیجائے۔ تقلید انسان کی فطرتی صفت ہے اور تمام کمالات کی تحصیل کا مبدا بہی یہی صفت ہے جس انسان مین یہ صفت کمی کے ساتہہ ہوگی اوسکے کمالات مین نقص ضرور ہوگا۔ دیکہئے جب لڑکا کسی قدر سمجہنا شروع کرتا ہے تو ایک ایک چیز کا نام پوچہتا ہے اور اوس کے مان باپ یا اور مربی جو کچہہ بتلا دیتے ہین اوس کو تقلیداً مان لیتا ہے۔ اگر اوس مین تقلید کا مادہ نہوتا تو حیوان ناطق ہی بننے سے محروم رہجاتا اور سوائے عوعو غائین کرنے کے کوئی بات نکر سکتا۔ اسیطرح جب استاد کے پاس جاتا ہے تو ہر ایک مسئلہ مین تقلید کی ضرورت ہوتی ہے ورنہ تمام علوم سے محروم رہجائے۔ پہر دین مین بہی اسکی ضرورت ہے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو کچہہ فرماوین اوسکو قبول کر لو جس کا مطلب یہ ہوا کہ چون و چرا کی

نہین صرف آپکے ارشاد کو بلادلیل مان لیا کرو مثلاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبح کی نماز دو رکعت ہے تو کسی کو یہہ پوچھنے کا حق نہین کہ دو رکعت مقرر ہونیکی کیا وجہ اور قرآن مین کہین اوسکا ذکر بھی ہے یا نہین یہہ بحث دوسری ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو تقلید کہتے ہین یا نہین مگر صورۃً تقلید ہونے مین کلام نہین۔ اسیطرح صحابی نے جب کہدیا کہ انما الاعمال بالنیات مثلاً حدیث ہے تو تابعی کو یہہ پوچھنے کا حق نہین کہ اسکے حدیث ہونیکی کیا دلیل البتہ یہہ ضرور ہے کہ جسکی تقلید کیجائے وہ شخص معتمد علیہ اور راست باز ہو اسیوجہ سے محدثین کو رجال کی بحث کرنے کی ضرورت ہوئی جس سے مقصود یہ ہے کہ جو شخص عدل صادق معتمد علیہ ہو اوسی کی تقلید کیجائے یہہ بات قریب مین معلوم ہوگی کہ رجال کی جرح وتعدیل کا مدار تقلید ہی پر ہے۔

فقہا کی تقلید کی ضرورت قرآن شریف سے بہی معلوم ہوتی کیونکہ حق تعالی فرماتا ہے یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ یعنے اے مسلمانون اللہ کی اطاعت کرو اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور ان اولی الامر کی بھی جو تم مین سے ہون۔ اگرچہ اولی الامر کی معنی امراکے بہی ہوسکتے ہین مگر قرائن پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہان اولی الامر سے مراد علما و فقہا ہین اس لئے کہ مقصود اس آیۂ شریفہ مین اطاعت خدا و رسول اور اطاعت اولی الامر ہے اس مطلب کو ادا کرنا صرف حرف عطف سے ہوسکتا تہا یعنے اطیعوا اللہ والرسول واولی الامر سے یہ مقصود معلوم ہوجاتا تہا لفظ اطیعوا کو مکرر کرنے کی کوئی ضرورت نہ تہی مگر چونکہ کلام بلیغ مین خصوصاً کلام الہی مین کوئی لفظ بے کار نہین ہوتا اس سے معلوم ہوا کہ مقصود اس زیادتی سے کچھہ دوسرا ہی ہے وہ یہہ ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو کوئی ضمنی نہ سمجھہ لے اور یہ خیال نہ کرلے کہ قرآن شریف مین جتنے احکام ہین انہی مین حضرت کی اطاعت ضروری ہے۔ اس خیال کے دفع کرنے کے لئے تکرار لفظ اطیعوا مثل اطیعوا اللہ کے مستقل طور پر اطیعوا الرسول ارشاد ہوا جس سے مقصود یہہ ہے کہ جو کچھہ حضرت فرماوین خواہ وہ قرآن مین ہو یا نہو سب مان لین اور اطاعت کرین۔ اور اوس کے بعد اولی الامر کے ساتھہ لفظ اطیعوا کا ذکر نہین ہوا

جس سے یہہ بات معلوم کرادی گئی کہ اونکی اطاعت ضمنی ہے یعنے جو احکام حضرت نے بیان فرمائے ہین انہی مین اونکی اطاعت کی جائے کیونکہ جو لوگ خلاف شرع حکم کرتے ہین اون کے باب وارد ہے۔ وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَاسِقُوْنَ اور ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔ اور ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ۔ اب اولوا الامر کو یہہ معلوم کرنا ضرور ہوا کہ ہم اس آیہ شریفہ کی رو سے کون سے امور کے امر کرنے کے مجاز ہین جنکی اطاعت مسلمانون پر واجب ہے اور یہہ بات ظاہر ہے کہ کل آیات واحادیث سے ایسے امور کا نکالنا جو واجب الاتباع ہین فقیہہ کا کام ہے غرض کہ اولوا الامر کو ضرور ہوا کہ خود فقیہہ ہون یا فقہا سے مدد لیکر امر کرین بہرحال دونون صورتون مین اولی الامر کی اطاعت فقہا ہی کی اطاعت ہوئی پہر اگر اطاعت کرنے والون کو معلوم ہو جائے کہ حاکم عالم نہین تو مشتبہ امور مین اون کو ضرور ہوگا کہ علماء سے دریافت کرین کہ وہ امور واجب الاطاعۃ ہین یا نہین اور اگر وہ فتوی دین کہ اون امور مین اطاعت جائز نہین تو اونہی کی اطاعت واجب ہوگی جس سے معلوم ہوا کہ فقہا اور امرا کے اوامر متعارض ہون تو اہل اسلام امور مین کہ فقہا کا امتثال امر کرین اور امرا کی اطاعت نکرین جیسا کہ اس روایت سے بھی ظاہر ہے۔

عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاطاعۃ فی معصیۃ اللہ انما الطاعۃ فی المعروف متفق علیہ کذا فی المشکوۃ فی کتاب الامارۃ

یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ معصیت مین کسی کی اطاعت درست نہین اطاعت صرف اونہی امور مین ہے جو دین مین معروف ہین۔

اب دیکھئے کہ امیر اور فقیہ کے اقوال متعارض ہونے کی صورت مین فقیہ کا قول جو واجب العمل ہو تو امرا اولوا الامر ہوئے یا فقہا اسیوجہ سے جابر ابن عبد اللہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم اور عطا۔ اور مجاہد۔ اور ضحاک۔ اور ابو العالیہ۔ اور حسن بصری۔ وغیرہم رحمہم اللہ نے اولی الامر کی تفسیر مین فقہا اور علما ہی لکھا ہے جیسا کہ تفسیر ابن جریر و ابن کثیر وغیرہ سے واضح ہے کیون نہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علما ہی کو اپنا جانشین قرار دیا ہے جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے عن الحسن ابن علی رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ اللہ علی خلفائی قیل ومن خلفاءک یا رسول اللہ قال الذین

یحیون سنتی ویعلمون بہا الناس رواہ ابو النصر السجزی فی الامانۃ وابن عساکر فی معناہ ما رواہ الطبرانی والرامہرمزی وابن ابی حاتم کذا فی کنز العمال یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ رحمت کرے میرے خلفا پر کسی نے پوچھا آپکے خلفا کون ہین یارسول اللہ فرمایا وہ لوگ جو میری سنت کو زندہ کرتے ہین اور لوگون کو سنت کی تعلیم کرتے ہین۔

غرض کہ فقہا کی اطاعت قرآن شریف سے بہی ثابت ہے اور احادیث سے بھی اسی وجہ سے عمر ابن عبد العزیز رح نے تمام شہرون مین حکم جاری کر دیا کہ جس باب مین فقہا کا اتفاق ہو اوسی پر عمل کیا جائے جیسا کہ اوس روایت سے ثابت ہے جو دارمی مین ہے عن حمید قال قیل لعمر بن عبد العزیز لو جمعت الناس علی شیء فقال ما یسرنی انہم لم یختلفوا قال ثم کتب الی الآفاق والامصار لیقضی کل قوم بما اجتمع علیہ فقہاؤہم دیکھئے عمر ابن عبد العزیز رح نے جو تمام ممالک اسلامیہ مین عام حکم جاری کر دیا کہ فقہا کے اقوال پر عمل کیا جائے اس سے انہون نے ثابت کر دیا کہ اولی الامر جنکی اطاعت واجب ہے وہ صرف فقہا ہین حکام کو اوس مین کوئی دخل نہین۔

ابن حزم کی طرف منسوب کیا جاتا ہے کہ وہ تقلید کو حرام سمجھتے ہین مگر فقہا کی تقلید کے وہ بھی قائل ہین جیسا کہ اون کی اس عبارت سے ظاہر ہے جو الفصل فی الملل مین لکھا ہے نعم ان التقلید لا یحل البتہ وانما التقلید اخذ المرء قول من دون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ممن لم یامرنا اللہ عز وجل باتباعہ قط ولا باخذ قولہ بل حرم علینا ذلک ونہانا عنہ یعنے اس مین شک نہین کہ تقلید ہرگز حلال نہین مگر تقلید اسی کا نام ہے کہ سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ایسے دوسرے شخص کا قول مان لیا جائے جس کی اتباع کا اور اوس کے قول پر عمل کرنے کا حکم خدا نے کبھی نہ دیا ہو بلکہ اوسکے ماننے سے منع فرمایا اور اوسکو حرام کر دیا ہو۔ حاصل یہ کہ سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کی اتباع کا حکم خدائے تعالیٰ نے دیا ہو تو اوسکی اتباع اور پیروی کو تقلید ہی نہین کہتے ابن حزم رح کے اس قول سے کہ ان التقلید لا یحل البتہ سے دہوکا ہوتا تہا کہ اونہون

نے مطلقاً تقلید کو حرام کر دیا اس لئے انہوں نے فقہا کی اتباع کو سرے سے تقلید ہی میں داخل نہیں کیا کیونکہ وہ تصریح کرتے ہیں کہ تقلید ایسے شخص کی اتباع کو کہتے ہیں کہ خدا تعالی نے اوس کے اتباع کا کبھی حکم نہ دیا ہو اور چونکہ فقہا کے اتباع کا حکم وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ سے دیا ہے اس لئے وہ تقلید ہی نہیں اس سے مقصود اون کا معلوم ہو گیا کہ اگر تقلید ہر طرح سے مذموم ہو تو فقہا کی تقلید کو ہم تقلید ہی سے خارج کر دینگے اسی وجہ سے اونہوں نے تقلید مذموم میں ایسی قید لگا دی کہ تقلید اصطلاحی پر وہ صادق ہی نہیں آتی جب ابن حزم جیسے متشدد شخص تقلید فقہا کو بری نہیں سمجھتے تو اون کے پیروؤں کو ضرور ہے کہ اس بات میں اغماض کر جائیں اور مقلدوں کو مشرک نہ بنائیں یوں تو فقہا اور مجتہدین بہت سے گذرے ہیں اور امام بخاری بھی فقیہ اور مجتہد تھے مگر جو بات اہل مذاہب اربعہ کو حاصل ہوئی وہ کسی کو نصیب نہ ہوئی یہ بات شاہ ولی اللہ صاحب کے قول سے بھی معلوم ہوتی ہے جو الانصاف میں لکھا ہے وخصلۃ رابعۃ تتلوها هي ان تنزل له القبول من السماء فيقبل الى علمه جماعات من العلماء من المفسرين والمحدثين والاصوليين وحفاظ كتب الفقه ويمضي على ذلك القبول والاقبال قرون متطاولة حتى يدخل ذلك في صميم القلوب یعنی مجتہد کے لئے یہہ بھی ضرور ہے کہ اوس کی قبولیت آسمان سے اترے جس کی وجہ سے علما اور مفسرین اور محدثین و اصولیین اور حفاظ کتب فقہ اوسکے علم کی طرف متوجہ ہوں اور اس قبول و اقبال پر مدتیں گذر جائیں یہاں تک کہ لوگوں کے دل میں یہہ باتیں داخل ہو جائیں انتہی

ہم کہتے ہیں کہ سب باتیں مذاہب اربعہ پر صادق آتی ہیں شاہ صاحب ممدوح نے عقد الجید فی مسائل التقلید میں اس امر میں ایک باب ہی مدون کیا جسکا ترجمہ یہہ ہے باب تاکید الاخذ بهذه المذاهب الاربعة والتشديد في تركها والخروج عنها اور اوسمیں لکھتے ہیں اعلم ان في الاخذ بهذه المذاهب الاربعة مصلحة عظيمة وفي الاعراض عنها كلها مفسدة كبيرة ونحن نبين ذلك بوجوه حاصل اوسکا یہہ کہ مذاہب اربعہ کی تقلید نہایت ضروری ہے اور اوس میں بڑی مصلحت ہے اور اوس سے اعراض

کرنے مین بڑا مفسدہ ہے جس کے متعدد وجوہ ہین بہر بہت سے وجوہ بیان کئے جن کا ذکر موجب تطویل ہے الحاصل تمام روئے زمین پر اہل سنت کے چار ہی مذہب مشہور ہین اور یہ پانچوان مذہب بخاری کا ہمین سنا نہین گیا بلکہ جو لوگ بخاری شریف کو مانتے ہین سب سے بڑے ہوئے ہین وہ بھی امام بخاری کی تقلید کو عار بلکہ بعضے تو شرک ہی سمجھتے ہین اور بہت تقلید پر یہ دلیل پیش کرتے ہین قولہ تعالی اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء وقولہ تعالی فواذا قیل لہم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اباءنا وقولہ تعالی اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ اور اصل یہ اور اس قسم کی کئی آیتین کفار کی شان مین نازل ہوئین اسوجہ سے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون سے فرمایا کہ بت پرستی وغیرہ چھوڑ دو تو وہ کہنے لگے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طریقہ پر پایا ہے اس لئے آپکی نہین سنتے اور اصل وجہ اوسکی یہی تھی کہ اون کو نبوت ہی کی تصدیق نہ تھی پہر جب تصدیق کرتے تو فورًا بتون کو توڑ دیتے تھے چونکہ یہہ آیتین مقلدون پر چسپان کی جاتی ہین اس لئے اون کی حالت پر نظر ڈالنے کی ضرورت ہے کہ آیا اون کو نبوت پر ایمان ہے یا نہین اور اگر ہے تو باوجود ایمان کے اپنے نبی کی بات نہ مان کر اپنے امام کی بات ماننے کی کیا وجہ کیا امام کو وہ نبی سمجھتے ہین جو خاتم الانبیاء کے بعد پیدا ہوئے اور اون پر وحی اترنے کے بہی قائل ہین جسکی وجہ سے اون کے مقرر کئے ہوئے احکام کو ناسخ اور پچھلے نبی یعنے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو منسوخ سمجھتے ہین اس کی تحقیق یون ہوسکتی ہے کہ کسی جاہل سے جاہل مقلد سے پوچھہ لیا جائے تو وہ ہرگز نہ کہیگا کہ مین اپنے امام کو نبی سمجھتا ہون اور اسی وجہ سے اون کے قول کو واجب الاتباع جانتا ہون۔ اس سے یقینی طور پر ثابت ہوجائیگا کہ کفار جو آبا واجداد کے طریقہ کو نبی کے مقابلہ مین جس وجہ سے پیش کرتے تھے وہ وجہ تو یہان ہرگز نہین پائی جاتی اس لئے کہ اوسکا منشا تکذیب نبی تھا اور کوئی مقلد تکذیب نبی نہین کرسکتا بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کہ مجتہدون کو اجتہاد کرنے کی اور اوس پر عمل کرنے کی ہم کو اجازت دی ہے اس لئے ہم اوس پر عمل کرتے ہین البتہ احادیث جب مذہب کے خلاف پیش کی جاتی ہین

تو یہہ ضرور کہنا پڑیگا کہ احادیث ہمارے سر آنکھون پر اور وہ سب واجب التعظیم ہین ایسیہی
سے بخاری شریف کے ختم کو ہم باعث انجاح مرام سمجھتے ہین اور اوسکے اسقدر رولدادہ ہین کہ
اہل حدیث بھی نہونگے مگر چونکہ کل احادیث کے معنی بخاری شریف وغیرہ مین نہین اور جسقدر
ہین وہ امام بخاری وغیرہ کے اجتہادی ہین جو ہمارے امام کے شاگردون کے شاگرد تھے
اس وجہ سے اون معنی کو نہین مانتے جو شخص اپنی رائے سے بیان کرے بلکہ اوس تحقیق کو
مانتے ہین جو تمام آیات و احادیث کو پیش نظر رکھکر ایک جلیل القدر امام الوقت بیان کرے۔
اور ہم لوگ ایسے بالو بھی ہین کہ جو شخص قرآن وحدیث کو پیش کرے اوسکو مان ہی لین بلکہ
سلف صالحین نے ہمین یہہ طریقہ دکھلا دیا ہے کہ غیر معتمد شخص قرآن بھی سنائے تو نہ سنا چاہئے
چنانچہ سنن دارمی مین یہہ روایت ہے عن اسماء بن عبید قال دخل رجلان من
اصحاب الاھواء علی ابن سیرین فقالا یا ابا بکر انحدثک قال لا قالا فنقرء علیک
اٰیۃ من کتاب اللہ قال لا لیقومان عنی او لاقومن فقال بعض القوم یا ابا بکر و
ما علیک ان یقراء علیک اٰیۃ من کتاب اللہ تعالیٰ قال خشیت ان
یقراء علی فیحرفانھا فیقر ذالک فی قلبی یعنے ابن سیرین کے پاس دو شخص آئے جو اہل ہوا
سے تھے اور کہا کہ ہم ایک حدیث آپکو سناتے ہین فرمایا مین نہین سنتا پھر کہا قرآن کی ایک
آیت ہی سن لیجئے کہا نہین اور فرمایا تم یہان سے چلے جاؤ یا مین اٹھہ جاتا ہون لوگون
نے کہا حضرت اگر آپ قرآن کی آیت سن لیتے تو کیا نقصان تھا فرمایا اگر وہ آیت پڑھکر اوسکے
مضمون مین تحریف کر دیتے اور وہی بات میرے دل مین جم جاتی تو خوف کی بات تھی
دیکھئے اون لوگون نے ابن سیرین رح کو کیسے متعصب اور جاہل اپنی قوم مین جا کر بنایا ہوگا کہ
اونہون نے نہ حدیث سنی نہ قرآن بلکہ یہہ آیت پڑھکر اونکا کفر بھی ثابت کر دیا ہوگا جو حق تعالیٰ
فرماتا ہے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ یعنے جب
قرآن پڑھا جاوے تو سنو اور چپ رہو جاوے اسکے کہ سنکر چپ رہتے اونہون نے سننا بھی گوارا
نہ کیا پھر کس طرح وہ مستحق رحمت ہو سکتے ہین اور خدا جانے کیسی کیسی موشگافیان کرکے اونکو
کافر بنا لئے ہین کو شنشین رکی ہو گی مگر اہل اسلام ایسے جلیل القدر تابعی کی نسبت یہہ گمان

ہرگز نہین کرسکتے کہ انہون نے قرآن کے سننے سے انکار اوسوجہ سے کیا کہ آیہ شریفہ
اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ اون کو یاد نہ تھی یا اوس پر عمل کرنا انکو منظور نہ تھا بلکہ
سبب اوس کا یہ تہا کہ قرآن بہ نیت تلاوت یا وعظ نیک نیتی سے پڑہا جائے تو اوسکا سننا
واجب ہے اور اہل ہوا کو ایسے موقعون مین یہہ مقصود نہین ہوتا بلکہ اونکی غرض یہ ہوتی ہے
کہ قرآن وحدیث کے ذریعہ سے اپنے خیالات فاسدہ انکے ذہن نشین کرین اغراض کا مختلف
ہونا اس حکایت سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے جو ایک مولوی صاحب نے مجھسے کلکتہ کا
چشم دید واقعہ بیان کیا کہ مقلدون کی مسجد مین ایک غیر مقلد صاحب آکر جماعت مین شریک
ہوگئے جب امام نے آمین کہی تو انہون نے حسب عادت باواز بلند آمین کہی اب تمام اہل
مسجد مقلد حیران ہے کہ نماز کی حالت مین اس کا کیا تدارک کیا جائے مگر بے چین طبیعتین
کب چپ رہ سکتی ہین ایک صاحب نے فوراً اون کے جواب مین باواز بلند (شالا)
کہدیا جو وہان گالی سمجھی جاتی ہے غیر مقلد صاحب تھے بڑے جری اون سے اس گالی کی
برداشت نہو سکی اور اوس کے جواب مین پہر آمین بہت زور سے کہی مقلد صاحب یہ لفظ
دوبارہ سنتے ہی آگ بگولا بن گئے اور بلند آواز سے (شالا بیٹا شالا) اوسی آمین کے لہجہ مین
ادا کیا پہر اونہون نے بکمال غضب سے اوسی آمین کو اور پہینک مارا غرض کہ چند بار یہہ
سب وشتم طرفین سے ہوتا رہا اوس کے بعد لات مکی کی نوبت آئی مقصود یہ کہ مقلد صاحب
کو جو (شالا بیٹا شالا) کہنے سے تشفی ہوتی تھی غیر مقلد صاحب کو لفظ آمین سے بہی وہی تشفی ہوتی
تھی۔ اب کہئے کہ اونہون نے اس متبرک لفظ کو گالی کے موقع مین استعمال کیا یا نہین غیر
مقلدون کو جب منظور ہوتا ہے کہ مقلدون کو علانیہ گالی دین تو اونکی مسجدون مین جاکر
آمین باواز بلند کہدیتے ہین جس سے ایک ہنگامہ برپا ہوجاتا ہے بخلاف اس کے وہی
مبارک لفظ شافعیہ وغیرہ بہی نہایت بلند آواز سے کہتے ہین مگر کسی کو برا نہین معلوم ہوتا اسلئے
ہے کہ اون کو صرف امتثال امر اور تلاوت مقصود ہوتی ہے ۔

الحاصل جطرح اس متبرک لفظ کے کہنے سے مقصود دوسرا تہا اسی طرح اہل ہوا کا قرآن وحدیث
سنانے سے مقصود دوسرا ہی ہوا کرتا ہے یہان یہ بات قابل غور ہے کہ کیا وجہ ہے

کہ باوجود ایمان اور تبحر علم کے اون حضرات کو اس درجہ کی احتیاط تھی کہ غیر مذہب والون سے قرآن کی آیت بھی نہین سنتے تھے اس خیال سے کہ کہین اوس کے عقائد فاسدہ کا اثر اپنے دل پر نہ پڑ جائے - اور اس زمانہ مین ہر کم علم بلکہ بے علم شخص بھی اہل مذاہب باطلہ کے اقوال کو سننے اور دیکھنے کی کچھہ پروا نہین کرتا بلکہ اس کو دینداری اور حق پسندی سمجھکر اپنی بے تعصبی کا ثبوت دیتا ہے -

بات یہہ ہے کہ جن حضرات کو اپنے ایمان اور اعتقادات کی قدر ہے اور قرآن وحدیث پر پورا ایمان اور جزا وسزا پر کامل یقین ہے اون کو احتیاط کرنے کی ضرورت ہے بلکہ خود فطرت انسانی کا مقتضی ہے کہ جس چیز کو آدمی بیش بہا اور عزیز الوجود سمجھتا ہے اوسکی حفاظت مین کمال درجہ کی احتیاط کو کام مین لاتا ہے یہان تک کہ اپنے دوست سے بھی بدگمان ہو جاتا ہے سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہین + نگہدارد آن شوخ در کیسہ در + کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بر + اب دیکھئے کہ ایک جماد کی حفاظت مین یہہ احتیاط ہو تو ایمان جس پر نجات اخروی اور ابد الآباد کی بہبودی کا مدار ہے اوسکی کس قدر احتیاط چاہئے اور حدیث شریف مین بھی اس کی تعلیم کیگئی ہے چنانچہ مقاصد حسنہ مین امام سخاوی رح نے یہہ حدیث نقل کی ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم احترسوا من الناس بسوء الظن رواہ احمد وغیرہ یعنے لوگون سے بدگمانی کر کے اپنی حفاظت کرو جب تک طبیعتین تقلید کی جکڑبندی کی عادی تہین اہل سنت وجماعت کا گروہ ایک کثیر التعداد اشخاص پر شامل تھا اور جب سے ترک تقلید سے آزادی طبیعتون مین آگئی ہے ایسے نئے نئے فرقے نکلتے جاتے ہین جنکا وجود خیال مین بھی نہین آتا تھا اور لامذہبی کا شیوع اوس وقت جو صدیون مین نہین ہوا تھا اب مہینون بلکہ دنون مین ہو رہا ہے اور یہہ جتنے نئے فرقے نکلتے جاتے ہین اونہی [illegible] سب لوگ ہمہ تن جواب نبانی دشمن بن گئے ہین - غرض مسلمانون کو چاہئے کہ اہل سنت وجماعت کے متدین علماء نے جو تمام آیات واحادیث کی پوری تحقیق کر کے کمال جانفشانی سے دینی احکام کو منقح کر کے کتب فقہ مین لکھہ دئے ہین اونکو ہرگز ہاتھ سے نہ دین اور مخالفین جو آیات واحادیث پیش کرین اون کو قابل التفات نہ سمجھین کیونکہ جتنے مذہب

دینے والے اپنے کو اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں سب کا استدلال قرآن و حدیث ہی سے ہے اب کہئے کہ آدمی کس کس کی پیروی کرے پھر جس طرح قرآن سے ہدایت متعلق ہے ویسی ہی ضلالت کا سبب بھی وہی ہو جاتا ہے کہ قال اللہ تعالیٰ يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا اس لئے مقتضائے عقل بھی ہے کہ اہل مذہب باطلہ نے نہ قرآن سمجھے نہ حدیث بلکہ جس طرح کروڑہا اہل سنت و جماعت جن میں علماء محدثین اور اولیاء اللہ شریک ہیں قرناً بعد قرن مذاہب اربعہ میں سے کسی ایک مذہب کے مقلد رہے ہمکو بھی چاہئے کہ انہی کی پیروی کریں کیونکہ اسلام میں اجماع بھی ایک بڑی چیز سمجھی جاتی ہے۔ یہہ بات مشاہد ہے کہ جس کسیکو مقتدا بننا منظور ہوتا ہے تو چند آیات و احادیث میں غور و فکر کرکے اور اقوال سلف اور عقل سے مدد لیکر کسی بات کو مہتم بالشان بنا دیتا ہے اور جہلا جنکو دین کی عقل نہیں ہوتی اوسکے دام میں پھنس جاتے ہیں یہانتک کہ اونکا ایک فرقہ بن جاتا ہے اور وہ سب اوسکے تابع اور مقلد کہلاتے ہیں اور وہ اونکا مقتدا۔ اور جو عقل مند ہوتے ہیں وہ سمجھ جاتے ہیں کہ یہہ جاہل سمجھ گیا ہے کہ اپنے تابع اور مقلد بنا لے اور خود ہمارا پیشوا اور حاکم بنے اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم مجتہد تو ہو ہی نہیں سکتے کسی نہ کسی کی تقلید کا قلادہ ہماری گردن میں ضرور ہوگا تو ہر کس و ناکس کی تقلید کا عار کیوں قبول کریں اور ایسے شخص کی تقلید کیوں نہ کریں جن کے تدین اور ورع اور اعلم اور افقہ ہونے پر امام بخاری رحمہ کے صدہا اساتذہ نے گواہی دی ہے اور اوسی زمانہ کے اکابر محدثین نے اون کو اپنا مقتدا مان لیا اور لاکھوں علماء نے جن میں اکثر صحاح ستہ کی احادیث سے بخوبی واقف تھے اون کی تقلید کی۔ ایسے جلیل القدر امام کی تقلید کو چھوڑ کر کسی آخری زمانہ والے کے ہاتھ میں اپنا قلادہ دینا [illegible] مثل مشہور ہے اذا [illegible] غرض کہ مقلدین جو اپنے آبا و اجداد کے طریقہ پر [illegible] یہہ بات اونکی [illegible] معلوم ہوئی ہے کہ امام صاحب نے [illegible] ہے اگر [illegible] کا الزام تقلید آبائی [illegible] کے ساتھ [illegible] تو تمام مسلمانوں پر بھی الزام لگایا جاتا ہے کیونکہ انہوں نے اپنے نبی کو دیکھا [illegible]

باتین سنین نہ سمجھنے دیکھے بلکہ اپنے آبا و اجداد ہی سے سن سن کر ایمان لائے - مگر جو لوگ سمجھدار ہین وہ یہی کہینگے کہ ہر زمانہ کے معتمد علیہ مسلمان خصوصاً اپنے آبا و اجداد جن پر اعتماد زیادہ ہوتا ہے جب اون تمام امور کی گواہی دیتے آئے تو بعد والون کو نبوت کا یقینی علم ہوگیا اب اگر یہہ تقلید بھی ہے تو ایسے امر مین ہے جو اسلام مین ضروری سمجھا گیا ہے اور جس کا وجود تواتر سے ثابت ہوگیا ہے اسی طرح مقلدین کی تقلید آبائی کا حال ہے -

یہہ بات یاد رہے کہ اس زمانہ مین تقلید مذاہب اربعہ سے بہتر کوئی مستحکم قلعہ نہین جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی لکھا ہے اگر تقلید آبائی کا فقرہ سن کر کسی کو غصہ آجاوے اور اس قلعہ سے باہر نکل پڑے تو کسی نہ کسی مکار و غدار کا ضرور شکار ہو جاویگا کیونکہ ہر شخص کا کام نہین کہ مخالفون کی دلائل کو رد کرکے اپنا حقانی دین و مذہب ثابت کر سکے - اس صورت مین ضرور کسی ایسے شخص کی تقلید کرنی ہوگی کہ نہ اوس کو دین سے کام ہے نہ مذہب سے غرض بلکہ صرف جاہلون کا مقتدا بننا اور اونکو اپنے مقلد بنانا منظور ہوگا - اس موقع مین بعض لوگ یہ دھوکا دیتے ہین کہ ہم اپنی تقلید کرانا نہین چاہتے بلکہ عمل بالحدیث چاہتے ہین - یہہ ایسا فقرہ ہے کہ بھولے بھالے مسلمانون کے دلون پر افسون کا کام کر جاتا ہے مگر اہل علم سمجھتے ہین کہ عمل بالحدیث ہر شخص کا کام نہین اس کے لئے اعلیٰ درجہ کی قوت اجتہادیہ کی ضرورت ہے دیکھئے عمر رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے جب مناظرہ کیا کہ زکواۃ نہ دینے والون سے جہاد درست نہین اوس وقت صحیح حدیث پیش کی جسکو صدیق اکبر رض بھی جانتے تھے باوجود اس کے انھون نے اجتہاد کی ضرورت ہی اور ضرورت جانے کیونکہ [illegible] پیش نظر ہوگئی تھین کہ اونھون نے اوس حدیث پر [illegible] درست [illegible] سمجھا [illegible] لئے اوس حدیث کو ترک کرکے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اجتہاد ہی کو مان لیا اس سے ظاہر ہے کہ وہی احادیث اور اون کے معنی دین مین معتبر [illegible] کے ذریعہ سے پہونچین - اگر صحیح حدیث کے پیش ہوتے ہی اور [illegible] واجب [illegible] صدیق اکبر رض کو اجتہاد کی کبھی جرأت نہوتی - غرضکہ بخاری شریف کی حدیثین اوس وقت واجب العمل ہونگی کہ مستند مجتہد کے اجتہاد مین بھی واجب العمل قرار پائین -

مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے عقد الجید مین لکھا ہے کہ کسی خصوصیت مقام اور قرائن خاصہ کی وجہ سے صحت حدیث ثابت ہوتی ہے اور جدلی امور کلیہ سے اوس کا ابطال کرنا چاہتا ہے سو اوس کی مثال ایسی ہوگی کہ کسی پتھر کو مثلاً دیکھنے سے یقین ہوتا ہے کہ وہ پتھر ہے مگر جدلی اوس مین شک ڈالنے کی غرض سے کہتا ہے کہ ہر چیز کی شناخت رنگ اور شکل وغیرہ سے ہوتی ہے اور چونکہ ان امور مین تشابہ ہوتا ہے اس لئے اوس کے پتھر ہونے کا یقین نہین ہوسکتا جب قراین خاصہ سے حدیث کی صحت ثابت ہوجائے تو جدلی کا قول قابل اعتبار نہوگا بلکہ ایسے موقع مین سکون اور اطمینان قلب دیکھا جاتا ہے جو شاہد اور قرائن سے حاصل ہو انتہی ॥ اس تقریر سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی مسئلہ مین صحت کسی حدیث کی ثابت ہوجائے اور دوسرے احادیث یا قرائن سے کسی مجتہد کو سکون اور اطمینان حاصل نہو تو اونکو ضرور ہوگا کہ اجتہاد کرکے ایسا حکم مستنبط کرین جس سے اونکو اطمینان حاصل ہو اسی وجہ سے اکثر اونکو صحیح حدیثین چھوڑنے کی ضرورت ہوتی ہے جیسا کہ صحابہ کبار کے طریقۂ عمل سے ثابت ہوا۔

غرضکہ جن کو درجہ اجتہاد حاصل نہین اونکو سکون اور اطمینان قلبی حاصل کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ تحقیق کرلین کہ معتمد علیہ مجتہد نے بھی حدیث مبحوث عنہ کو واجب العمل قرار دیا یا نہین اگر ہر طالب علم کے کہنے سے عمل بالحدیث کرنے لگین تو اون طلبہ کے مقلد بازیچۂ اطفال بن جائینگے کیونکہ اس زمانہ مین مجتہد بننا ہرگز قرین قیاس نہین اسی وجہ سے مجتہد کو ضرور ہے کہ اجتہاد کرکے ہر مسئلہ مین اطمینانی کیفیت حاصل کرے کہ یہی شارع کی مراد ہے۔ اور کسی مسئلہ دینیہ مین اطمینانی کیفیت اوسوقت تک نہین پیدا ہوسکتی کہ تمام آیات اور تمام احادیث اور تمام اقوال صحابہ جو اوس مسئلہ سے متعلق ہین پیش نظر ہون جیسا کہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے انصاف مین لکھا ہے ثانیہما ان یجمع الاحادیث والآثار فیحصل احکام الفقہ من اداتہا ...بماخذ الفقہ ویجمع مختلفہا اور صحیح احادیث و آثار کا مفقود ہوجانا یقیناً ثابت ہے تو یہ چند موجودہ حدیثین اون لاکھون کے قایم مقام کیونکر ہوسکین جو احادیث مین قابل اعتماد وہ حدیثین

ہوتی ہین جن مین انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری قول یا فعل مذکور ہو جیسا کہ بخاری شریف مین ہے قال الزہری وانما یوخذ من امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الاخر فالاخر۔ جب لاکھون حدیثین تلف ہوگئین تو اس قسم کی بھی سیکڑون بلکہ ہزارون ضرور تلف ہوی ہونگی۔ ہان اگر اصحاب صحاح ستہ یہہ تصریح کر دیتے کہ ہمکو کل صحیح حدیثین پہونچ گئی ہین مگر کسی مصلحت سے ہم نے بیکار حدیثون کو ترک کر دیا اور کام کام کی حدیثین صحاح مین لکھدین۔ تو اون کے اعتماد پر یہہ کہنا ممکن تھا کہ تلف شدہ حدیثون کو دین کے معاملے مین کوئی دخل نتھا اس لئے اونکا تلف ہونا ہی اچھا ہوا جس سے حفاظت کی مصیبت سر سے ٹل گئی مگر یہہ بھی ثابت نہوا اس لئے کہ کسی محدث نے یہہ دعوی کیا ہی نہین کہ مجھے کل صحیح حدیثین پہونچی ہین اور مین نے اون حدیثون مین سے وہی حدیثین انتخاب کرکے اپنی کتاب مین لکھی ہین جن مین حضرت کے آخری قول اور فعل ہین۔ اگر ایسا ہوتا تو صحاح مین ہر مسلہ سے متعلق ایک ہی حدیث ہوتی حالانکہ بخاری وغیرہ کتب صحاح مین اکثر متعارض حدیثین موجود ہین جس سے صاف ظاہر ہے کہ صرف ناسخ اور معمول بہا حدیثون کے لکھنے کا اونھون نے التزام نہین کیا۔ دیکھئے بخاری شریف مین یہہ حدیث موجود ہے قال ابوالدرداء کیف کان عبداللہ یقرؤ واللیل اذا یغشی قال والذکر والانثی فقال ابوالدرداء مازال ھولاء حتی کادوا یشککونی وقد سمعتھا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر بخاری شریف مین کل روایتین واجب العمل ہوتین تو سورہ واللیل مین کوئی نہین تو اہل حدیث تو ضرور والذکر والانثی پڑھتے حالانکہ غالبًا وہ بھی ایسا نہ پڑھتے ہونگے اس سے ظاہر ہے کہ بخاری شریف مین بھی واجب العمل اور غیر واجب العمل ہر قسم کی روایتین موجود ہین۔ اب بتائے کہ کیا ممکن ہے کہ آخری زمانہ والے اجتہاد کے مدعی تمام صحیح اور ناسخ حدیثین حاصل کرلین جس سے اطمینانی کیفیت دل مین پیدا ہو۔ اس زمانہ مین اطمینانی کیفیت پیدا ہونے کی تدبیر سوائے اسکے اور کوئی نہین ہوسکتی کہ وہ لاکھون حدیثین کان لم یکن فرض کرلی جائین اور یہہ خیال کرلیا جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ فرمایا ہی نہین۔ مگر یہہ تصور خلاف واقع

ہوگا اور جو اجتہاد اوس پر متفرع ہوگا وہ بنار الفاسد علی الفاسد ہوگی۔
اگر انصاف سے دیکھا جائے تو معلوم ہوسکتا ہے کہ یہہ چند صحاح ستہ کی حدیثین اوسوقت غنیمت اور کافی سمجھی جاتین کہ کل احادیث کا محصل اور خلاصہ ہمارے پاس نہوتا مگر جب اکابر دین کی شہادتون سے ثابت ہوگیا کہ فقہ حنفیہ تقریبا کل حدیثون کا ملخص ہے تو مقتضائے عقل یہی ہے کہ اوسکو قائم مقام کل حدیثون کے تصور کرلین۔

چونکہ گل رفت و گلستان شد خراب بوئے گل را از کہ جوئیم از گلاب

یہہ بات مین اپنی طرف سے نہین کہتا بلکہ خود محدثین نے کہا ہے کہ ابوحنیفہ رحمہ نے احادیث کو محفوظ کردیا۔
غرضکہ جب امام صاحب نے تمام آیات و احادیث و آثار کو جمع کرکے اون سے مسائل جزئیہ کے استخراج کا بار گران اپنے ذمہ لیا اور اوس کام مین جس قدر ضرورتین پیش آئین سب کو نہایت اہتمام اور احتیاط سے پوری کیا تو اون کی محنت شاقہ کو کان لم یکن کرکے طے شدہ امور کو بے بضاعتی کی حالت مین ازسر نو شروع کرنا کس قدر بے ضرورت اور فضول ہے۔ اگر اسی فقہ پر ظن غالب کرلیا جائے کہ تمام احادیث و آثار کا خلاصہ ہے تو اوسکی تائید دینے والے اپنی بہت سے اکابر دین کی شہادتین موجود ہین بخلاف اس کے اب جو اجتہاد کیا جائیگا اوس پر ہرگز حسن ظن نہین ہوسکتا کہ وہ کل احادیث کا خلاصہ ہے اور جب تک کسی چیز پر ظن غالب نہو وہ شریعت مین قابل اعتبار نہین اسیوجہ سے امت مرحومہ مین مذاہب حقہ وہی چار تسلیم کئے گئے ہین جنکی تدوین صحاح ستہ کی تدوین سے پہلے ہوچکی ہے جس زمانہ مین تقریبا کل صحیح حدیثین موجود تھین اور اوس کے بعد مفقود ہوگئین۔ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب انصاف مین لکھتے ہین کہ اہل حق کے اجماع سے یہہ بات ثابت ہے کہ واجب اصلی یہہ ہے کہ امت مین ایک شخص ایسا ہو کہ احکام فرعیہ ادلہ تفصیلیہ سے معلوم کرے چونکہ مقدمہ واجب واجب ہے تو اگر کسی واجب کے حاصل کرنے کے کئی طریقہ ہون تو کسی ایک طریقہ کا حاصل کرنا واجب ہوگا۔ اور جب ایک ہی طریقہ اوس کا متعین ہوجائے تو صرف اوسی طریقہ

کو حاصل کرنا واجب ہے مثلاً کوئی شخص بحالت مخمصہ مین مبتلا ہو جس سے خوف ہلاک ہو تو اوس مخمصہ کو دفع کرنے کے لئے غذا خریدے یا جنگل سے میوے وغیرہ چنکر کھائے یا شکار کرے۔ غرضکہ ان مختلف طریقون سے کوئی ایک طریقہ دفع ہلاک کے لئے اختیار کرنا ضرور ہوگا۔ اور اگر سب طریقے مسدود ہون اور ایک ہی طریقہ کھلا ہو مثلاً خریدی غذا کا تو اوسی کا واجب ہوگا کہ کچھ خرید کرکے کھائے انتہی۔ دیکھئے جب کل احادیث خصوصاً ناسخ حدیثون کے حاصل کرنے کے سب طریقے مسدود ہوگئے اس لئے کہ لاکھون حدیثین مفقود ہوگئین تو اب واجب یہی ہے کہ فقہ کی تقلید کی جائے جس کے خلاصہ احادیث ہونے کا ظن غالب ہے کیونکہ بخاری وغیرہ پر ظن غالب ہرگز نہین ہوسکتا کہ کل احادیث کا مجموعہ یا خلاصہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لاکھون علما باوجودیکہ صحاح ستہ کو خوب جانتے تھے مگر مذہب ہی کی تقلید کرتے رہے۔

یہان یہہ بات بھی معلوم کرنے کے لائق ہے کہ ابتداءً کن لوگون نے ترک تقلید کرکے خودسری اور تحقیق کا دعویٰ کیا۔ کتب احادیث و تواریخ سے ظاہر ہے کہ وہ لوگ وہ تھے جنکو صحابہ نے خوارج کا لقب دیا تھا ہرچند اس لفظ کے اور بھی معنی ہین مگر اس لحاظ سے بھی یہہ لقب اونپر صادق آجاتا ہے کہ وہ تقلید سے خارج ہوگئے تھے۔ بمناسبت مقام تھوڑا سا حال اونکا یہان لکھا جاتا ہے۔

واقعہ یہہ ہے کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور معاویہ رضی اللہ عنہما مین متعدد جنگ ہوئے اور یہہ تجویز قرار پائی کہ طرفین سے حکم مقرر ہون اور اونکی رائے پر فیصلہ قرار پایا۔ یہہ بات اون لوگون کو ناگوار ہوئی جنکو کمال تقویٰ اور علم کا دعویٰ تھا وہ لوگ علی کرم اللہ وجہہ کے لشکر سے نکلکر علیحدہ ہوگئے کہ حکم کرنا خدائے تعالیٰ کا کام ہے جب علی رضی اللہ عنہ دوسرے کے حکم پر راضی ہوئے تو وہ کافر حلال الدم ہوگئے اب اونکی اتباع اور تقلید جائز نہین۔ ابوالفرج ابن جوزی رحمہ اللہ نے تلبیس ابلیس مین لکھا ہے کہ یہہ لوگ اپنے کو علم مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے زیادہ سمجھتے تھے۔ ہرچند ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اون سے کہا کہ علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ تمام مہاجرین و انصار ہین جن مین قرآن نازل ہوا وہ تم سے زیادہ قرآن کے معنی جانتے

ہین اون کے جیسا ایک شخص بھی نہین مگر اونہون نے نہ مانا اور کئی سوال کئے جن مین ایک یہہ تھا کہ خداے تعالی تو فرماتا ہے ان الحکم الا للہ اور علی رض نے آدمیون کو حکم مقرر کیا آدمیون کو حکم سے کیا تعلق تلبیس ابلیس کی یہہ عبارت ہے۔ قالوا اما احد نحن فانہ حکم الرجال فی امر اللہ وقد قال اللہ تعالی ان الحکم الا للہ فما شان الرجال والحکم بعد قول اللہ اور اوس مین لکھا ہے کہ خوارج مین سے حرقوص وغیرہ نے علی کرم اللہ وجہہ سے کہا لاحکم الا للہ آپ نے بھی فرمایا لاحکم الا للہ یہہ سنکر اوس نے کہا جب یہی بات ہے تو توبہ کرو اور اپنے فیصلہ سے رجوع کرو اور اگر ایسا نکرو گے تو ہم تم سے جنگ کرینگے۔ لکہا ہے کہ جب جنگ شروع ہوئی تو خوارج کی فوج مین ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ تھیئوا للقاء الرب الرواح الرواح الی الجنۃ یعنے اپنے رب سے ملنے کے لئے آمادہ ہوجاؤ اور چلو جنت کی طرف جلدی چلو" بڑی عبرت کا مقام ہے کہ وہ کیسے قوی الایمان لوگ تھے کہ راہ خدا مین جان دینا اونپر ذرا بھی گران نہ تھا بلکہ اون کے یہہ چند کلمات بہا معنی خیز الفاظ اونکے ولی دلولون کو کس وضاحت سے بیان کر رہے ہین کہ اونکی عمر کا وہ ایک ہی دن تھا جس مین عمر بھر کی سعی اور جان فشانیون کا نتیجہ پیش نظر ہوگیا تھا۔ اونکا ایمان اور صدق ہرگز گوارا نہین کرتا تھا کہ وہ دن ٹل جائے موت کی تاخیر تو وہ ایک صدمہ جانکاہ سمجھتے تھے حور و قصور اور جنت کے تمام سامان پیش نظر ہوگئے تھے کہ اب کوئی دم مین وہان پہونچکر مصائب دنیوی سے سبکدوش ہوجانے والے ہین اور خداے تعالی کی ملاقات جسکی تمنا عمر بھر رہی اب ہونے کو ہے۔ مگر افسوس ہے کہ بزرگان دین کی توہین اور خودسری و ترک تقلید نے سب آرزوؤن کو خاک مین ملا دیا اور بجاے جنت کے دوزخ کا مستحق بنا دیا۔ اگر چون و چرا نکر کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تقلید کرلیتے تو وہ آرزوئین پوری ہوتین بلکہ اوس سے بھی زیادہ کے مستحق ہوجاتے۔

لکہا ہے کہ جب نہروان مین کئی ہزار خوارج مارے گئے تو عبد الرحمن بن ملجم نے اپنے مقتول رفقا کا ذکر کیے کہا کہ وہ ایسے لوگ تھے کہ جنکو خدا کے معاملہ مین کسی کی ملامت کا خوف نہ تھا وہ تو مقصود کو پہنچ گئے اب ہم کو چاہئے کہ اپنی جانین دیکر اپنے امام کو بھی

جنت خرید لیں اوران گمراہ ائمہ یعنے علی کرم اللہ وجہہ اور معاویہ رضؓ کو قتل کر کے بندگان خدا کو راحت پہونچائیں چنانچہ مکہ معظمہ میں یہہ عہد و میثاق ہوکہ ہوا کہ ابن ملجم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اور برک معاویہ رضؓ کو اور عمرو بن بکر عمرو بن عاصؓ کو ایک ہی روز قتل کر ڈالیں چنانچہ ابن ملجم شقی کوفہ کو گیا اور اپنا معاہدہ پورا کیا

اوس کے استقلال کا حال لکہا ہے کہ جب وہ قتل کے لئے قیدخانہ سے نکالا گیا تو عبداللہ ابن جعفر رضؓ نے اوس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹے مگر اوس نے اُف نہ کیا۔ پہر گرم گرم سیخیں آنکھوں میں پھیری گئیں جب بھی استقلال کو نہ چھوڑا بلکہ کمال استقلال سے سورۂ اقرا کی قرأت شروع کی اور یہہ حالت تھی کہ ادہر آنکہوں سے خون بہہ رہا ہے اور آنکھیں نکل پڑی ہیں اور ادہر زبان پر سورۂ اقرا برابر جاری ہے یہاں تک کہ اوس سورہ کو ختم کیا۔ اوس کے بعد زبان کاٹنے کے لئے پچھاڑا گیا او سوقت جزع و فزع کرنے لگا جب اوسکا سبب پوچھا گیا تو کہا مجھے گوارا نہیں کہ دنیا میں کوئی ایسا وقت گذرے کہ جس میں خدا ے تعالیٰ کا ذکر نہ کرسکوں اور فی الحقیقت کثرت عبادت اوس کے چہرہ سے نمایاں بھی تھی کثرت سجود سے اوس کی پیشانی پر گہٹا ہوگیا تھا خوارج کا اعتقاد اوس کی نسبت یہہ تہا کہ آیۂ شریفہ ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ اوسکی شان میں نازل ہوی تھی"

ہم خیال اہل مذہب تو اونکی تعریفیں کرتے ہی ہونگے اوسکی بلکہ اوس کے تمام مذہب والوں کی حالت یہہ تھی کہ جو شخص دیکھے گا اونکے تقوی اور استقلال اور قوت ایمانی کا قائل ہوجائیگا کیوں نہو خود حدیث میں اونکی کثرت عبادت کا ذکر وارد ہے جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے۔ عن ابی سعید رضؓ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یخرج قوم فیکم تحقرون صلوتکم مع صلواتہم وصیامکم مع صیامہم واعمالکم مع اعمالہم یقرؤن القرآن ولا یجاوز حناجرہم یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ اخرجاہ فی الصحیحین وعن عبداللہ ابن ابی اوفی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الخوارج کلاب النار کذا فی تلبیس ابلیس لابن الجوزی رحؔ یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں

...بجھنا ہے کہ جن محدثین کے نام صحیح حدیثون کی اسناد مین داخل ہین جنکی صداقت بیان کو
...بوت حاصل ہے کہ حدیث کو سامع کے اعتقاد مین صحیح اور واجب العمل بنا دیتی ہے
...صین مین سے اکثر حضرات فقہ حنفیہ کو مطابق حدیث اور قابل وثوق بیان کر رہے ہین
...اس جم غفیر کے اخبار کے وثوق پر یہ کیون نہ کہا جائے کہ جو مسائل فقہیہ بخاری وغیرہ
...مخالف ہین دراصل اون احادیث صحیحہ کے موافق جو امام بخاری وغیرہ متاخرین رح کو
...ین پہونچین بھی تو ضعیف ہنکر اور اون حضرت کے زمانہ مین وہ سب صحیح اور واجب العمل تھین
...بلکہ بخاری ومسلم کی حدیثون کو صحیح بنانے والے حضرات جب فقہ حنفیہ کو مطابق احادیث
...بر رہے ہین تو بخاری ومسلم کو صحیح ماننے والون کو اس بات کا ظن غالب ہونا ضرور ہے
...فقہ حنفیہ واجب العمل ہے اور بخاری وغیرہ مین وہ حدیثین موجود تھین جنکے مطابق
...ہ حنفیہ ہے اور اگر یہہ ظن پیدا نہو تو اوس سے یہہ لازم آئیگا کہ بخاری وغیرہ کی صحت
...بھی حسن ظن نہین ہے۔

...س مین شک نہین کہ صحیح حدیثین واجب العمل ہین اور موضوع حدیث پر عمل درست نہین
...اس کا یہہ مطلب نہین کہ جو حدیث صحیح ہو واجب العمل ہے چنانچہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
...یرہ کے طریقۂ عمل سے معلوم ہوا کہ عمل بالاجتہاد کو عمل بالحدیث پر ترجیح دی۔ اور اگر ہر صحیح
...یث واجب العمل ہوتی تو امام بخاری رح لاکھ صحیح حدیثین ضرور جمع کر دیتے جو اونکو یاد تھین۔
...ہر ایک پر لوگ عمل کرین۔ اگر کہا جائے کہ امام بخاری نے واجب العمل انھی حدیثون کو سمجھا
...بخاری شریف مین ہین تو ہم کہین گے یہہ سمجھنا اونکا اجتہاد تھا دوسرے مجتہدون پر حجت
...ین ہو سکتا جس طرح انہون نے ان احادیث کو واجب العمل سمجھا دوسرے مجتہدون نے
...دوسری صحیح حدیثون کو سمجھا۔ پھر بخاری مین بھی تو کل حدیثین واجب العمل نہین ہین جیساکہ
...بھی معلوم ہوا کہ سورۂ واللیل کی روایت پر عمل نہین۔

...چونکہ صحیح بخاری کی مخالفت سے مقلدون پر یہہ الزام نہین آسکتا کہ اونکا مذہب مخالف
...حدیث ہے۔

...پھر بخاری شریف ایسے زمانہ مین لکھی گئی کہ لاکھون صحیح حدیثین مفقود ہوگئین جو آئمہ اربعہ

دن سے نظر انداز کر دیا ہوگا اور ابن مبارک رح جیسے امیر المومنین فی الحدیث جو عمر بھر
م صاحب کی خدمت مین رہے کیا بغیر ان اعلی درجہ کی منتخب حدیثین جاننے کے امیر المومنین
الحدیث مسلم ہوگئے ہونگے ہرگز نہین۔ غرضکہ متعدد اور مختلف قرائن و وجوہ سے ثابت
ہے کہ بخاری شریف مین جتنی حدیثین ہین خصوصاً وہ حدیثین جن سے احکام فقہیہ متعلق
ن امام صاحب کو پہونچین اور اجتہاد کے وقت وہ ضرور پیش ہوئی تھین کیونکہ متعدد
یوخ کی شہادتون سے ثابت ہے کہ جن احادیث سے مسائل فقہیہ کا تعلق ہے
نکو امام صاحب خوب جانتے تھے۔
دیکھنا یہ ہے کہ بخاری شریف کی حدیثین اجتہاد کے وقت اگر پیش نظر تھین تو بعض
سائل فقہیہ خلاف اون احادیث کے کیون ہوئے جس کی وجہ سے عامل بالحدیث
فقہیہ پر اعتراض کرتے ہین۔ بات یہہ ہے کہ ہر ایک اجتہادی مسئلہ سے جتنی حدیثین
متعلق ہوتی ہین اجتہاد کے وقت سب پیش نظر رکھی جاتی تھین اور جتنا سرمایہ لغت
محاورات عرب وغیرہ امور کی ضرورت ہوتی ہے سب فراہم ومہیا ہوتا تھا اوسوقت
تمام امور مین تدبر کر کے ایک ایسی بات نکالی جاتی تھی جس مین وہ تمام امور ملحوظ ہون
رکام آسان نہین ہے اسیوجہ سے ایک ایک مسئلہ کی تحقیق مین ایک ایک مہینہ
رجاتا تھا۔ غرضکہ جب اجتہاد مین تمام آیات واحادیث ہر مسئلہ سے متعلق پیش ہوتی تھین
اون کے ہر پہلو پر نظر ڈالی جاتی تھی تو یہ نہین معلوم ہوسکتا کہ ہر ایک حدیث کا پورا مضمون
مسئلہ مین لکھدیا جائے بلکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دوسرے آیات واحادیث کے لحاظ
سے بعضے حدیثین پوری ترک کر دی جاتی ہین جیسا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے
عمر رضی اللہ عنہ کی پیش کی ہوئی حدیث پر عمل نکیا اسیطرح بعضے حدیثین
بخاری کی مسائل فقہیہ مین متروک العمل ہوین اور یہ اجتہاد کا لازمہ ہے۔
حجۃ اللہ البالغہ مین مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رح نے لکھا ہے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا
ہے کہ حدیث صحیح پہونچنے پر بھی مجتہد کو ظن غالب نہین پیدا ہوتا اس لئے وہ اپنے
اجتہاد کو ترک نہین کرسکتا بلکہ حدیث پر طعن کرتا ہے جیسا کہ صحاح ستہ مین یہ روایت ہے کہ

فاطمہ بنت قیس رض نے عمر رض کے روبرو یہہ گواہی دین کہ جب میرے شوہر نے مجھے تین طلاق دین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے نہ نفقہ مقرر فرمایا نہ سکنیٰ۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین ایک عورت کے کہنے سے کتاب اللہ کو نہین چھوڑ سکتا بلکہ مین یہہ حکم دیتا ہون کہ ایسے مطلقہ کے لئے نفقہ بھی دلایا جائے اور سکنیٰ بھی"۔ اور عائشہ رض نے بھی فرمایا کہ اے فاطمہ کیا تم خدا سے نہین ڈرتی ہو"

اب دیکھئے کہ حسب قاعدہ مسلمہ صحابہ کل عدول ہین" یہہ خیال ہرگز نہین ہوسکتا کہ فاطمہ رض نے جھوٹ کہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کیا اور یہ بھی ممکن نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلاف قرآن حکم کیا ہو اسلئے یہہ ضرور ماننا پڑیگا کہ یا تو یہہ حکم قبل نزول آیۃ عدت ہوگا یا اوس موقع کی کوئی خصوصیت تھی جسکو حضرت ہی جانتے تھے بہرحال مجتہد کو ایسے مواقع مین اجتہاد سے کام لینے کی ضرورت ہوتی ہے اسیوجہ سے عمر رض نے اوس صحیح حدیث کو ترک کرکے اپنے اجتہاد کے مطابق عمل کیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ ہر صحیح حدیث قابل عمل نہین ہوسکتی بلکہ اجتہاد کی ضرورت باقی ہے۔

یہی بات اس روایت سے بھی ظاہر ہے عن ابن عباس رض قال قال عمر رض ابی اقرؤنا وانا لندع من لحن ابی وابی یقول اخذت من فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا اترکہ بشئی قال اللہ ما ننسخ من آیۃ وننسہا نات بخیر منہا او مثلہا رواہ البخاری یعنے عمر رض نے کہا کہ ہرچند ابی رض ہم سب سے زیادہ قرآن جانتے ہین مگر جس بات مین اونہون نے خطا کی ہے اوس کو ہم ضرور ترک کر دین گے وہ کہتے ہین کہ فلان آیت کو مین خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے سن چکا ہون اسلئے مین اوس کو کسی وجہ سے یعنے کیسی ہی دلیل اوس کے مقابل مین پیش ہو نہ چھوڑون گا۔ وہ یہہ خیال نہین کرتے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے ما ننسخ من آیۃ الآیہ یعنے ہم کسی آیت منسوخ کرتے ہین یا بھلا دیتے ہین تو اوس سے بہتر یا اوس کے مثل دوسری آیت نازل کرتے ہین" انتہی اب دیکھئے کہ باوجودیکہ ابی رض جس آیت کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سن چکے تھے اوسکا اونکو جزم تھا اور یہی وجہ تھی کہ اوسکے ترک کو حرام سمجھتے تھے

اور عمر رضہ جیسے جلیل القدر اور پرزور حکومت والے خلیفۂ وقت کی مخالفت کی کچھ پروا نکی مگر عمرؓ نے بھی اپنے جزمی اجتہاد کے مقابلہ مین اونکے جزم کی کچھ پروا نکی اور اپنے اجتہاد ہی کو ترجیح دی اس سے ایک بات اور معلوم ہوئی کہ صحابہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو کچھ سن لیتے یا کسی فعل کو آپ کے دیکھ لیتے دوسری روایت یا قرائن کی وجہ سے اپنی مروی حدیث کو ترک نہین کرتے تھے اور بمصداق لیس الخبر کالمعاینہ مقتضائے طبیعت بھی یہی ہے۔ مگر مجتہدون کا فرض منصبی ہے کہ دوسری احادیث وآیات وقراین وغیرہ پر غور وفکر کرکے ایک ایسی بات منقح کرین جس کے مطابق واقع اور حق ہونے کا ظن غالب ہو جائے اور اس اجتہاد مین کوئی صحیح حدیث قصداً بھی ترک کردین تو اوس کے مجاز ہین جیسا کہ عمرؓ کے بیان سے واضح ہے۔

ابوداؤد مین یہہ روایت ہے عن الزہری ان عثمان بن عفان رضہ اتم الصلوٰۃ بمنیٰ من اجل الاعراب لانہم کثروا عامئذ فصلی بالناس اربعا لیعلمہم ان الصلوٰۃ اربع یعنے عثمان رضہ نے منیٰ مین نمازون مین قصر نہین کیا اور پوری چار رکعتین پڑھین اس وجہ سے کہ اوس سال بدو بہت سارے حج کے لئے آگئے تھے اس چار رکعت پڑھنے سے اونکی تعلیم مقصود تھی کہ ظہر عصر اور عشا کی چار چار رکعتین ہین۔ دیکھئے تمام حدیثون سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ مین قصر فرمایا تھا مگر عثمان رضہ نے اپنے اجتہاد اور رائے سے اون حدیثون پر عمل نہین کیا۔ اس سے ثابت ہے کہ مجتہد اپنے اجتہاد سے کسی حدیث کو ضرورۃً ترک بھی کرسکتا ہے۔ یہہ روایت اوپر لکھی گئی کہ جن لوگون نے صبانا صبانا کہا تھا خالد رضہ نے جو امیر لشکر تھے انکے قتل کا حکم دیا اور ابن عمر رضہ نے اپنے اجتہاد سے اوسکے حکم کو نہین مانا حالانکہ متعدد حدیثون سے ثابت ہے کہ اطاعت امیر کی واجب ہے۔ اس سے بھی ثابت ہے کہ اگر مجتہد کسی لحاظ سے حدیث پر عمل نکرے تو وہ اوسکا مجاز ہے۔

اوپر بھی مذکور ہوا کہ باوجودیکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے اقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم یعنی مشرکین جہان ملین اونکو قتل کرڈالو مگر نیل الاوطار مین علامہ شوکانی رحمہ نے لکھا ہے کہ صحاب

جوامع اور بیان کا قتل قیاس سے ممنوع ہے حالانکہ یہہ لوگ اعلیٰ درجے کے مشرک ہین۔
یہہ روایت بھی اوپر مذکور ہوئی کہ ابن عمر رضہ نے ابن عباس رضہ کے مقابلہ یہہ حدیث پیش کی
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان المیت یعذب ببعض بکاء اهله علیه اور یہی روایت عمر رضہ سے بھی مروی ہے مگر عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہا نے اپنے اجتہاد سے اوسکو قبول نہین کیا۔ اور ابن عمر رضہ بھی ساکت ہوگئے۔

اب دیکھئے کہ صدیق اکبر عمر فاروق عثمان ذی النورین عائشہ صدیقہ ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کے طریقہ عمل سے ثابت ہے کہ اگر مجتہد کوئی صحیح حدیث قیاس صحیح شرعی کے معارض ہو تو وہ اوس کو متروک العمل کرنے کا مجاز ہے اور اوسپر صحابہ کا اجماع ہوگیا۔ یہہ الزام فقط فقہا ہی پر نہین ہے بلکہ محدثین نے بھی اس باب مین اوسنسے زیادہ حصہ لیا ہے وہ تو اپنے اجتہاد سے نفس حدیث ہی کو متروک بنا دیتے ہین۔ کتب احادیث موضوعہ مین دیکھ لیجئے کہ ایسی حدیثین جنکو محدثین نے اپنی کتابون مین درج کیا اور اونکا اعتبار بڑہانے کے لئے اسنادین بھی اون کے ساتھ ذکر کین اور مدتون وہ حدیثین کلام نبوی سمجھی گئین اور علما ات لال اونسے کرتے رہے۔ پھر بعض محدثین نے جو فن حدیث مین مجتہد مانے جاتے تھے اون حدیثون کو موضوع قرار دیا یعنے حدیثون سے ہی اونکو خارج کرکے بالکلیہ متروک ہی کردیا اگر اسکی تصدیق منظور ہو تو موضوعات ابن جوزی رح کو دیکھ لیجئے انہون نے اجتہاد سے موضوع حدیث پہچاننے کا یہ قاعدہ بھی بیان کیا جسکو امام سیوطی رح نے تدریب الراوی مین نقل کیا ہے کہ اکثر ایسی حدیثون کے سننے سے جسم پر بال کھڑے ہوجاتے ہین اور دل مین اوس سے نفرت پیدا ہوتی ہے
ابن جوزی رح نے جو علامت بتلائی ہے کہ موضوع حدیث سننے سے اکثر نفرت پیدا ہوتی ہے وہ قوت اجتہادی کے طرف اشارہ ہے جو خدا اور رسول کا کلام ایک مدت دراز تک دیکھنے اور تحقیق کرنے کے بعد پیدا ہوتی ہے جس سے آدمی اون باتون کو فوراً پہچان جاتا ہے جو خلاف مرضی خدا اور رسول ہون اسکا مطلب یہہ نہین کہ ہر کس و ناکس اس علامت

ے موضوع حدیث پہچان سکتے ہے دیکھ لیجئے سید احمد خان صاحب اپنی تصانیف
ن حورون سے کیسی نفرت ظاہر کرتے ہین یہان تک لکھدیا کہ اگر حورون کے ساتھہ
حالمہو تو ہمارے شراب خلنے جنت سے ہزار درجہ اچھے ہین۔
سفہ کی مزاولت اور حکیمون سے جوش اعتقادی کا نتیجہ ہے کہ اپنے دین کی کھلی کھلی
ین قابل نفرت سمجھی جاتی ہین اگر اس قسم کی نفرت معتبر ہو تو حدیث تو کیا نعوذ باللہ قرآن
موضوع کہنا پڑیگا۔
غرض اس قسم کے اجتہادون سے نفس حدیث ہی متروک ہو جاتی ہے پھر اگر فقہا نے
دوسری احادیث و آیات کے لحاظ سے کسی حدیث کو متروک العمل قرار دیا تو کیا برا ہوا۔
یا تو کسی سخت ضرورت کے وقت جب دوسری احادیث و آیات متعارض ہون تو
ی حدیث کو متروک کرتے ہین۔ مگر امام بخاری رحمہ نے تو ایسا طریقہ ایجاد کیا کہ بے سبب
مرہا بلکہ ہزارہا حدیثین متروک العمل اور ساقط الاعتبار ہو گئین یعنے صحت حدیث کیلئے
ن شرطین لگائین کہ ہر صحیح حدیث جان بر نہین ہو سکتی۔ گو امام مسلم رحمہ نے دیباچہ مسلم مین
ض شروط کی نسبت اونپر سخت اعتراض کیا مگر امام بخاری رحمہ کے مقابلہ مین اونکا اجتہاد
ن نہ سکا اور ہزارہا صحیح حدیثین متروک العمل ہو گئین اب اہل انصاف خود سمجھہ سکتے ہین کہ
ری شریف کی چند حدیثین امام صاحب کے اجتہاد سے بلحاظ اشد ضرورت متروک
عمل ہون تو کیا مضائقہ پھر امام بخاری رحمہ نے اپنے اجتہاد سے جو شرطین لگا کر بہت
ی حدیثون کو متروک العمل کر دیا اوسپر اون کے اساتذہ کا اتفاق ثابت نہین ہو سکتا
خلاف امام صاحب کے اجتہاد کے کہ اوسکی توثیق امام بخاری رحمہ کے اساتذہ اور اوس
انہ کے اکابر محدثین کی گواہیون سے ثابت ہے اور ان گواہیون سے حنفیہ کو
مینان کامل حاصل ہو گیا کہ ہمارے امام رحمہ نے اجتہاد مین کوئی دقیقہ فروگذاشت
کیا اور جن آیات و احادیث سے جس قدر احکام لینے کی ضرورت تھی سب فقہ مین
عمل کر دئے اور جن احادیث کو متروک العمل سمجھا وہ اونکے اجتہاد کا مقتضی تھا
جسکے وہ مامور تھے۔

یہہ بات اہل علم پر پوشیدہ نہین کہ جب کسی مسئلہ مین احادیث بکثرت وارد ہون اور توثیق
ممکن نہو تو بعض احادیث کو متروک کرنے کی ضرورت ہوتی ہے فقہا نے اس باب مین
وہ طریقہ اختیار کیا جو صدیق اکبر وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اونکو دکھلایا تھا کہ
مضمون پر غور کرکے اجتہاد اور قیاس سے کام لیا جائے یعنے اگر کوئی حدیث دوسری احادیث
اور قیاس صحیح اور آیات کے خلاف ہو تو وہ حدیث ترک کردی جائے اور امام بخاری وغیرہ
محدثین نے یہہ طریقہ اختیار کیا کہ جس حدیث کی اسناد مین وہ شرطین پائی جائین جو خود
نے مقرر کئے ہین تو وہ واجب العمل ہے اور جس مین وہ نہ پائی جائین تو وہ متروک
العمل ہے۔ چنانچہ امام بخاری رح وغیرہ نے حدیث مرسل کو ساقط الاعتبار کردیا اور امام
مالک اور امام ابو حنیفہ اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک مرسل بھی صحیح حدیث ہے اور اسپین
کل صحابہ اور تابعین کا اجماع ہے چنانچہ دوسری صدی کے آخر تک سب علما اوسکو
قابل قبول سمجھتے آئے اور کسی امام فن سے اس بات کا انکار مروی نہین کذا فی تدریب
الراوی للسیوطی رح۔ اور کشف بزدوی مین لکھا ہے کہ مراسیل کے قابل قبول ہونے پر
کل صحابہ کا اتفاق ہے اور وہ اس قدر کثرت سے ہین کہ جو جمع کئے گئے ہین وہ قریب
پچاس جز کے ہین۔ اگر یہ قاعدہ ٹھیرا دیا جائے کہ مرسل قابل قبول نہین تو اتنی حدیثین
بیکار ہوی جاتی ہین حالانکہ محدثین نے مشقتین اوٹھا کر اونکو محفوظ رکھا۔
امام بخاری وغیرہ کو چونکہ احادیث کی تقلیل منظور تھی اسلئے مراسیل پر یہ الزام لگا کر ساقط
الاعتبار کردیا کہ راوی نے جب سلسلہ اسناد مین کسی کا نام چھوڑ دیا تو یہہ معلوم نہین ہوسکتا
کہ شخص متروک عدل وضابط تھا یا اس اسناد کی وجہ سے حدیث ساقط الاعتبار ہوگی
فقہا کہتے ہین کہ جس راوی نے ارسال کیا اوس کا حال دیکھنا چاہئے۔ اگر وہ ثقہ اور
عدل ہے اور اہل قرون ثلثہ مین سے ہے تو اوس کی حدیث مرسل قابل اعتبار ہے
کیونکہ صحابہ کی مراسیل کو محدثین مانتے ہین اور اونکا منشا صرف حسن ظن ہے تو قرون ثلثہ
کے ثقات جو مبشر بالخیر ہین اس حسن ظن سے کیون محروم رکھے جائین حالانکہ صحیح حدیث
ہے۔ عن ابن عمر رض ان عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ خطب بالجابیۃ

ی قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقامی فیکم فقال احفظوا
اصحابی خیراً ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم یفشوا الکذ
ا ہ الامام احمد فی مسندہ البتہ اس حدیث شریف کی رو سے قرون ثلثہ کے
لے مراسیل نہ مانی جائیں تو اوس کے لیے ایک وجہ نکل سکتی ہے کہ شیوع کذب
نہ ہے۔
دثین اسکو بھی مانتے ہیں کہ اگر کوئی ثقہ کسی ایک راوی کا نام نہ بیان کر کے مبہم طور
ے کہ مجھے ایک ثقہ یا عدل یا ایسے شخص سے روایت پہونچی ہے جسے میں جھوٹا
ں کہہ سکتا ایسی روایت بھی مقبول ہے حالانکہ جس طرح مرسل میں نام چھوڑا جاتا ہے
ین بھی چھوڑ دیا گیا اور جس طرح مرسل میں متروک الاسم کی تحقیق نہیں ہو سکتی
روایت میں بھی مجہول الاسم کی تحقیق نہیں ہو سکتی اور جس طرح یہاں راوی کا ثقہ
ضرور ہے جس کے اعتبار پر متروک الاسم ثقہ مان لیا جائے اسیطرح مرسل میں بھی
ل کرنے والے کی شرائط میں داخل ہے کہ وہ ثقہ متدین بلکہ قرون ثلثہ میں ہو اور
شخص ہو کہ جسپر تدلیس کا گمان نہ ہو مثلاً حسن بصری رہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ں تو ہر شخص سمجھتا ہے کہ انہوں نے کسی صحابی کا نام کسی مصلحت سے ترک کر دیا چنانچہ
ب الراوی میں امام سیوطی رہ نے یونس بن عبید رہ کا قول نقل کیا ہے وہ کہتے
ہ حسن بصری رہ سے میں نے پوچھا کہ حضرت آپ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیا کر
الانکہ آپ نے حضرت کا زمانہ نہیں پایا فرمایا تم نے ایک ایسی راز کی بات پوچھی کہ اگر تمہار
خصوصیت نہوتی تو اسکی وجہ کبھی نہ بتلاتا بات یہ ہے کہ تم جانتے ہو کہ ہم کس زمانہ میں
یعنے حجاج کی حکومت ہے اس وقت میں علی رضی اللہ عنہ کا نام نہیں لے سکتا اسلئے
اتیں علی رضی اللہ عنہ سے مجھے پہونچی ہیں اون میں صرف قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
کہہ دیا کرتا ہوں غرضکہ جب ایسے مستند شخص ارسال کریں تو انکے اعتبار پر متروک الاسم
ثوق مان لینا کوئی نئی بات نہیں بلکہ بعض وجوہ سے تو مسند پر بھی مرسل کی فضیلت
ت ہوتی ہے اسلئے کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ جو شخص ایسی بات آنحضرت

وسلم کی طرف منسوب کرے جو حضرت نے نہین فرمایا تو وہ دوزخی ہے پھر جب ارسال
کرنے والے متدین اور عدل ہون تو جب تک یقینی طور پر اونکو ثابت نہو کہ یہ حدیث
حضرت ہی کا ارشاد ہے کبھی اوس کی روایت کرنے پر جرات نہین کر سکتے اس سے
ظاہر ہے کہ جس راوی کا نام انہون نے ذکر نہین کیا وہ اونکے نزدیک کمال درجہ کا
ثقہ و ضابط ثابت ہوا ہے گویا وہ اوس کا نام ذکر نہ کرکے اوس کی توثیق کا ذمہ لیتے
ہین اور یہہ کہہ رہے ہین کہ ہماری تحقیق مین وہ شخص ایسا مسلم ہو چکا ہے کہ مزید تحقیق کی
ضرورت نہین بخلاف اوس کے جب نام کو ذکر کر دیا تو وہ اوس ذمہ داری سے
سبکدوش ہو گئے کشف بزدوی مین حسن بصری رح کا قول نقل کیا ہے کہ جو حدیث چار صحابیون
سے سنی ہوئی مجھے یاد ہے اوسکو مرسل کر دیا کرتا ہون اور اوس مین لکھا ہے وعن
الحسن رحمہ اللہ انہ قال متی قلت لکم حدثنی فلان فہو حدیثہ ومتی
قلت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمعتہ من سبعین
او اکثر یعنی حسن بصری رح کہتے ہین کہ جب مین حدثنی فلان کہتا ہون تو وہ حدیث
اوسی شخص سے سنی ہوئی ہوتی ہے اور جب قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتا ہون
تو وہ کم سے کم ستر یا اوس سے زیادہ شخصون سے سنی ہوئی ہوتی ہے۔ غرضکہ متدین راویون
کو جب تک پورے طور سے اطمینان نہین ہوتا وہ ارسال نہین کرتے اسی وجہ سے
مرسل اونکا محدثون کے نزدیک مقبول ہے جو ثقہ متدین ہون اور قرون ثلثہ مین ہون۔ بہرحال ترک
راوی سے مسند اور مرسل مین فرق کرنا ترجیح بلا مرجح ہے۔
جب راوی کہے روی فلان عن فلان تو محدثین جانتے ہین کہ اس مین یہہ احتمال ہوتا ہے
کہ بیچ مین کوئی راوی ترک ہو گیا ہو کیونکہ کوئی لفظ اس مین ایسا نہین جس سے سماع ثابت ہو پھر
جب احتمال کسی راوی کا نام فی الواقع ترک ہو گیا ہو تو اوس مین وہی جہالت ماننی پڑیگی
جو مرسل مین تھی اور اس کے محدثین اس قسم کی روایت کو مانتے ہین پھر فقہا نے اگر
متقدمین راوی کے اعتماد پر مان لیا تو کونسی نئی بات ہو گئی۔
حدیث معنعن مین محدثین کہتے ہین کہ اگر دونون شخص ایک زمانہ مین ہون تو حسن ظن سے

یہہ کہا جائیگا۔ کہ دونون کی ملاقات ہوئی ہوگی اس وجہ سے اوسکو متصل اور صحیح کہتے ہین مگر امام بخاری رح کا اجتہاد ہے کہ جس ظن اوسوقت ہوگا کہ دونون کی ملاقات کسی طریقہ سے ثابت ہوجائے اور اگر ایک ملاقات بھی ثابت نہو تو وہ حدیث متصل نہ سمجھی جائیگی امام مسلم رح نے دیباچہ صحیح مسلم مین امام بخاری رح کی اس شرط پر سخت اعتراض کیا ہے مگر چونکہ محدثین کو بھی حتی الامکان صحیح حدیثون کی تقلید منظور ہے اسلئے اس شرط کی نسبت فتح الباری مین لکھا ہے کہ اس شرط سے اتصال بخوبی ظاہر ہے۔ کیونکہ معاصرت کی وجہ سے جب حسن ظن پر اتصال کا حکم کیا جاتا ہے تو حالات کے نسبت ثابت ہونے پر بطریق اولی اوسکا اتصال ثابت ہوگا۔

یعنی توجتنی شروط زیادہ لگائی جائین اتصال اور صحت کے قراین زیادہ ہونگے مثلاً یہہ شرط لگادی جائے کہ ہر روایت مین حدثنا واخبرنا کی ضرورت ہے تو حدیث معنعن مین جو عدم ملاقات کا احتمال ہے وہ باقی ہی نرہتا۔ اور جس طرح مدخل مین لکھا ہے کہ بخاری مین ایسی روایتین ہین کہ صحابی سے دو تابعی روایت کئے ہین پھر تابعی سے دو تبع تابعی اسیطرح امام بخاری تک ہر استاد سے دو دو شاگردون نے روایت کی ہے یہہ اہتمام اور التزام اسوجہ سے کیا گیا ہے کہ شہادت علی الشہادت کی شرط صادق آجائے انتہی اگر فی الواقع بخاری مین اس شرط کی پابندی ہوتی تو صحیح حدیثون کی تقلیل بخوبی ہوجاتی۔ اور صحت مین قوت بھی ہوتی مگر تدریب الراوی مین لکھا ہے کہ امام بخاری رح نے یہہ التزام ہرگز نہین کیا تھا۔ صاحب مدخل وغیرہ کو اس بیان پر جرأت اس وجہ سے ہوئی کہ امام بخاری رح نے صحیح حدیثون کو کم کرنے کی غرض سے احتیاط کا مسلک اختیار کیا ہے اور چونکہ روایت کرنی بھی ایک قسم کی گواہی ہے کہ گویا راوی استاد کے بیان پر گواہی دیتا ہے کہ مین نے خود اوس کی زبانی سنا ہے اسلئے اوس بیان پر دو ایک گواہی کی ضرورت ہے جیسے شہادت علی الشہادت مین ہوا کرتا ہے غرض احتیاط کا مسلک۔۔۔ دیکھئے تقلیل حدیث صاحب مدخل نے حسن ظن سے امام بخاری رح کی طرف منسوب کردیا ورنہ اس سے بڑھا ہوا حسن ظن بیہقی رح کا ہے جو کتاب ما لا یسع المحدث جہلہ مین ثابت کیا ہے جس سے تدریب الراوی مین نقل کیا ہے وہ یہہ ہے کہ شیخین نے صحیح مین

کی یہہ شرط قرار دی ہے اور صحیحین مین اوسکا التزام بھی کیا ہے کہ وہی حدیث ذکر کرتے ہین
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دو صحابی یا زیادہ اوس کو روایت کئے ہون اور ہر صحابی
سے چار تابعی روایت کرین اور ہر تابعی سے چار شخصون سے زیادہ راوی ہون اسلئے
فی الحقیقت اگر یہہ شرط لگائی جاتی تو اعلی درجہ کی صحت ہوجاتی اور صحیح حدیثون کی پوری
تقلیل ہوجاتی مگر اوس کے ساتھہ ہی بخاری شریف کا حجم بھی بہت کم ہوجاتا اور شاید دو چار
ہی حدیثین اوس مین رہجاتین یا اتنی بھی نہ رہتین اسی لئے تدریب الراوی مین شیخ الاسلام
کا قول نقل کیا ہے کہ تمام بخاری مین اس شرط کی ایک حدیث بھی نہ پائی جاویگی انتہی ۔
ہرچند امام بخاری رح نے صحت حدیث کی شرطین بڑہا دی ہین جن سے تقلیل صحاح منظور ہے
مگر اونکا یہہ مقصود نہین کہ کوئی صحیح حدیث باقی ہی نہ رہے جیسا کہ درباطن معتزلہ کا مقصود ہے
اسیوجہ سے انھون نے اس قسم کی شرطین لگائین چنانچہ ابو علی جبائی معتزلی کا قول ہے کہ
اگر کوئی خبر ایک عدل بیان کرے تو وہ قبول نہ کی جائے جب تک دوسرے عدل کی
خبر اوسکے ساتھہ ضم نہ کی جائے اور استاد ابو نصر تمیمی نے ابو علی سے روایت کی ہے
کہ جب تک چار شخص کسی حدیث کو روایت نکرین قبول نہوگی کذا فی تدریب الراوی
امام بخاری رح کو اس تقلیل صحاح سے مقصود یہہ ہے کہ جب کسی مسئلہ مین کئی حدیثین موجود
ہون تو جو صحت مین بڑھی ہوئی ہو اوسپر عمل کیا جائے ۔
تدریب الراوی مین ابن العربی کا قول شرح موطا سے نقل کیا ہے کہ شیخین کا مذہب یہہ ہے
کہ جب تک کسی حدیث کو دو راوی روایت نکرین وہ ثابت نہین اور یہہ مذہب باطل ہے
بلکہ روایۃ الواحد عن الواحد صحیح ہے ۔ اور ذکر کیا کہ انھون نے شرح بخاری مین اعتراض کیا ہے
کہ حدیث الاعمال صرف عمر رضی اللہ عنہ سے وارد ہے حالانکہ امام بخاری نے
شرط لگائی ہے کہ ادنی درجہ دو راویون سے روایت ہونی چاہئے پہر خلاف شرط یہہ روایت
انھون نے بخاری شریف مین کیون داخل کی ۔ اوسپر ابن حبان نے اپنی صحیح کے
[illegible] کہ ابن العربی وغیرہ نے جو ادعا کیا ہے کہ شیخین نے جو شرط لگائی ہے
وہ شرط خود مستحیل الوجود ہے کس نے ابن العربی سے کہدیا کہ شیخین نے وہ شرط لگائی ہے

اگر تصریح کہین ہوتی تو پیش کی جاتی اور اگر استقرا ہے تو باطل ہے۔ اون کو حدیث اعمال ہی سمجھنے کے لئے کافی تھی جو بخاری کی پہلی حدیث ہے جسکو صرف عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے پھر اون سے علقمہ نے اور اون سے صرف محمد ابن ابراہیم نے اور اون سے فقط یحییٰ بن سعید نے روایت کی ہے اور یحییٰ بن سعید کے بعد اوسکے راوی بہت ہوگئے انتہیٰ الحاصل گو امام بخاری رح نے صحت حدیث کی شرطین بڑہائین مگر عام طور پر جو مشہور ہے کہ ہر روایت کا دو راویون سے مروی ہونا بھی انہون نے شرط کیا ہے وہ غلط بلکہ مستحیل الوجود ہے جیسا کہ ابن حبان رح کے قول سے معلوم ہوا۔ امام بخاری رح نے شروط کے بارہ مین ایسا تشدد نہین کیا جیسا کہ معتزلہ نے کیا ہے کہ جب تک چار شخصون سے روایت نہ پہونچے قابل قبول نہین ہے کیونکہ جب دو راویون سے ہر روایت کا ہر طبقہ مین مروی ہونا مستحیل ہے تو چار راویون سے ہر ایک روایت کا مروی ہونا کیونکر ممکن ہوگا۔ پہر جب ایسی روایتین ملتی ہی نہین تو احادیث کو ساقط الاعتبار کر دینے کا موقع معتزلہ کو مل گیا اور آزادانہ قرآن مین رائے لگانے لگے اور جیسا جی چاہا تاویلین کر کے اپنا مطلب نکالا دین کو درہم و برہم کرنے والے جتنے خود غرض نکلتے جاتے ہین سب کا یہی طریقہ ہے چنانچہ وہ صاف کہتے ہین کہ بخاری بھی قابل اعتبار نہین اس لئے کہ وہ بھی اخبار احاد بہری ہوی ہے اوسکی حدیثین متواتر نہین جو قابل اعتبار ہون۔

یہہ بات قابل توجہ ہے کہ نبی صلی اللہ وسلم کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ہے اور حق تعالیٰ کا خطاب ما اتاکم الرسول فخذوہ فقط صحابہ ہی کو نہ تہا بلکہ تمام امت جس طرح اقیموا الصلوٰۃ کی مخاطب ہے اسیطرح اس خطاب کی بہی مخاطب ہے پہر جب صحیح حدیثون کے پہونچنے کا راستہ ہی بند ہو جائے تو حضرت کے عطا کئے ہوے فوائد دارین کے لینے کی کیا صورت اور مجتہدین وغیرہم کو اس آیۃ شریفہ پر عمل کرنے کا کیا طریقہ۔ اس سے ظاہر ہے کہ خدا و رسول کو ہرگز منظور نہین کہ ایسی شروط لگائے جائین جن سے امت کو صحیح حدیثون کے پہونچنے کا راستہ ہی مسدود ہو جائے یہہ بات ظاہر ہے کہ جسکو اپنے نبی کی قدر اور اون کے ساتھ محبت ہوگی اوسکو یہہ خواہش ضرور ہوگی کہ اوسکے اقوال افعال عادات

ذخیرہ کو صحیح طور پر محفوظ کرے کیونکہ آدمی کی فطرتی بات ہے کہ اپنے مقتدا اور محسن کے
حالات کو تلاش کرتا ہے دیکھئے جان نثار رعایا کو اپنے محسن بادشاہ کے عادات اور
احکام وغیرہ معلوم کرنے کا کسقدر شوق ہوتا ہے کہ بعض اُن میں امور شخصی ہوتے ہیں
اور یہ بات قابل تسلیم ہے۔ چونکہ مقتضائے فطرت ہوتی ہے اس کی تکمیل کے اسباب
بھی فطرتی ہوتے ہیں اسی فطرتی طریقے سے صحیح حدیثوں کا بہم پہنچنا بھی ضرور تھا سو الحمد للہ کہ
وہ موجود ہیں جسکا انکار نہیں ہوسکتا دیکھئے یہ ہر شخص کی فطرت میں داخل ہے کہ جب اپنے
معتقد علیہ بزرگ سے کوئی خبر سنتا ہے تو اوسکا یقین آجاتا ہے اسی وجہ سے صحابہ اور تابعین
اور اتباع تابعین نے اپنے بہت سے ذاتی کام چھوڑ کر تبلیغ اخبار میں کوششیں کیں تاکہ آیندہ
آنے والی نسلوں کو شکایت کا موقع نہ ملے کہ ہمارے اسلاف نے ہمکو ہمارے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال و اقوال کے علم سے محروم رکھا۔ اگر اون کو یہ معلوم ہوتا کہ ایسی
ایسی شرطیں لگنے والی ہیں جن سے ہماری سب محنت اکارت ہوجائیگی تو ضرور اوس سے
وہ پہلو تہی کرتے۔ یا یہ کرتے کہ دو دو چار چار حدیث مل ملا کر حدیثیں پہونچاتے پھرتے
تاکہ حجت تمام ہو۔ انھوں نے صرف مقتضائے فطرت ہی کو پورا نہیں کیا بلکہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی بھی پوری تعمیل کی جو حضرت نے فرمایا ہے۔ فلیبلغ
الشاهد الغائب یعنی ہر ایک حاضر شخص جو کچھ سنے اور دیکھے تو غائب شخص کو پہونچا دے
تاکہ وہ سمجھے اور یاد رکھے اور عمل کرے اور دوسروں کو پہنچاوے۔ اب دیکھئے کہ اگر ایک
[illegible] قابل اعتبار نہ ہوتی تو حضرت کبھی یہ نہ فرماتے کہ ہر شخص سنے وہ دوسرے کو پہونچا دے
[illegible] اوس وقت یہ فرماتے کہ جب دو سے [illegible] پہونچایا جائے [illegible] دو چار راوی [illegible]
[illegible] ہر شخص فلیبلغ الشاهد الغائب کے یہ معنی سمجھیگا یا یہ خیال کریگا
[illegible] ہو سکتی ہے [illegible] میں یہ حدیث موجود
ہے کہ [illegible] بیت المقدس کی طرف پڑھ رہے تھے ایک شخص نے اون کو
خبر دی کہ [illegible] کعبہ شریف کی طرف متوجہ ہونے کا حکم نازل ہوگیا یہ سنتے ہی عین نماز میں
کعبہ کی طرف متوجہ ہوگئے۔ دیکھئے ایک شخص کی خبر پر [illegible] ہوا کہ عین نماز میں امام

واجب العمل سمجھا اب ہم قرآن شریف سے بھی وہ نظیریں پیش کرتے ہیں کہ ایسا ہی شخص کی
بات کی تصدیق کرنی اونسے ثابت ہے۔ دیکھیے موسیٰ علیہ السلام کو ایک شخص نے
خبر دی تھی کہ آپکے قتل کے باب میں مشورے ہو رہے ہیں میں خیر خواہانہ کہتا ہوں کہ
آپ یہاں سے چلے جائیں موسیٰ علیہ السلام نے اوس کی تصدیق کی یہانتک کہ
آپ پر ترسان ہوئے یعنے خوف پیدا ہوا اور وہاں سے چلے بھی گئے کما قال اللہ تعالیٰ
وجاء رجل من اقصی المدینۃ یسعیٰ قال یموسیٰ ان الملا یأتمرون بک لیقتلوک فاخرج
انی لک من النصحین فخرج منہا خائفا یترقب قال رب نجنی من القوم الظلمین
اگرچہ اس آیہ شریفہ میں امت سابقہ کا واقعہ مذکور ہے لیکن چونکہ اس پر کوئی انکار اور اعتراض نہیں فرمایا
گیا اس سے ظاہر ہے کہ وہ فعل خلاف مرضی الٰہی نہ تھا ورنہ صاف ارشاد ہوتا کہ ان کو سزاوار نہ
تھا کہ ایک آدمی کی خبر کی تصدیق کر کے اس قدر پریشان ہوتے۔

اسیطرح جب شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی تن تنہا موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں اور اپنے
والد بزرگوار کا پیام پہونچایا تو آپ نے اون کی تصدیق کی اور فوراً اون کے ساتھ اون کے
گھر چلے گئے کما قال تعالیٰ فجاءتہ احدٰہما تمشی علی استحیاء قالت ان ابی یدعوک
لیجزیک اجر ما سقیت لنا فلما جاءہ الآیہ غرض کہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ قرون
اولیٰ میں تو ایک شخص عادل کی بھی تصدیق کی جاتی ہے۔ البتہ فاسق کی خبر قابل تصدیق نہیں بلکہ اوس کی
تحقیق کی ضرورت ہے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے ان جاءکم فاسق بنبا فتبینوا الآیہ
اس لیے کہ وہ [illegible] ہے کہ [illegible] کو ضرور [illegible] نہیں سمجھتا کیونکہ اونکو
خوف خدا ہے نہ [illegible] برخلاف اسکے جس مسلمان شخص میں تقوی صفت
عدالت تقویٰ کا اثر یعنی خوف خدا [illegible] وغیرہ صفات حمیدہ [illegible]
کے ساتھ متصف اور مشہور رہے تو گویا اسکی [illegible] مسلمان کے نزدیک ایسے شخص کی خبر [illegible]
[illegible] فاسق [illegible] جبکہ جھوٹ سچ کی خبر پر [illegible] ہو سکتی ہے [illegible]
[illegible] بات داخل ہے کہ وہ دونوں کو ہرگز برابر نہیں سمجھ سکتا غرض [illegible]
[illegible] دیتے ہیں کہ وہ کبھی جھوٹ کا مرتکب نہ ہوگا خصوصاً دینی معاملات میں خاص [illegible]

صلی اللہ علیہ وسلم کے احادیث مین جن مین تہوڑی جہوٹ بھی کوئی شامل کر دے تو وہ مستحق دوزخ ہوجاتا ہے۔

یہہ بات مشاہد ہے کہ جب کوئی ہندو بقال راستبازی کے ساتھ مشہور ہوجاتا ہے تو تمام ہندو مسلمان اوس کے قول کا اعتبار کرتے ہین اور اوسکی منہ بولی قیمت دینے مین کچہ تامل نہین کرتے اور جو چیز اوس سے خریدتے ہین اوسوقت ایک اطمینا نی کیفیت اپنے دل مین پاتے ہین کہ اس مین کوئی دہوکا فریب نہین۔ اس سے ظاہر ہے کہ راست بازون کی خبر کی تصدیق کر لینا انسان کی فطرت مین داخل ہے اور خود ہر شخص کی طبیعت اوس کے صدق پر گواہی دیتی ہے۔

الحاصل جب صدق کے پورے پورے قرائن راوی مین موجود ہون تو اوسکی خبر فطرۃً عقلاً شرعاً ہر طرح سے صحیح اور قابل قبول ہے پھر ایسی خبر کی صحت مین توقف کرنا اون تمام قرائن کو بیکار اور فطرت وعقل کو بے اعتبار کر دینا ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ فقہا جن شرائط سے حدیث مرسل وغیرہ کو صحیح سمجھتے ہین وہ صحیح ہین۔ اب رہا یہہ کہ مزید احتیاط کے لئے شروط لگائے جاتے ہین جن سے احتمالات بعیدہ بھی ساقط ہوجائین تو یہہ امر غور طلب ہے اسلئے کہ جب راوی متدین اور عدل مان لیا گیا تو اوسکا اعتبار خود اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ اوسکی معنعن حدیث بھی مان لیجائے اور اوس مین یہہ احتمال کہ باوجود معاصرت کے شاید ملاقات نہوی ہو ماشی بلادلیل ہے ایسے احتمالات کا انسداد شرائط سے ممکن نہین ہوسکتا کیونکہ ایک ملاقات ثابت بھی ہوجائے تو بھی وہی احتمال لگا ہوا ہے جو ایک ملاقات ثابت ہونے سے پہلے تہا اس لئے کہ جب اوس کی خبر کی تصدیق محتاج شرط ہوی تو معلوم ہوا کہ اوسکا تدین وغیرہ کافی نہین سمجہا گیا حالانکہ مفروض وہی معنعن اور مرسل ہے جسکا راوی متصف باوصف وشروط عدالت ہو۔ غرضکہ ایسے متدین راویون کی تصدیق کو امور خارجیہ کے محتاج بنانا اون کے عدل وتدین مفروضہ کو بے اعتبار اور غیر مفروض بنا دینا ہے اسی وجہ سے فقہا نے صحیح حدیث مین صرف یہہ شرط لگائی کہ راوی مین کے راوی کا عدل وضبط وغیرہ ضروری صفات دیکہہ لیجائین اور جب عقلاً وشرعاً اوس کی بات قابل تسلیم ہو تو امور خارجیہ کے دیکھنے کی کوئی ضرورت نہین البتہ یہہ کہہ سکتے ہین کہ یہہ شرط

بھی پائے جائین تو نور علی نور ہے چونکہ فقہا کو عقل واجتہاد سے بہت سے کام لینے تھے جو
معانی نصوص اور قرائن وغیرہ سے متعلق ہین اس لئے اونہون نے صحت حدیث کیلئے
جو امور ضروری تھے اونہی پر اکتفا کر کے ہمہ تن اجتہاد کی طرف متوجہ ہوئے اور محدثین
کو اجتہاد سے کوئی تعلق نہ تھا جیسا کہ اعمش وغیرہ رح کے حالات سے معلوم ہوا اس لئے
وہ صرف اسنادون کی طرف متوجہ رہے اور یہہ عادتی بات ہے کہ آدمی کو جس چیز کی طرف
توجہ تام ہوتی ہے اوس سے متعلق اوس کو ایسی باتین سوجھتی ہین جو دوسرون کو نہین
سوجھتین پھر وہ نزاکتین اور ضرورت سے زیادہ امور اوس کے خیال مین ایسے ضروری
معلوم ہونے لگتے ہین جیسے دوسرون کو اپنے ضروریات - چونکہ محدثین کا کام تحقیق اسناد ہے
اور عمر بھر اونکو اوسی کا شغل رہتا ہے اس لئے انہون نے روایتون مین ضرورت سے
زیادہ امور کی پابندی کی اور ایسی روایتون کا انتخاب کیا جنکی اسنادون مین اتفاقی طور پر
اعلی درجہ کے رواۃ اور محسنات تھے اور باقی کو متروک کر دیا گو اون کے راوی عدل وضابط
ہون اگر ممکن ہوتا تو امام بخاری رح ابن العربی وغیرہ کے خیالی شرطون والی حدیثون کو
ضرور جمع کر دیتے جس سے بڑا فایدہ یہہ ہوتا کہ معتزلہ کو بھی اون روایتون مین کلام کرنے
کی گنجایش نہ ملتی - مگر دراصل وہ کام ہی بے ضرورت اور فضول تھا مقصود حاصل ہونے
کیلئے فقہا نے جس قدر شرطین لگائی ہین کافی ہین - باوجودیکہ امام بخاری نے اس انتخاب
مین بہت کچھ پابندیان کین مگر بہت سارے امور مین اون کو بھی اغماض کی ضرورت ہوئی
غرض کہ جس قدر ضرورت سے زیادہ شرطین کسی حدیث مین پائی جائینگی گو اوس [illegible] زیادہ
[illegible] مین آجائیگا مگر یہہ نہین کہہ سکتے کہ نفس صحت حدیث اون سے متعلق [illegible]
اسی وجہ سے امام شافعی رح فرماتے ہین کہ روی زمین پر علم حدیث مین [illegible] زیادہ
صحیح کتاب نہین حالانکہ اوس مین مرسل اور منقطع اور بلا اسناد حدیثین بھی
[illegible] ہوتا ہے جیسا کہ مقدمہ فتح الباری مین شیخ الاسلام ابن حجر رح [illegible]
ورینا عن الشافعی رضی اللہ عنہ انہ قال ما اعلم فی الارض کتابا [illegible]
[illegible] صوابا من کتاب مالک قال ومنهم من رواہ بغیر هذا اللفظ [illegible]

اصح من الموطا۔ ایضاً فیما فقد استشکل بعض الائمۃ اطلاق اصحیۃ البخاری
علی کتاب مالک مع اشتراکہما فی اشتراط الصحۃ والمبالغۃ فی التحری و
التثبت وکون البخاری اکثر حدیثا لا یلزم منہ افضلیۃ الصحۃ والجواب
عن ذلک ان ذلک محمول علی اصل اشتراط الصحۃ فمالک لا یری الانقطاع
فی الاسناد قادحا فلذلک یخرج المراسیل والمنقطعات والبلاغات فی اصل
کتابہ الخ اس سے ظاہر ہے کہ نفس صحت مرسل اور منقطع میں بھی ہو سکتی ہے اور یہ بھی
کہہ سکتے کہ موطا میں مثلاً آدھی یا تین پاؤ صحت ہے اور بخاری میں کامل کیونکہ صحت متجزی نہیں
بلکہ نفس صحت میں دونوں برابر ہیں البتہ بخاری شریف میں امور زائدہ کا بھی التزام کیا گیا ہے
از قبیل محسنات ہیں مگر اس میں بھی لازم نہیں آتا کہ تعارض کے وقت وہ حدیث جس
میں وہ محسنہ ہوں راجح ہو اور دوسری صحیح حدیث متروک ہو جائے دیکھئے جس حدیث
کی پوری اسناد میں حدثنا ہے اور سماع پر قطعی دلالت کرتی ہے باوجود اس کے تعارض کے
وقت صحیح معنعن علی شرط البخاری متروک نہ ہوگی بلکہ دوسرے اسباب توفیق وغیرہ دیکھے
جائینگے محدثین کی اسانید کی طرف توجہ اور ان کے محسنات کی جانب اشتغال اس سے
ظاہر ہے کہ امام سخاوی رح نے الجواہر المکللہ فی الاخبار المسلسلہ میں ایک سو ایک حدیث
جمع کی ہیں جنکی اسنادوں میں عجیب عجیب التزام ہیں مثلاً بعض اسنادوں میں اول سے
آخر تک حرف عین کا التزام ہے جیسے عبد الرحمن [illegible] عبد الصمد وغیرہ اور بعضوں میں
نون کا التزام ہے مثلاً عبد الرحمن [illegible] ابو الفضل [illegible] وغیرہ
اور بعضوں میں صرف شامیین اور بعضوں میں [illegible] اور بعض اسنادوں میں اول
سے آخر تک ایسے لوگوں سے [illegible]
کی - ہر چند کہ یہ امور ضرور [illegible]
قوت حافظہ کا اعلیٰ درجہ کا ثبوت [illegible]
کا ذخیرہ فراہم کر دیا۔

ہمارے زمانہ میں بھی فاضل اجل مولانا مولوی محمد حسن [illegible] صاحب [illegible]

بدطوی رہ کہتے ہین ایک کتاب حدیث مین لکھی اور اوس مین وہ حدیثین جمع کین جنکی اسنادون
مین اہل بیت مین سے کوئی ایک مذکور ہون - اور سبب تالیف اوسکا یہہ لکھا کہ شیعہ کا اعتراض
ہے کہ اہل سنت وجماعت کو علوم اہل بیت نہین پہونچے اس پر ہمے غیرت آئی اور یہہ کتاب
لکھنی شروع کی - اس کتاب سے مقصود مولوی صاحب کا صرف یہہ بات معلوم کرا دینا ہے کہ
ان حضرات کی روایتین ہماری کتابون مین بھی موجود ہین - اوس سے شیعہ کو الزام دینا مقصود
ہین کہ انہون نے ان حدیثون کے مطابق عمل نہین کیا اور اعتقاد نہین رکھا کیونکہ وہ تو اون
کتابون کو اور اون روایتون کو صحیح اور قابل اعتبار سمجھتے ہی نہین - اور نہ مولوی صاحب کا
یہہ مقصود ہے کہ اہل حدیث اون روایتون پر عمل کرین کیونکہ وہ تو سوائے بخاری کے کسی
کتاب کو مانتے ہی نہین پھر فردوس دیلمی اور آغانی وغیرہ کی روایتون کا جو اوس مین مذکور
ہین اون پر کیا اثر ہوگا اور نہ یہہ مقصود ہے کہ مقلدین اون پر عمل کرین اس لئے کہ مقلدین کے
عمل کا مدار اون کے امام کے اقوال پر ہے جسکا وظیفہ تحقیق وتنقید احادیث ہے اگر وہ حدیث
پر عمل کرتے تو مقلد کیون کہلاتے عامل بالحدیث اور امام بخاری رح کے مقلد ہوتے جن کا قوم
فی الحدیث ہونے پر محدثین کا اجماع ہوگیا ہے - پھر جس طرح مذاہب اربعہ مدون ہوے
اہل بیت رضی اللہ عنہم کا مذہب مدون ہوا ہی نہین ورنہ جس طرح حنفی شافعی مالکی حنبلی گروہ
اہل بیتی بھی کہین ہوتے حالانکہ اس لقب کا ایک شخص بھی سنا نہین گیا البتہ شیعہ اپنے آپکو
اہل بیت کی طرف منسوب کرتے ہین مگر اون کے عقاید سے ظاہر ہے کہ اہل بیت کے طریقہ
پر وہ نہین ہین بلکہ خود اہل بیت کی تصریحات سے اون کا مخالف ہونا ثابت ہے اب رہی
یہہ بات کہ جو روایتین اہل بیت سے مروی ہین کیا اون حضرت کا مذہب انھی کے مطابق
تھا سو وہ ضرور نہین اس لئے کہ یہہ بات مسلم ہے کہ کسی حدیث کو روایت کرنے سے
یہہ نہین سمجھا جاتا کہ راوی کا مذہب بھی وہی ہے دیکھہ لیجئے صحاح ستہ مین اکثر متعارض حدیثین
موجود ہین جنکا اتنا بھی ممکن نہین کہ وہ سب مذہب بنین اس لئے کہ لحاظ اذا تعارضا تساقطا سے
دونون ساقط الاعتبار ہوتے یا کسی ایک کو ترجیح ہوگی اسیطرح کسی حدیث کو روایت کرنے
سے وہ اہل بیت کا مذہب ثابت نہین ہوسکتا اسکی تصدیق بآسانی یون ہوسکتی ہے کہ ابن عجم

رضی اللہ عنہ کی روایتیں بالاتفاق معتبر اہل سنت میں داخل کی گئی ہیں انہی کی روایتوں کو [illegible] دیکھنا چاہئے کہ ایک ایک آیت میں آپ سے کتنی کتنی روایتیں وارد ہوئی ہیں [illegible] تعارض وغیرہ [illegible] نہیں [illegible] قائم کیجئے کہ [illegible] کے مطابق آپ کا مذہب ہو سکتا ہے اوس سے یہ ثابت ہو جائیگا کہ اہل بیت سے جو روایتیں مروی ہیں اون سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ اون حضرات کا مذہب بھی [illegible] مولانا کو اس کتاب سے یہ ثابت کرنا مقصود نہیں کہ اہل بیت کا بھی مذہب تھا بلکہ جیسا شیخ [illegible] سخاوی رحمہ نے الجواہر المکللہ میں اون احادیث کو ذکر کیا جن کی اسنادوں میں [illegible] کا التزام ہے اسیطرح مولانا ممدوح نے صرف اون احادیث کا اوس میں التزام کیا جن کے اسنادوں میں حضرات اہل بیت میں سے کسی کا نام ہو خواہ وہ صحیح ہو یا نہ ہو [illegible] مذہب ہو یا نہو اسوجہ سے آخر آخر تک کی روایتیں اوس میں آگئیں۔

اس کتاب کے دیکھنے سے اکثر علما مولوی صاحب کے مخالف ہوگئے اور اوس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ مولوی صاحب نے یہ کتاب لکھکر ایک فتنہ کی بنیاد ڈالی جسکا اثر خاص [illegible] اسلئے کہ شیعہ اوس کی طرف التفات کریں گے نہ [illegible] جو حضرات اہل بیت سے خوش اعتقاد ہیں خصوصاً مشائخین و مریدین [illegible] خیال کریں گے کہ جعفر [illegible] مگر غور کیا جائے [illegible] کہ انہوں نے [illegible] دعویٰ کیا کہ حضرت [illegible] اور ممکن نہیں کہ وہ اسکے [illegible] حضرت [illegible] حضرت محبوب الٰہی [illegible] مجلس [illegible] رمضان [illegible] امام اعظم کوفی

ہی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بیان کیے ہیں اور حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی
رس اللہ سرہ العزیز وغیرہ اکثر حضرات بھی حنفی المذہب تھے پھر حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ
سلسلہ چشتیہ کے اکابر شیوخ سے ہیں ان کا حال بھی اوپر معلوم ہوا کہ کس طرح امام صاحب کے
معتقد تھے اسی طرح مذکور ہوا۔ یہ ثابت ہے کوئی پیر طریقت ایسا نہیں کہ جس سے کہ اکابر اور مشائخ
اہب اربعہ میں سے کسی مذہب کے مقلد نہ ہوں اگر اولیاء طریقت کو اہل بیت کی تقلید ضروری
تی ہوتی تو یہ حضرات سوائے اہل بیت کے کسی کی تقلید نہ کرتے۔
لیاء اللہ کا کسی مذہب کی تقلید کرنا ایسا تھا جیسے ہم تقلید کرتے ہیں بلکہ اون کو مشاہدہ سے
بات ثابت ہو جاتی تھی کہ مجتہدین رضی اللہ عنہم مقبولین بارگاہ الٰہی ہیں اور انبیا کے مرتبہ کے
ا اون کا مرتبہ ہے اور اون کو بخشش امداد الٰہی ہوتی رہتی ہے اور کل مذاہب اربعہ حق
ں چنانچہ امام المحققین شیخ اکبر محی الدین ابن عربی حاتم قدس سرہ العزیز نے فتوحات مکیہ کے
سوانسٹھویں باب میں لکھا ہے فقلت لمرادی ابن مدین رح یا عبد الرحمن لا اعرف
ذا المقام اسما امیزہ بہ فقال لی ہذا یسمی مقام القربۃ فتحقق بہ فتحققت بہ
ذا بہ مقام عظیم لعلماء الرسوم من اہل الاجتہاد فیہ قدم راسخۃ لانہم لا یعرفون
م فیہ ورایت الامداد الالہی یسری الیہم من ہذا المقام ولہذا اینکر بعضہم
بعض کما انہ لکل نبی تقدم ہذا الزمان المحمدی شرعۃ ومنہاج والایمان
ذلک کلہ واجب علی کل مومن وان لم تلزم من احکامہم الا ما الزمنا فا
ہم دون سائر العلماء الذی یعتدون فی الرسل فی التشریع بما ادلتہم تقوم لہم
مقام الوحی للانبیاء وانتشرت الائمۃ کما اختلافات لاحکامہم الا انہم
[illegible] لیس لہم رسل الجماعۃ الکاشفۃ اور نیز فتوحات مکیہ کے ایک سو چھتیسویں باب میں لکھا ہے
ن واثما انقطع منہا مسمی النبی والرسول وکذلک قال صلی اللہ علیہ وسلم
لا رسول بعدی ولا نبی ثم ابقی منہا المبشرات وابقی منہا حکم المجتہدین
مجتہدین وازال عنہم الاسم وابقی الحکم وامر من لا علم لہ بالحکم
لہم ان یسال اہل الذکر فیفتونہ بما ادالہ الیہ اجتہادہم وان اختلفوا

كما اختلف الشرائع لكل جعلنا منكم شرعة ومنهاجا وكذلك لكل مجتهد جعل له شرعة من دليله ومنهاجا وهو عين دليله في اثبات الحكم ويحرم عليه العدول عنه وقرر الشرع الالهي ذلك كله فحرم الشافعي عين ما احل الحنفي واجاز ابو حنيفة عين ما منعه احمد بن حنبل فاجاز هذا ما لم يجز هذا واتفقوا في اشياء واختلفوا في اشياء والكل في هذه الامة شرع مقرر لنا من عند الله مع علمنا ان مراتبهم دون مرتبة الرسل الموحي اليهم من عند الله۔ اور باب ثامن وثمانون میں لکھتے ہیں وحكم الاجتهاد في الاصول والفروع واحد والحق في الفروع حيث قرره الشرع وقد قرر حكم المجتهدين ولا يقرر الا ما هو حق فكله حق۔ اور اسی میں یہ بھی ہے كان من علم مالك ابن انس ودينه وورعه انه اذا سئل عن مسئلة في دين الله يقول انزلت فان قيل له نعم افتى وان قيل له لم تنزل لم يفت

الحاصل اہل کشف کی ان تصریحات سے ثابت ہے کہ مرضی الٰہی یہی ہے کہ شریعت میں ائمہ اربعہ کی تقلید کی جائے۔ اور چاروں مذہب برگزیدہ بارگاہ رب العزۃ ہیں اور سب حق ہیں اسی وجہ سے اجتہادیات میں جانب اللہ ان کو مدد پہونچتی رہتی تھی۔ پھر تو اہل کشف کے مشاہدہ سے ثابت ہوا کہ اہل بیت کی تقلید شریعت میں مطلوب نہیں اب احادیث کو بھی دیکھئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ میرے بعد اہل بیت کا مذہب اختیار کرو بلکہ یہ ارشاد ہوا قال النبي صلى الله عليه وسلم اصحابي كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم كذا في المشكوة یعنی میرے صحابہ سب مثل ستاروں کے ہیں تم جس کسی کی پیروی کروگے راہ پاؤگے انتہی۔ نیز ارشاد ہے قال النبي صلى الله عليه وسلم اني لا ادري ما بقائي فيكم فاقتدوا بالذين من بعدي ابي بكر وعمر رواه الترمذي كذا في المشكوة یعنی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نہیں جانتا کہ کس قدر تم میں رہنا ہوگا تم پیچھے میرے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی اقتدا کرو اور نیز ارشاد ہے قال النبي صلى الله عليه وسلم من يعش منكم بعدي فسيرى

اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین تمسکوا علیہا وعضوا علیہا بالنواجذ رواہ احمد وابو داؤد والترمذی وابن ماجۃ کذا فی المشکوۃ یعنے فرمایا حضرت نے جو تم مین سے میرے بعد زندہ رہیگا اختلاف کثیر دیکھیگا سو تم کو چاہئے کہ میری سنت اور خلفاء راشدین کے طریقہ کو لازم پکڑو اور ہرگز نہ چھوڑو اور نیز ارشاد ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجہ کذا فی المشکوۃ یعنے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جماعت کثیرہ کی اتباع کرو اور اوس سے جو علیحدہ ہو وہ دوزخی ہے انتہے انتہی روایتین اور ارشادات کی وجہ سے محدثین نے خلفاء راشدین اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے جو روایتین مروی ہین جمع کئے۔ اور جس طرح صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ نے طریقہ تبلادیا مجتہدین نے اون مین اجتہاد کئے اور کروڑہا مسلمانون نے جن مین لاکھون علماء ہین اون کی تقلید کی اور سواد اعظم بن گیا جس کے اتباع کا حکم نبوی ہے۔

اب دیکھئے کہ مولانا ممدوح کو نہ اولیاء اللہ کے اوس کشف کا انکار ہے نہ اپنے پیرون کے حنفی المذہب ہونے کا انکار ہے نہ ان احادیث کا انکار ہے پھر کیونکر کہا جائے کہ ان تمام اقراری امور کے بعد اون کی یہہ رائے ہے کہ سب چھوڑ کر فقہ اہل بیت کی تقلید کیجائے باوجود اس کے اگر کوئی شخص مولانا کے منشاء کے خلاف اپنے جہل سے یہہ سمجھے کہ فقہ اکبر اہل بیت کا مذہب ہے اور وہی واجب الاتباع ہے تو اوسکی غلط فہمی ہے اوس سے مولانا کو کوئی تعلق نہین۔

یہہ بات واضح ہے کہ اگر کسیکو کبھی شوق ہو کہ اہل بیت کے مذہب [illegible]
اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فتاوی [illegible]
بنائیے۔ ان علوم سے بہرہ یاب ہو [illegible] حنفی مذہب [illegible]
ہے اس لئے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کوفہ مین تشریف رکہتے تھے اور [illegible]
تلامذہ جیسے کوفہ مین شائع تھے دوسری جگہ نتھے اور امام صاحب بھی کوفی [illegible]

سے حضرت کے علوم آپ کو پہونچ گئے ہیں کیونکہ جب امام صاحب کے چار ہزار استاد تھے تو ان میں صدہا اساتذہ کوفہ کے ہونگے۔ پھر امام صاحب کا شوق تحصیل علم گواہی دیتا ہے کہ جب تک کل احادیث کوفہ کے آپنے حاصل نہ کر لیا ہوگا باہر نہ نکلے ہونگے۔ باہر کے علما تحصیل علم کے لئے بار بار کوفہ کو آتے تھے جیسا کہ امام بخاری فرماتے ہیں کہ شام و مصر اور جزیرہ اور بصرہ کو تو میں دو دو چار چار بار گیا مگر کوفہ اور بغداد کو اتنے بار گیا کہ اس کا شمار نہیں کر سکتا کما فی مقدمۃ الفتح قال البخاری دخلت الی الشام ومصر والجزیرۃ مرتین والی البصرۃ اربع مرات واقمت بالحجاز ستۃ اعوام ولا احصی کم دخلت الی الکوفۃ وبغداد مع المحدثین جب کوفہ ایسا دار العلم تھا تو پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ امام صاحب ایسے بیٹھے رہے اور غیرہ کو گھر میں حاصل کر کے باہر گئے ہوں بلکہ عقل اس بات پر گواہی دیتی ہے کہ جس قدر اندر وہاں تو جمعیت سفر انہیں کے بعد وہاں کی حدیثیں ملی ہونگی امام صاحب کو گھر بیٹھے اون کے اضعاف مضاعفہ حاصل ہوئی ہونگی اور چونکہ امام صاحب کو اہل بیت اور علی کرم اللہ وجہہ سے کمال درجہ کی محبت تھی یہاں تک اسی محبت کی وجہ سے اہل حدیث آپکے مخالف ہو گئے ہیں چنانچہ امام صاحب فرماتے ہیں کہ اہل حدیث ہمسے بغض اس وجہ سے بھی رکھتے ہیں کہ ہم اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے ہیں اور علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت ثابت کرتے ہیں اور وہ ثابت نہیں کیا کرتے ملل ونحل میں شہرستانی رح نے اس سبب سے آپکے قید ہونے کا لکھا ہے کہ آپکو اہل بیت کے ساتھ نہایت محبت اور تعلقات تھے جب یہ خبر منصور کو پہونچی تو اوس نے آپکو دائم الحبس کر دیا چنانچہ قید ہی میں آپکا انتقال ہوا۔ اب کس کا منہ ہے کہ امام صاحب کے مقابلہ میں اہل بیت کی محبت کا دعویٰ کر سکے آپنے تو اس محبت میں اپنی جان تک نذر کر دی اور مقتضائے طبیعت ہے کہ جن سے محبت ہوتی ہے اونکی ہر بات اچھی معلوم ہوتی ہے اس وجہ سے ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ جو حدیثیں علی کرم اللہ وجہہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کی مرویات تھیں اور کوفہ میں موجود تھیں امام صاحب نے تلاش کر کر کے اون کو حاصل کر لیا تھا۔ غرض

یہہ حسن ظن بالکل واقع کے مطابق اور موکد بالقراین اور موید بالعقل ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے علوم امام صاحب کے اجتہاد مین پیش نظر تھے اور ظاہر ہے کہ سرچشمہ علوم اہل بیت رضی اللہ عنہم حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہین اس لئے ہم کہہ سکتے ہین کہ تقریبًا کل علوم اہل بیت کے امام صاحب کی فقہہ مین شامل ہین۔ پہر مزید برآن دو سال آپکا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت مین رہنا جو لواء الشقان لہلاک النعمان سے معلوم ہوتا ہے اس بات کو بتلاتا ہے کہ اون سے تھے علوم اہلبیت کی تکمیل بھی آپنے اس مدت مین کرلی۔ غرض حنفیہ کو کمال افتخار کا موقع ہے کہ علاوہ جمیع احادیث و قرآن کے علوم اہل بیت کے ساتھہ بھی اون کے فقہ کو خصوصیت ہے اور اون کے فقہ مین فقہ اہل بیت بھی شامل ہے۔

الحاصل محدثین نے بسبب عالی ہمتی کی وجہ سے اسنادون سے متعلق اقسام کے تفنن اور التزام کیا کرتے ہین اسیطرح امام بخاری رح نے بخاری شریف مین ایک ایسا التزام صحیح کیا جو وہ بہت مشکل ہوا مشکل تھا اسکی خاص وجہہ یہہ تھی کہ خدا داد غیر معمولی حافظہ اس درجہ قوی تھا کہ لاکھوں اسنادین آپکے پیش نظر تھین جس مین ایک لاکھہ صحیح اسنادین تھین جنکی صحت کا خود اون کو اعتراف ہے اور قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی چیز کثرت سے ہوتی ہے اور کوئی اہم اور ضروری کام در پیش نہین ہوتا تو مقتضاے طبیعت ہے کہ اوسمین سے اعلی درجہ کی اشیا کو آدمی منتخب کرتا ہے دیکہہ لیجئے شاہی جواہر خانے مین ہر چند اکثر جواہر بیش بہا ہوتے ہین مگر پہر بہی اون مین سے ایسے جواہر منتخب کئے جاتے ہین جو لاجواب ہون اسیطرح امام بخاری رح نے اون لاکہہ صحیح منتخب حدیثون سے پہر انتخاب کرکے چند حدیثین ممتاز کردین جنکو لاجواب کہنا چاہئے اور یہہ کام اون سے بذریعہ قوت حافظہ مین آیا جو اوسوقت تک کسی سے نہ ہوا تھا اس سے جسقدر امام بخاری صاحب کو نشاط و خوشی ہو سکتی ہے بمقتضاے سرور نشاط انکو یہہ خیال پیدا ہوا کہ بس یہی صحیح حدیثین لینے کے قابل ہین اور اسکے سوا جتنی حدیثین ہین انکے مقابلہ مین کوئی قابل اعتبار نہین اور اون سب حدیثون کو ساقط الاعتبار کردیا جنکی صحت انکے بلکہ خود اونکے اساتذہ کے نزدیک بلکہ خود اونکے نزدیک مسلم ہو چکی تھی اور اوس وجدانی حالت کا اون پر اس قدر اثر ہوا کہ کل احادیث صحیحہ کو

ترک کرکے انہی چند حدیثون پر اجتہاد کا مدار رکھا اور اسکا خیال نہ کیا کہ یہہ رائے تمام مجتہدین اور اون کے اساتذہ کے خلاف ہے۔

امام بخاری رح نے یہہ منتخب شدہ حدیثون مین دوبارا انتخاب کیا مجتہدین سابق کو اس انتخاب کی ضرورت نتھی اس لئے کہ انہون نے اسنادون کی تحقیق کرکے صرف اون صحیح حدیثون کو [illegible] جن سے احکام متعلق ہین پھر اون احادیث کے مضامین مین غور و فکر کیا اور اونسے مسائل فقہیہ کا استنباط کرنا کوئی ایسا کام نہین کہ اوس سے فرصت مل سکے اور راویان صحاح کے اوصاف و حالات پسندیدہ مین موازنہ کرنے کی نوبت آئے کیونکہ انہون نے یہہ مان لیا تھا کہ اون معتبر راویون کے ذریعہ سے جو حدیث پہونچ گئی ہے اوسکا انکار ہو نہین سکتا اس لئے اون تمام صحیح حدیثون کو پیش نظر رکھکر اجتہاد کیا اور جس طرح صدیق اکبرؓ وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اجتہاد کا طریقہ بتلایا تھا اوس کو عمل مین لایا اور تمام احادیث صحیحہ اور آیات قرآنیہ سے مدد لیکر استنباط احکام کیا اور اجتہاد کے وقت کسی صحیح حدیث کو نظر انداز نہین کیا اور جو طریقہ امام بخاری رح نے احادیث صحیحہ کو ساقط الاعتبار کرنے کا نکالا اوس کا خیال بھی نہین کیا اور نہ اوسکے خیال کرنے کی اون کو ضرورت تھی اب بتائیے کہ جو لوگ تمام احادیث صحیحہ کو قابل استدلال سمجھتے ہین وہ عامل بالحدیث ہونگے یا وہ لوگ جو لاکھون حدیثون کو ترک کرکے چند حدیثون کو قابل استدلال سمجھتے ہین۔

[illegible] بات معلوم ہوئی کہ امام بخاری رح نے واجب العمل حدیث پہچاننے کا طریقہ [illegible] قرار دیا ہے یعنی جن احادیث کی صحت کو قدما نے تسلیم کر لیا ہے [illegible] ساقط الاعتبار کرکے وہ حدیث واجب العمل سمجھی جائے [illegible] جسکا مطلب یہہ ہوا کہ سب صحیح حدیثون کو ترک کرکے [illegible] سے عامل بالحدیث صادق آئے۔ اور فقہا کا یہہ طریقہ [illegible] سے استنباط احکام کیا جائے [illegible] کی ضرورت نہین بلکہ کل صحیح حدیثون [illegible] واجب العمل ہے اب ان دونون

طریقون پر غور کیجئے کہ کونسا طریقہ اچھا اور اقرب الی الصواب ہے۔ تقلیل احادیث کا طریقہ معتزلہ کا نکالا ہوا ہے چنانچہ اونہون نے منجملہ اور شرطون کے ایک شرط یہہ بھی لگائی کہ ہر روایت کے راوی ہر شخص سے چار ہون اگرچہ ظاہراً اس مین نہایت احتیاط معلوم ہوتی ہے مگر منشا اوسکا بدنیتی ہے کہ نہ کوئی حدیث ایسی ملیگی نہ حدیث کے اتباع کی ضرورت ہوگی۔

امام بخاری رح کو چونکہ یہہ منظور تھا کہ صحیح حدیث کا مجموعہ جہانتک ہو سکے اور حتی الوسع احتیاط بھی ہاتھ سے نجانے پائے اس لئے شروط لگانے مین ایسا انداز پیش نظر رکھا کہ صرف تقلیل احادیث نہ ہوجائے اور ان شرطون سے ایسا انتخاب کیا جن سے احادیث صحیحہ کا وجود بھی باقی رہے ہر چند ان شرطون سے کسی قدر احتیاط زیادہ ہو گئی مگر ان کو اصل صحت مین دخل نہ تھا سنت منحصر نہین اسلئے کہ بغیر ان شرطون کے بھی اکابر محدثین نے حدیثون کو صحیح کہا ہے جس سے ظاہر ہے کہ فقہا کو ان شرطون کے لحاظ کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی [illegible] معتزلہ کے مقابل مین ان شروط والی حدیثون سے بھی کام نہین چل سکتا۔ چنانچہ امام [illegible] ابوداؤد نے روایت نقل کیا ہے کہ سعید ابن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے بہت تعجب [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کے معاملہ مین اختلاف کیا ہے اوس سے تعجب ہوتا ہے فرمایا کہ بات یہہ ہے کہ حضرت نے مسجد ذو الحلیفہ مین دو رکعت پڑھ کر احرام باندہا [illegible] روایت کی [illegible] اور [illegible] وقت جو لوگ وہان پہونچ گئے تھے اونہون نے [illegible] حضرت نے [illegible] جب بلندی پر پہونچے [illegible] نے وہان احرام باندہا گیا۔ [illegible] تھے ملخصاً [illegible] اختلافی روایتون مین [illegible]

[illegible]

[illegible] حدیث [illegible]

[illegible] شروط [illegible] جس مین [illegible]

ہے بلکہ ممکن ہے کہ اصل واقعہ کی اسناد گو وہ اصل صحیح ہو لیکن [illegible] ظاہر ہوا اس صورت
میں خلاف واقعہ اعتقاد اور عمل کی ضرورت ہوگی کیونکہ دوسری روایتوں کو ساقط الاعتبار
کرنے کے بعد تو ان پر غور کرنے کی اجازت ہوگی عقل و اجتہاد سنت کا مدار ہوجائیگا
اور نہ ہوسکیگا نتیجہ ہوگا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ سے جو طریقے [illegible]
جس کا [illegible] معلوم ہوا وہ متروک ہوجائیگا اب بتایئے کون سا طریقہ محمود اور واجب الاتباع
ہے اور جنہیں صدیق اکبر و عمر رض وغیرہ کے اتباع کے مامور ہیں کیونکہ حدیث
شریف میں وارد ہے علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین من بعدی ۔

تفسیر کبیر میں امام فخرالدین رازی رح نے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رح کا جو قول ہے کہ صبح
میں اسفار اور عصر میں تاخیر افضل ہے اوس کی دلیل یہ ہے کہ حق تعالے نے فرماتا ہے
اقم الصلوٰة طرفی النهار وزلفا من اللیل یعنے قایم کرو نماز کو دونوں طرف دن کے
اور حصوں میں رات کے ظاہر آیت دلالت کرتی ہے کہ دن کی دو طرفوں میں واجب
ہے اور جو کہ دو طرف [illegible] طلوع و غروب ہیں اور ان وقتوں میں نماز بلا ضرورت بالاجماع جائز نہیں
دو طرف [illegible] اس لئے کہ وزلفا من اللیل سے متعلق ہے
جس سے نماز مغرب اور عشا [illegible] باقی ہے کیونکہ لفظ زلف جمع ہے اور جمع کیلئے
[illegible] ضرور ہوا کہ طرفین سے معنی مجازی لی جائیں اور قاعدہ
ہے [illegible] کے قریب والی چیز مسمی ہوگیا ہے اسلئے طرف کا اطلاق مجازا ایسے
[illegible] کے قریب ہو [illegible] ہیں کہ اسفار نسبت غلس کے
[illegible] طلوع و غروب کے قریب ہیں اسلئے طرفی النهار کہا
[illegible] بہتر ہوگا کیونکہ لفظ کا اطلاق ادائے مجازی معنی پر
[illegible] قریب ہیں

[illegible] سے صرف احادیث کے ظاہر [illegible]
[illegible] مولوی کی سمجھ میں یہ بات آگئی [illegible]
ہے [illegible] ہو تو نماز عصر پڑھی جائے ۔ [illegible]

جو تصریح کی ہے کہ ابو حنیفہ مواقع استدلال کو خوب جانتے ہیں اوسکا مطلب اس سے یہ نہیں کہ فلاں
فلاں کونسی آیت اور کونسی حدیث سے کون کون مسایل نکلتے ہیں اوسکو جانتے تھے - اور جو
مواقع استدلال اور وہاں کے حاشیہ خیال میں نہیں وہ امام صاحب کے پیش نظر تھے -
یہہ روایت اوپر لکھی جا چکی ہے کہ اعمش رح سے چند مسایل کسی مجلس میں پوچھے گئے
آپ نے امام صاحب سے اونکا جواب دینے کو کہا انہنے جواب دیا - اعمش نے اونکی
دلیل طلب کی - امام صاحب نے وہی احادیث پیش کر دی جو اعمش رح سے اونہیں پہونچی
تھیں - اب وہ حیران ہیں کہ یہہ مسایل اون احادیث سے کیونکر نکل سکتے ہیں آخر امام صاحب
نے موقع استدلال اور طریقہ استخراج بیان کیا جسکو سنکر وہ کمال مسرت سے کہہ اوٹھے انتم
الاطبا ونحن العطارون اب غور کیجئے کیا یہہ مضامین عالیہ اسناد و متون تشدد کرنے اور بیجا
سخت شرطیں لگانے سے حاصل ہو سکتے ہیں یا شارع کی مراد پر مطلع ہونے کا اوس سے
کوئی تیر منہ مل سکتا ہے ہرگز نہیں -

عقد الجید میں ابن حزم رح کا قول نقل کیا ہے فلم یبح اللہ تعالی الرد عند التنازع الی احد
دون القران والسنة وحرم بذلک الرد عند التنازع الی قول قائل لانہ غیر
القران والسنة یعنے تنازع کے وقت سوائے قرآن وحدیث کے کسی کے قول
کی طرف رجوع کرنا درست نہیں انتہی یہاں شاید یہہ خیال کیا گیا ہے کہ مقلدین امام کے
ذاتی قول کی طرف رجوع کرتے ہیں - مگر یہہ خیال درست نہیں اس لئے کہ ہم مقلدین کا
جزمی اعتقاد ہے کہ امام صاحب نے اجتہاد کرکے کتاب وسنت کے مطابق فتوی
دیا ہے جس پر صدہا اکابر محدثین نے گواہی دی ہے جنکو ہم [illegible] نہیں [illegible] سکتے
[illegible] کے قول کو خدا ورسول کے قول کا ماحصل سمجھتے ہیں [illegible] جزم پیدا ہونیکا
[illegible] ہوتا ہے جیسا کہ مشتبہ ہو تو جس جہت پر قبلہ ہونے کا جزم ہوا اوسی طرف
[illegible] سے تو خلاف واقع ہو - غرض کہ حقیقت تقلید پر غور نکرنے سے اس
[illegible] ہوتے ہیں جن سے عوام کو وسوسہ ہوتا ہے اور علما کو خلش
[illegible] ہوتا ہے -

عقد الجید میں لکھا ہے کہ ابن حزم رح نے اس آیۃ شریف سے یہ استدلال کیا ہے
قولہ تعالے فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم
تؤمنون باللہ والیوم الآخر یعنے اگر کسی بات میں تمہیں جھگڑا ہو تو اوس کو خدا و
رسول کی طرف رجوع کرو اگر تم خدا پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔ مگر یہ استدلال صحیح نہیں
اسلئے کہ اس آیہ شریف میں باہمی جھگڑوں کا ذکر ہے۔ اوس تنازع کا بیان نہیں جو
مسائل فقہیہ میں ہوتا ہے کیونکہ مجتہد جو فتوے دیتا ہے اوس پر قرآن و حدیث سے
استدلال کرتا ہے اگر اسکا فیصلہ بھی قرآن و حدیث ہی پر رکھا جائے تو دور لازم آئیگا۔
کسی ایک مسئلہ میں جب آیات و احادیث باہم متعارض ہوں تو ممکن نہیں کہ اونکا فیصلہ
دوسری آیات و احادیث سے ہوسکے کیونکہ وہ آیات و احادیث بھی اوسی تنازع میں
شریک ہونگے۔ دراصل یہاں تنازع کرنے والی احادیث و اولے ہیں جو مجتہدین کیطرف
سے پیش ہوتے ہیں ان کے فیصلہ کا طریقہ ابوداؤد رح نے صحیح میں یہ لکھا ہے
اذا تنازع الخبران عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نظر الی ما عمل بہ اصحابہ
من بعدہ یعنے اگر دو حدیثوں میں تنازع ہو تو عمل صحابہ کی طرف دیکھا جائے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ لوگ تھے اوس بات میں کیا عمل کیا تھا۔ اب
دیکھئے کہ بموجب اس روایت کے احادیث کا فیصلہ صحابہ کے عمل پر چھوڑا گیا حالانکہ
وہ غیر قرآن و حدیث ہے کیونکہ [illegible] کے قول ہیں نہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے بدلیل قولہ تعالے فردوہ الی اللہ والرسول [illegible]
کا قول مان لیا جائے تو [illegible]
[illegible] ہوگا [illegible]
[illegible]

اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء یعنے چلو اوسی پر جو اترا تم کو تمہارے رب سے اور نہ چلو اوس کے سوا اور رفیقون کے پیچھے۔ مطلب یہہ کہ مقلد قرآن کو نہین مانتے اور اوس کے مقابلہ مین امام کے ذاتی قول کو مانتے ہین۔ مذہب کی بنیاد احکام کی کوئی حد بھی ہے۔ کوئی ایک مسئلہ تو پیش کیا جائے کہ جسمین کسی مجتہد نے صریح نص قرآنیہ کے خلاف مین رائے قایم کی ہے اور مقلد اوسی کی رائے مانکر قرآن کو رد کر دیتے ہین۔

ایک استدلال یہہ بھی نقل کیا ہے قال اللہ تعالی واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اباءنا۔ یعنے جب اون سے کہا جاتا ہے کہ قرآن کی اتباع کرو تو کہتے ہین کہ ہم اوسکی اتباع نکرینگے بلکہ اپنے اباواجداد کو جس طریقہ پر دیکھا ہے اوسکی اتباع کرینگے۔ مطلب اونکا یہہ کہ مقلد اپنے باپ دادا کے قول و فعل کے اتباع کے مقابلہ مین قرآن و حدیث کو نہین مانتے۔ انصاف سے دیکھا جائے کہ چارون مذہبون مین کوئی بھی مذہب ایسا ہے کہ جسمین آیات قرآنیہ کا انکار ہے۔ اگر کوئی مذہب ایسا ہو تو کیا وہ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہو سکتا ہے ہرگز نہین۔ فقہ کی کتابون سے ظاہر ہے کہ آیات قرآنی اور احادیث تو کیا صحابہ کے اقوال تک ترک نہین کئے جاتے۔ ایسی فقہ کے متبعون کو کافر قرار دینا اور وہ آیات جو خاص کافرون کے باب مین وارد ہین اون پر زبردستی چسپان کرنا صرف غصہ کا مقتضی ہے جو تعصب مذہبی سے پیدا ہوتا ہے اور ہوش و حواس و تدین کو [illegible] کر دیتا ہے۔ اسی غصہ کی وجہ سے [illegible] ہوتی ہے [illegible] کے جاسے [illegible] قرآن و حدیث سے قطعی مخالفت [illegible] غصہ اور تعصب کا اثر [illegible] بالجہر مین مبالغہ کیا جاتا ہے [illegible] کہوا کر [illegible] دشمنی کے [illegible] دشمنی [illegible] وغیرہ اصلاح کو [illegible]

نہ کسی کتاب سے یہہ بات ثابت ہوسکتی نہ حمیت اسلامی اسکو گوارا کرسکتی ہے مگر ایک نفسانیت ہے جو ہر قسم کی تباہی پر آمادہ کرتی ہے۔ اسی طرح ائمہ دین کے مقلدون کو کافر بنانے کا سبب بھی وہی غصہ اور جہالت ہے۔

وہی مین یہہ بھی کہا ہے کہ اس آیۂ شریفہ مین حق تعالے نے غیر مقلدون کی مدح کی ہے قولہ تعالی فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین ہدٰہم اللہ واولئک ہم اولوا الالباب یعنے تم خوشی سناؤ میرے بندون کو جو سنتے ہین بات اور پہر چلتے ہین اوس مین سے اچھی بات پر وہی ہین جنکو راہ دی اللہ نے اور وہی ہین عقل والے۔

معلوم نہین غیر مقلد کسطرح اس مین شریک ہوگئے حالانکہ اوس سے تو مقلدون کی تعریف ثابت ہوتی ہے اسلئے کہ وہ بموجب ارشاد الہی باتین تو سب کی سنتے ہین مگر مانتے ہین اوسی کی جس کی بات کو اچھی سمجھتے ہین اور جانتے ہین کہ قرآن وحدیث کے مطابق اگر ہے تو اپنے ہی امام کی بات ہے اور اوسی کی پیروی کرتے ہین۔

یہان شاید یہہ شبہہ کیا جائیگا کہ حق تعالے نے صرف اچھی بات کی اتباع کو فرمایا ہے اور مقلد جسکو اپنی دانست مین اچھی سمجھتے ہین اوس کی اتباع کرتے ہین۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ جو باتین بالاتفاق اچھی ہین مثلاً نماز روزہ حج زکوۃ وغیرہ اون کو ہر امام کے مقلد مانتے ہین اب رہی وہ باتین جنکا ذکر قرآن وحدیث مین نہین یا مختلف طور پر ہین اون مین سو اون مین اچھی بات جو موافق مرضی خدا ورسول ہو بغیر اجتہاد کے معلوم نہین ہوسکتی اوسکو وہی جانسکتے ہین جو اعلی درجہ کا مجتہد ہو اور چونکہ مقلد اپنے امام کو قرآن وحدیث دانی مین اعلی درجہ کا ماہر سمجھتا ہے اسلئے اوسکے قول کے مطابق اچھی بات کا وہی متبع ہوگا اور غیر مقلد لوگ چونکہ اجتہاد سے کوئی تعلق نہین رکھتے اونکو اچھی بات کا ممتاز کرنا دشوار ہے اس صورت مین کیونکر جانا جائے کہ فیتبعون احسنہ غیر مقلدون پر پوری طور سے صادق آتا ہے۔

عقد الجید مین ابن حزم رح کا یہہ استدلال بھی نقل کیا ہے کہ کل صحابہ اور تابعین اور

تبع تابعین کا اجماع ہے کہ کسی ایک معین شخص کی تقلید حرام ہے اس لئے اگر کسی نے ابوحنیفہ یا شافعی وغیرہ کی تقلید کل اقوال میں کی تو اوس نے غیر سبیل المومنین اختیار کیا نعوذ باللہ من ذلک مطلب یہہ کہ غیر سبیل المومنین کی اتباع کرنے والا بحکم آیہ شریفہ قطعاً دوزخی ہے ۔

اب یہہ دیکھنا چاہئے کہ آیا صحابہ یا تابعین نے یہہ تصریح کی ہے کہ اگر کوئی شخص اچھی باتیں قرآن وحدیث کے مطابق بھی کہتا ہو تو اوسکی اگر دس بیس باتیں مانی بھی جائیں تو دو چار باتوں میں خواہ مخواہ مخالفت کی جائے اور یہہ کہا جائے کہ اوسکی وہ اچھی باتیں بھی ہوں تو ہم نہ مانینگے کیونکہ کسی کی سب باتیں ماننا درست نہیں گو وہ اچھی ہی کیوں نہوں ہمیں تو اس قسم کی تصریح ملی نہیں اگر کوئی صاحب اس تصریح سے کسیکا قول پیش فرماویں تو اوس کے ماننے میں ہمیں کلام نہیں ۔ اب ہم دعوی کرتے ہیں کہ یہہ ممکن نہیں کہ حرمت تقلید شخصی پر صراحتہً اجماع ثابت ہو سکے ۔ البتہ یہہ کہہ سکتے ہیں کہ کسی صحابی یا تابعی کی تقلید شخصی ثابت نہیں مگر کسی فعل کے نکرنے سے اگر اوس فعل کی حرمت پر اجماع ثابت ہوا کرے تو بڑی دشواریوں کا سامنا ہوگا دیکھئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت تک قرآن جمع نہیں کیا گیا پھر کیا یہہ کہہ سکتے ہیں کہ جو کام نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نہ اوس وقت تک صحابہ نے کیا اس لئے اوسکی حرمت پر اجماع ہو گیا تھا اور صدیق اکبر نے نعوذ باللہ اس باب میں غیر سبیل المومنین اختیار کیا ۔ اسیطرح [illegible] تک حدیث کی [illegible] نہیں کی گئی باوجود اسکے یہہ نہیں کہہ سکتے کہ [illegible] [illegible] نعوذ باللہ [illegible] حرام ہوئے ہیں [illegible] [illegible] وقتاً فوقتاً بحسب ضرورت [illegible] [illegible] مخالفت اجماع [illegible] [illegible] ثابت ہے [illegible] [illegible] ہے [illegible] [illegible] ہوتا اس روایت سے [illegible]

ما رآه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ صحابہ کل عدول تھے جب کسی کو کوئی بات معلوم نہوتی وہ کسی صحابی سے پوچھ
لیتے تھے اور اوس پر عمل کرنے میں کسی قسم کا اندیشہ نہوتا کیونکہ اوس وقت مذاہب باطلہ
[illegible] اگر [illegible] اسوقت بھی تو [illegible] اون کے سخت دشمن تھے غرضکہ
اوس وقت [illegible] ایک متفق [illegible] تھا۔ اسیطرح [illegible] تابعین میں بھی اکثر [illegible]
[illegible] لوگون کو اون کے اقوال پر عمل کرنے میں کوئی تامل نہوتا تھا
[illegible] کوئی ضرورت [illegible] پوچھکر عمل کر لیتے۔ اوس کے بعد
[illegible] مذاہب باطلہ [illegible] ظاہر [illegible] اون مذاہب باطلہ
[illegible] رواج دینے میں [illegible] تھے جس سے اون کی مردم شماری میں علاوہ
زیادتی اور اہل سنت میں کمی [illegible] ہونے لگی اوس وقت اس بات کی ضرورت محسوس
ہوئی کہ تمام آیات واحادیث پر غور کر کے اہل سنت وجماعت کا مذہب مدون اور ممتاز
کر دیا جائے تا کہ لوگ اہل مذاہب باطلہ [illegible] چنانچہ امام صاحب
نے یہ کام اپنے ذمہ لیا اور [illegible] مدون کیا۔
جس کی توثیق اکابر محدثین نے کی [illegible]
[illegible] تعجب [illegible]
اور لوگون کو یہ اطمینان حاصل ہوا کہ اہل سنت وجماعت کا بھی ایک مذہب [illegible]
[illegible]
[illegible] اس مذہب کے دس بیس باتون پر اگر عمل کرتے ہو تو دو چار باتون
[illegible] مخالفت بھی کیا [illegible] مخالفت [illegible]
[illegible] یا خواہ مخواہ [illegible]
[illegible] مخالفت [illegible]
[illegible] عمر فاروق عثمان [illegible] ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم [illegible]
[illegible] ہر ایک حدیث پر

عمل کرے بلکہ یہہ بتلا سکتے تھے کہ خود محدثین نے ہزارہا حدیثوں کو متروک العمل کردیا۔ اور
یہہ تو ضرور کہتے کہ ہم نے ایسے مذہب کی تقلید کی کہ اوسکی تدوین میں ہزارہا محدث شریک
تھے اور تمام روے زمین پر جو محدثین اوس وقت ہوے وہ تحقیق تدوین کے وقت سب پیش
نظر تھیں اور ایسے شخص کی تقلید کی ہے کہ جسکی گواہی اکابر محدثین دیتے ہیں کہ وہ تمام محدثوں سے
اعلم افقہ اور اورع ہیں ایسے شخص کی مخالفت کیونکر جائز ہو۔ اور اگرچہ ہم عمل بھی [illegible]
کی تو وہ ابوحنیفہ کی مخالفت ہوگی یا آیات و احادیث کی جنکی بنا پر اونہوں نے [illegible]
دیا تھا۔ غرضکہ فقہ کی حقیقت معلوم ہونے کے بعد مقلد اپنے امام کی مخالفت ہرگز نہیں
کرسکتا ورنہ لازم آئیگا کہ اوسکا حسن ظن جو امام کے اعلم و افقہ ہونے پر تھا جاتا رہا حالانکہ
صحت عمل کا مدار اوسی حسن ظن پر ہے۔

اب ضرورت تقلید پر بھی غور کیجئے۔ یہہ بات پوشیدہ نہیں کہ مقتضاے فطرت انسانی
ہے کہ آدمی اپنے ہم خیال یا ہم مشربوں کو دوست رکھتا ہے اور جو ہم خیال نہو اوس سے
اجنبیت بلکہ کبھی [illegible] نفرت ہوتی ہے جس سے مخالفت اور عداوت تک نوبت
پہونچ جاتی ہے [illegible] کہ قصبہ [illegible] میں ایک صاحب نے یہہ مسئلہ
بیان کیا کہ [illegible] ہاتھ [illegible] کرنا منع ہے تھوڑے
لوگ اون کے موافق ہوے اور تھوڑے [illegible] اون دونوں فرقوں میں
باہمی مخالفت کی یہاں تک نوبت پہونچی کہ ایک دوسرے کے [illegible] ہوگئے اور
ایک دوسری کی اقتدا کو جائز نہیں رکھتے تھے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

پڑھ رہا تھا مین نے اوسکو پکڑکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اور اس واقعہ کی
خبر دی حضرت نے اوسکی اور میری قراءت سنکر فرمایا تم دونون محسن ہو یعنے اچھا
پڑھتے ہو اوس کے بعد فرمایا کہ اختلاف مت کیا کرو تم سے پہلے جو امتین تھین وہ
اختلاف کرنے ہی کی وجہ سے ہلاک ہوئین۔ دیکھئے قراءت کے اختلاف کی وجہ سے
اون کو تحمل نہ ہوسکا اور اوس شخص کو پکڑکر حضرت کے پاس لیے گئے۔ اور بخاری و مسلم
مین ہے کہ عمر رض نے ہشام بن حکیم کو دیکھا کہ اپنی قراءت کے خلاف پڑھ رہے ہین
فوراً اونکے گلے مین چادر ڈال کھینچتے ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیگئے
غرضکہ اختلاف سے خلاف ضرور پیدا ہوتا ہے خواہ منشا اوس کا نفسانیت ہو یا
للہیت اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کی اصلاح فرما دی کہ
ایسے خفیف امور مین اگر اختلاف ہو تو مخالفت کی نوبت نہ آنے پائے
اسی طرح ہر ایک موقع مین مخالفت باہمی کی خرابیان اور وعید اور اتحاد و موافقت کے
منافع اور فضیلتین بیان فرمائے اور آیات بھی اس باب مین نازل ہوئین۔ چونکہ
صحابہ نے خدا اور رسول کے ارشادات کے مقابلہ مین اپنے اقتضائے طبعی کو
کالعدم کر دیا اور نفسانیت کو بالکلیہ ترک کر دیا تھا اس لئے جزئی مسایل مین اختلاف
ہونے سے مخالفت نہین ہوتی تھی۔ ہر شخص جس سے چاہتا مسئلہ پوچھ لیتا اور
اوس کے مطابق عمل کر لیتا اور مختلف فتوون سے جو اختلاف پیدا ہوتا تھا اوس سے
مخالفت کی نوبت نہین آتی تھی [illegible] تابعین مین بھی تھا پھر جون جون
زمانہ دور ہوتا گیا نفسانیت [illegible] اور رفتہ رفتہ یہ مخالفت ہوئی جو فی زمانہ
مشاہد ہے کہ [illegible] اور چھوٹے
چھوٹے مسایل مین [illegible] کی نوبت پہونچ جاتی
ہے۔ [illegible] نے جب دیکھا کہ مذاہب باطلہ
کا [illegible] اور اختلاف و مخالفت باہمی [illegible] اس لئے تفرق [illegible] کی طرف
[illegible] ہو سکے [illegible] ہوا کہ اختلاف باہمی جاتا رہا اور تمام مقلد

ہم مشرب ہو گئے جس سے اتحاد باہمی جو مقصود خدا اور رسول ہے قائم ہوا۔ دیکھ لیجئے کروڑہا مسلمان ہین کہ فقہ کے متفق علیہ مسائل پر برابر عمل کرتے ہین اور اختلاف کی نوبت ہی نہین آتی اور جن مسائل مین امام کا قول مصرح نہین علما کے فتوون پر کیسی کیسی مخالفتین ہوتی ہین۔ غرضکہ ہم مشربی اتفاق پیدا کرنے کا ایک قوی ذریعہ ہے پھر مذہب حنفیہ کے بعد دوسرے مذاہب حقہ کی جب بنیاد قائم ہوئی تو اوس کے ساتھ ساتھ مخالفت کی بھی بنیاد پڑی۔ چنانچہ تاریخ دانون پر یہ امر پوشیدہ نہین کہ اہل مذاہب اربعہ مین کیسی کیسی مخالفتین اور ہنگامے برپا ہوئے مگر خدا کا فضل یہ ہوا کہ صرف چار ہی مذہبون مین اختلاف منحصر ہوگیا اور علمانے فیصلہ کر دیا کہ اب پانچوان مذہب ضرورت سے زائد ہے۔ اس فیصلہ کا یہ ضرور اثر ہوا کہ یہی چار مذہب بالاجماع حق سمجھے گئے اور ہر ایک آزادانہ بلا تعرض اپنے مذہب پر عمل کرنے کا مجاز قرار دیا گیا جس سے باہمی مخالفت بہت کم بلکہ منہدم ہوگئی۔ اور ہر مذہب کا مقلد یہ سمجھنے لگا کہ دوسرے مذہب والے کا عمل گو اپنے عمل کے مخالف ہو مگر اوسکا فرض منصبی یہی ہے۔ ہر چند مسائل فرعیہ مین اہل مذاہب اربعہ ہم مشرب نہین ہین مگر وہان ایک نئی قسم کی ہم مشربی قائم ہوگئی کہ نفس تقلید مین سب ہم مشرب ہین اور جو مقلد نہوا اوسکو اجنبی اور مخالف سمجھتے ہین اسی وجہ سے شافعی المذہب برابر آمین بالجہر کہتے ہین اور کوئی تعرض نہین کرتا اور غیر مقلدون کا آمین بالجہر ایک ہنگامہ برپا کر دیتا ہے۔

پہلے جو لکھا تھا کہ مذاہب حقہ بھی چند مذہب ہین سو یہ صرف ہماری راے نہین بلکہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے عقد الجید مین اسی پر فیصلہ کیا ہے ... ولما اندرست المذاہب الحقۃ الا ہذہ الاربعۃ کان اتباعہا اتباعا للسواد الاعظم والخروج عنہا خروجا عن السواد الاعظم ... تمام مذاہب حقہ مٹ گئے اب اون مین سے یہی چار مذہب باقی ہین جنکی اتباع سواد اعظم کی اتباع ہے اور اون سے خارج ہونا سواد اعظم

سے تخریج ہوتا ہے مولانا نے مذہب اربعہ کو جو سواد اعظم لکھا ہے وہ اشارہ اس حدیث شریف کی طرف ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجہ کذا فی المشکوۃ یعنے سواد اعظم اور بڑی جماعت کی اتباع کرو اس لئے کہ جو اوس سے علیحدہ ہوا وہ اوس سے علیحدہ ہوکر دوزخ میں ڈالا گیا۔

پھر جو تقلید شخصی کا باعث خلاف ہونا لکھا اور مشاہدہ سے ثابت کیا سو وہ احادیث سے بھی ثابت ہے چنانچہ ابو داؤد اور ترمذی میں یہ روایت ہے کہ عثمان رض نے منا میں چار رکعتیں پڑھیں یعنے ظہر وغیرہ میں قصر نہیں کیا ابن مسعود رض نے یہ دیکھ کر کہا کہ ہم نے اس مقام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعت پڑھی یعنے قصر کیا پھر ابوبکر رض کے ساتھ بھی دو رکعت پڑھی پھر عثمان رضی اللہ عنہ کے اوائل زمانہ خلافت میں اون کے ساتھ بھی دو ہی رکعت پڑھی مگر جب عثمان رضی اللہ عنہ نے چار رکعتیں پڑھیں تو اونہوں نے بھی قصر کو ترک کر دیا [illegible] آنحضرت سے ثابت ہے [illegible] قصر نہ کرنے کو عیب عثمان رضی اللہ عنہ پر سمجھا تھا جب آپ خود قصر نہیں [illegible] اس کی کیا وجہ ازالۃ الخفا شرح [illegible] ابن مسعود رض نے اختلاف کو باعث فساد سمجھا اور مخالفت کی غرض سے حدیث صحیح پر عمل [illegible] تقلید کو اس پر ترجیح دی [illegible] کہ ایک جلیل القدر صحابی کے قول و فعل سے ثابت ہے کہ تقلید باعث رفع فساد ہے کیوں نہ ہو یہی مصالح [illegible] کے ساتھ [illegible] اس حدیث شریف سے [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] لاستخلفت ابن ام عبد [illegible] فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر میں کسی کو [illegible] کے [illegible] تو ابن ام عبد یعنے عبد اللہ بن مسعود کو بناتا انتہی [illegible] خدا [illegible] کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

اپنی جانشینی کے لئے اعلیٰ درجہ کے اہل اون کو تصور فرمایا ہے یہ روایت اوپر مذکور ہو چکی کہ حضرت امیر
علی رضی اللہ عنہما کا اس مسئلہ مین اختلاف ہے کہ مرد عورت کو طلاق کا اختیار دے [illegible] مگر
باوجودیکہ علی کرم اللہ وجہہ کا اجتہاد عمر رضی اللہ عنہ کے اجتہاد کے مخالف تھا علی کرم اللہ
وجہہ نے اپنے اجتہاد پر فتوی نہین دیا اور عمر رضی اللہ عنہ کی تقلید کرتے رہے
اسی وجہ سے کہ اختلاف باعث شر و فساد ہے - دیکھئے کہ ایسے دو جلیل القدر صحابیون
نے صرف فساد کے خیال سے تقلید کو تحقیق پر ترجیح دی اب اصلاح پسند حضرات
تقلید مذاہب اربعہ کے مخالف [illegible] جو مانع ترقی ہو رہی ہے بلکہ تنزل اور ادبار کو روز
افزون ترقی دے رہی ہے اوس کو اوٹھانے اور قوم کی اصلاح کرنے [illegible]
ہے صحیح حدیث ہے کہ اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم یعنی
صحابہ مثل ستارون کے ہین اون مین سے جس کی اقتدا کی جائے باعث ہدایت
ہے جب ایسا تو ہی [illegible] سے اتحاد آگیا ہے تو اگر بالفرض تقلید سے [illegible]
پیش بھی ہو جائے تو [illegible] ہو سکتا ہے کہ جس طرح صحابہ نے دفع [illegible]
سے تقلید کو [illegible] بلکہ ہم اسکی بدولت مستحق اجر جزیل ہین کیونکہ [illegible]
ہمین پہونچ چکی ہے عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الا اخبرکم بافضل من درجۃ الصیام والصدقۃ والصلوٰۃ قالوا بلی قال
اصلاح ذات البین و فساد ذات البین ہی الحالقۃ رواہ ابوداؤد والترمذی
وقال ہذا حدیث صحیح [illegible] یعنی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

شاہ صاحب جو لقب ہے سلطنت عظیم اور
سب سے بڑا منصب ہے جو دیا گیا ہے اور جس کا شکست
دینی اور دنیوی کی اصلاح اور رضائے الٰہی خدا
سے وابستہ کیا اتنا نقصان پہنچ رہا ہو گا کہ جو سے
بڑھ رہے تھے وہ صحت یابی کی اور جا
ترا سے پہنچی قبلہ اور ثواب اخروی اور
ان تمام فضائل سے دنیا میں بھی نیک نام ہو
ورقہ ہر جیتا ہے اور جو سے جا مشغول
[illegible] تعالیٰ ان حضرات
[illegible] البیت کی طرح
[illegible]

دستور تھا [illegible] یہ خیال ہوتا کہ آیا اس مسئلہ میں خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا [illegible] چنانچہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما
کی بھی یہی عادت تھی جیسا کہ کتب احادیث سے ثابت ہے کہ

جس سے جو مسئلہ پوچھا جاتا تھا وہ اس مسئلہ کے علم میں افضل سمجھا جاتا تھا اور صدیق اکبر
بھی اس [illegible] جسکو عیب نہیں سمجھتے تھے —

اب یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ آدمی لاکھوں علماء میں سے کسی ایک شخص کو
جو اپنا مقلد بنا لیتا ہے اوس کی کوئی نہ کوئی وجہ ہوگی ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی
نہیں پھر وہ مرجح بھی ایسا ہوگا جو سب مانتے ہوں مثلاً امام صاحب کی تقلید مسائل فقہ میں
اس وجہ سے [illegible] نہیں کی گئی کہ وہ بڑے عابد یا تاجر تھے بلکہ اوس زمانہ کے مجتہدین سے
[illegible] اور تدوین وغیرہ ضروریات اجتہاد میں کوئی اون کا
[illegible] کے دلوں میں ایک انقیادی کیفیت پیدا ہو گئی
[illegible] دیکھنے کے بعد پیدا ہوا کرتی ہے کیونکہ کسی ضعیف
روایت سے بھی یہ بات ثابت نہیں ہو سکتی کہ امام صاحب نے کسیکو مجبور کیا تھا یا جس
طرح انھوں نے بذریعہ اشتہارات اپنے فضائل معلوم کرائے جاتے ہیں امام صاحب نے
بھی کیا تھا بلکہ برخلاف اس کے وہ ہمیشہ یہی فرمایا کرتے تھے کہ آیات و احادیث وغیرہ میں
غور کر کے اپنے اجتہاد سے ہر مسئلہ میں ہم نے ایک رائے قائم کی ہے جسکا جی چاہے
مانے اور اگر اوس سے بہتر کوئی بات ثابت کر دی جائے تو ہم اوسکو مان لینگے —
[illegible] جب علماء نے [illegible] اپنا مقتدا بنا لیا [illegible] اون کا [illegible]
[illegible] ہو گیا تھا اوس زمانہ [illegible] اکابر محدثین کی [illegible]
[illegible] والوں کے دلوں میں بھی انقیادی کیفیت پیدا [illegible]
[illegible] نزدیک امام صاحب کی افضلیت مسلم ہے [illegible]
[illegible] دلیل [illegible] اگر یہ فضیلت مسلم ہو تو پھر [illegible]
مقلد کو [illegible] ترجیح بلا مرجح ہے یہاں ایک بات بھی قابل غور ہے [illegible] اپنے امام [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہونے کا اعتقاد رکھنا ایک دینی مسئلہ [illegible]

[illegible] کے قول کو بطور دلیل [illegible]

[illegible]

[illegible]

...عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ
تعالیٰ قال من عادی لی ولیا فقد اٰذنتہ بالحرب وما تقرب الی عبدی بشیء
احب الی مما افترضت علیہ وما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل
حتی احببتہ ... [illegible]

[illegible]

[illegible] اثبات [illegible]

[illegible] جیسا کہ تدریب الراوی میں [illegible]

[illegible] الثقات میں [illegible]

[illegible] قال الخطیب [illegible]

[illegible] فان کثروا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اللہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] مبارک [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

کا ثبوت [illegible] جس میں حدیث [illegible] ہے کہ [illegible]
دیکھا ہے گویا وہ حدیث ہی ہے کہ [illegible] کے سوا محدثین چونکہ
تھا اون سے کچھ اوس حدیث کو [illegible] یا اون کی [illegible]

اب غور کیجئے کیا تقلید ہے کہ اس تقریر [illegible]
اون کو اپنا مقتدا مانتے ہیں مقتضاے انصاف تھی یا نہ اور [illegible] اگر
اون کی تحقیق کے روبرو اپنے علم کو ہیچ سمجھتے ہیں اور ایسی تقلید اون کی
تقلید کی کہ اوس سے بڑھکر نہیں ہو سکتی یعنی جس حدیث کو انہوں نے صحیح مانا ہے اوس کو
بلا دلیل تسلیم کر لیا۔ دیکھ لیجئے مقدمہ فتح الباری سے ثابت ہے کہ بخاری شریف میں اکثر
راوی ایسے ہیں کہ اون پر جہمی۔ قدری۔ شیعی۔ خارجی۔ اور مرجی وغیرہ ہیں اور امام بخاری کے
کے اقران بلکہ اساتذہ نے اون کی نسبت کذاب۔ یروی المناکیر۔ یسرق الحدیث۔ یقلب الاخبار
مدلس۔ ضعیف۔ کثیر الوہم والخطاء۔ مضطرب الحدیث۔ سیئ الحفظ وغیرہ الفاظ کہے ہیں جن سے
حدیث قابل اعتبار نہیں رہ سکتی مگر اوس تقلید شخصی کی برکت سے ایک ایسی کتاب مسلمانون
کے ہاتھ آگئی جس کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ البخاری کا اعزاز و امتیاز حاصل ہے اور
تمام اہل حدیث بلکہ کل اہل سنت و جماعت قرنا بعد قرن اسی اعتقاد کو دار و مدار سنیت کا قرار
دیتے آئے اور کوئی مجاز نہیں کہ اس اجماع کو توڑ سکے۔

اب غور کیجئے کہ اس اجماع پر مجبور کرنے والی کون چیز تھی وہی امام بخاری کا صدق تقدس
تبحر علمی وغیرہ تھا جس سے خیال نہیں ہو سکتا کہ خلاف واقع انہون نے کسی ضعیف حدیث کو
صحیح کہدیا ہو کیونکہ کثرت قرائن اس بات پر گواہی دے رہے ہیں کہ اون کو اس باب میں قوت
اجتہادی حاصل تھی جس کو انہوں نے [illegible] صرف کیا [illegible] ایسی صحیح کتاب تصنیف
کی جس کے برکات اہل ایمان کے نزدیک اظہر من الشمس ہیں چنانچہ مقدمہ فتح الباری
میں لکھا ہے کہ بخاری شریف جس سختی اور آفت کے وقت پڑھی جائے وہ دفع ہو جاتی ہے
اور اگر جہاز میں وہ ساتھ رہے بفضلہ تعالے وہ غرق سے محفوظ رہتا ہے کیونکر نہ ہو جب
یقینا کلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہونا اوس کا مسلم ہو تو اوس یقین پر ضرور آثار مرتب ہونگے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ [illegible]

[illegible]

[illegible] اکابر الناس اور افقہ الناس [illegible]

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے جو [illegible] صفات تھے [illegible]

تمام [illegible] کے علما کو مسئلہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ البخاری [illegible]

تقلید سے انہوں نے اون کے مقلدوں کو اس بات پر یقین دلایا کہ اوس میں جتنی حدیثیں ہیں واجب العمل ہیں۔ وہی صفات امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ میں بھی موجود ہیں بلکہ اگر کہا جاوے کہ امام صاحب میں وہ صفات اون سے بھی بڑھے ہوئے تھے تو بے موقع نہوگا اس لئے کہ امام صاحب قرون ثلثہ کے لوگوں میں ہیں اور امام بخاری صاحب کے اساتذہ اور اکابر محدثین سے خبر ہوئی ہے کہ امام صاحب اپنے زمانہ میں ورع تقوی عبادت وغیرہ امور میں سب سے بڑھے ہوئے تھے اور یہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ تابعین و تبع تابعین جو مشہود بالخیر ہیں اون میں کس درجہ تقوی تجرد اور خوف الہی وغیرہ امور تھے جب امام صاحب اوس وقت سب لوگوں سے ان صفات میں بڑھے ہوئے تھے تو اون طبقہ والے امام بخاری سے اون میں بڑھے ہوئے ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں غرض کہ مقلد بنانے والے صفات حمیدہ امام صاحب میں علے وجہ اتم پائے گئے جس سے اون کے زمانہ کے سرآمد محدثین نے اون کی توثیق کی اور وہی تقلید ہم تک بتواتر پہونچی تو کیا وجہ کہ امام صاحب کی تقلید تو حرام ہو جاوے اور بخاری صاحب کی واجب حالانکہ دونوں تقلیدیں ایک قسم کی ہیں کہ امام بخاری صاحب کے مقلد بخاری شریف کو واجب العمل قرار دیتے ہیں اور امام صاحب کے مقلد فقہ کو جو منجملہ احادیث ہے۔ چونکہ امام صاحب پر اقسام کے طعن کئے جاتے تھے جن سے مقصود فقہ کو بے اعتبار ثابت کرنا ہے اس لئے یہاں چند علوم کمی کی ضرورت ہے کہ ان مطاعن

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] آپ کو طلب کیا [illegible] کہ وہ مسودہ دکھایا آپ نے [illegible]

[illegible] لکھا گیا [illegible]

[illegible] آپ نے صلح نامہ لکھو [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

… قاضی صاحب نے دریافت کیا اور …

… قاضی صاحب نے کہا …

[illegible]

[illegible]

[illegible] ابراہیم [illegible] صاحب کے یہاں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ابراہیم صاحب [illegible]

[illegible]

[illegible] زیادہ [illegible] گا۔ ان کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] صاحب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کی وجہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] سلمہ بن سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مبارک سے سنا [illegible] فرماتے تھے
سفیان اور اوزاعی رح کے اور ابوحنیفہ رح کے درمیان بڑا فرق تھا [illegible]
پوری کوشش کی کہ ابوحنیفہ رح کی تنقیص اور کسر شان کریں مگر ان کی کچھ نہ چلی [illegible] ابن ابی لیلیٰ
اور ابن شبرمہ اور شریک اور حسن بن صالح ابوحنیفہ رح پر حسد کرتے تھے [illegible]

[illegible]

اونکا تخطیہ کرتے ہیں اور تم لوگ کچھ نہیں کہتے امام صاحب نے کہا اون کا قصور نہیں ہے میں نے
اون کی تاکید کی ہے کہ میرے مقابلہ میں کوئی کچھ نہ کہے اس کے سوا اور بہت سے ایسے
واقعات کتابوں میں لوگ لکھا کرتے ہیں اور بہت مشہور ہیں جن سے ظاہر ہے کہ
طلبہ اجتہاد دین میں ظرفیت سے مامور ہوا کرتے تھے ورنہ جن کے مقابلہ میں اکابر شیوخ سر جھکا دیتے
تھے طلبہ کی حیثیت ہی کیا کہ اون سے نفرت ظاہر کریں۔ اور اپنے تامل سے یہ بات معلوم
ہو سکتی ہے کہ حسد ایسی بری بلا ہے کہ آدمی کو اندھا کر دیتی ہے جس سے کمال نقصان کی
صورت میں نظر آنے لگتا ہے یا یوں کہئے کہ حاسد اوروں کو اندھا بنانے کی فکر میں ہوتا ہے کہ
کمال کو نقصان کی صورت میں مشاہدہ کراوے بہر حال یہ ایسی بلا ہے کہ اس سے پناہ مانگنے
کی ضرورت ہے جیسا کہ آیہ شریفہ ومن شر حاسد اذا حسد سے مستفاد ہے
مولانا شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ نے اوس کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ہر چیز کا مبدا حسد ہے
آسمان و زمین میں جو پہلا گناہ ہوا حسد ہی تھا وہ ابلیس نے آدم علیہ السلام پر حسد کیا تھا پھر
قابیل نے ہابیل پر پھر امام صاحب پر اگر حسد کیا گیا تو کوئی بات تعجب کی نہیں اس وجہ سے کہ
اہل کمال کا محسود ہونا ایک لازمی امر ہے جیسا کہ کہا گیا ۔

وان دام لی حسد من بت احسد   ان الفضیلة لا تخلو عن الحسد

اس وجہ سے امام صاحب کا محسود ہونا ضروری تھا چنانچہ امام بخاری رح پر بھی محدثین نے
حسد کیا تھا جیسا کہ تاج الدین سبکی رح نے طبقات شافعیہ میں لکھا ہے جس کا ماحصل یہ ہے
کہ امام بخاری رح جب نیشاپور گئے اور اس وجہ سے کہ پیشتر سے آپ کی شہرت بلاد اسلامیہ میں ہو
چکی تھی طالبین حدیث جوق جوق آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے اور محمد بن یحیی ذہلی رح کا
مجمع گھٹا تو انہوں نے اون کی بدنامی کی یہ تدبیر نکالی کہ تلفظ بالقرآن کا مسئلہ چھیڑ دیا جائے اس وجہ
سے کہ مسئلہ خلق قرآن اوس زمانہ میں معظم الشان تھا جس پر امام احمد بن حنبل رح صدمے اٹھا
چکے تھے اور محدثین اوس میں نہایت احتیاط کرتے تھے کہ قرآن کے مخلوق ہونے کا
اشتباہ بھی نہ ہو چنانچہ ایک روز جب طلبہ اور علما سے مجلس بالا کا بھری تھی ایک شخص نے کھڑا
ہو کر پوچھا حضرت اس مسئلہ میں آپ کیا فرماتے ہیں کہ قرآن کا تلفظ مخلوق کہا جاتا ہے یا غیر مخلوق

سے غیر مخلوق آپ نے کچھ جواب نہ دیا اس نے پھر دوبارہ پوچھا پھر اعراض کیا
تب تیسری دفعہ پوچھا تو فرمایا کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور غیر مخلوق ہے اور بندوں
کے جتنے افعال ہیں سب مخلوق ہیں اور امتحان بدعت ہے یہ سنتے ہی مجلس میں شور
ہو گیا اور سب چل دیئے اور ذہلی نے اعلان دیا کہ جو شخص بخاری کے پاس جاوے
وہ ہمارے یہاں نہ آوے کیونکہ جو شخص قرآن کو مخلوق کہے وہ تو کافر ہے اور جو یہ کہے
لفظی بالقرآن مخلوق تو ہے وہ بدعتی ہے اور بدعتی کی صحبت میں بیٹھنا اور اس سے بات
کرنا درست نہیں۔ اور کہا کہ ہمارے شہر کے لوگوں نے ہمیں لکھا ہے کہ بخاری کہتا ہے لفظی بالقرآن مخلوق
اب جو اس کلام کے سننے میں اور اس کو باور کرتے ہیں اس سے منع کیا اگر وہ نہ مانتے تو نہیں جانے
دیتے اور ان کی صحبت میں نہ جانے دیتے امام بخاری نے رسالہ میں بندوں کی حرکات
اور ان کا کسب اور کتابت کو مخلوق کہا ہے اور قرآن جو پڑھا جاتا ہے اور سنا جاتا ہے
اور دونوں میں جو لکھا ہے اس کو مخلوق نہیں کہا ذہلی نے اس پر ذہلی کی تکفیر
کی اور کہا کہ ہمیں کوئی بات اچھی نہ لگے تو اس کو چھوڑ دیں
بیٹھنا اچھا نہیں ہے جب امام بخاری نے یہ سنا تو وہاں سے چلے گئے
امام مسلم ... امام بخاری کی طرف ... نقل کیا ہے کہ ... امام احمد
سے ... امام احمد بن حنبل ... کے ... تکفیر
کی ... امام ... اپنے فرزند ... اور شاگردوں سے
... کے یہاں جانا اور ... لکھنے ... ذہلی اپنے زمانہ کے
... امیر المومنین فی الحدیث میں ... تھے
... بخاری ... تھے مگر ... بازار
... امام صاحب ... کے ...
... کسی بات کا ... ہوا ...
... امام صاحب کی بدنامی کے لئے پہنچی
غرض ... سے ... العداوۃ قد تخفی ... منتہا

الاعداء دشمن ہوا اگر تعصب سے یہ بات مشہور ہے کہ امام صاحب سے
بعض اصحاب حدیث مشہور و شافعی امام احمد امام بخاری وغیرہ رحمہم اللہ کو عناد امام ابو حنیفہ سے
تھا سو اون میں شک ... حنفیہ یہ کہتے ہیں اس سے کہ کوئی نقشہ اجتہاد کا درست قوی نہ ہوا
پیدا ہونا حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کے جو قائل ہوے اوس کی وجہ یہ تھی کہ اون کی توجہ زیادہ حدیث
کی تصریح پر تھی ... اور امام صاحب کے اجتہاد میں غور اور عمیق تامیہ ہوا کرتے تھے جن
تک ان حضرات کی رسائی نہ ہوئی یا اون کو ضروری نہ سمجھا امیر المومنین فی الحدیث عبداللہ
بن مبارک رحم نے خود اپنا حال بیان کیا کہ کئی روز تک امام صاحب کی تقریر کچھ سمجھ میں نہ آئی
اور سبب کا شریک حلقہ ہوا کرتے تھے اور اکابر شیوخ سے مروی ہے کہ بڑے بڑے
محدثین امام صاحب کی تقریر کے تہہ تک نہیں پہونچ سکتے تھے جس کی وجہ سے بمصداق
الانسان عدو ما جهل دشمن ہو گئے۔

الخیرات الحسان میں لکھا ہے کہ اعمش رحم سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا فرمایا اس کا جواب نعمان
بن ثابت خوب جانتے ہیں اس پر یحییٰ بن آدم نے پوچھا آپ اون لوگوں کے باب میں
کیا فرماتے ہیں جو ابو حنیفہ کی برائیاں بیان کرتے ہیں فرمایا بات یہ ہے کہ جو مسائل
اونہوں نے بیان کئے کچھ تو لوگوں نے اون کو سمجھا اور کچھ نہ سمجھا اس سے اون کے
دشمن ہو گئے اور حسد کرنے لگے۔

الخیرات الحسان میں لکھا ہے کہ شعبہ ابو حنیفہ رحم پر نہایت تعریف کیا کرتے اور قسم کہا کر کہتے
تھے کہ اون کا فہم نہایت درست اور حافظہ نہایت قوی تھا جن مسائل میں لوگوں نے اون کی
تشنیع کی ہے وہ ایسے مسائل تھے کہ اون کی سمجھ وہان تک نہ پہونچ سکی اور ابو حنیفہ اون کو خوب
جانتے تھے پھر فرمایا خدا کی قسم خدا تعالیٰ کے روبرو وہ اوس کا نتیجہ دیکھینگے —
... سبب عداوت ہوئی۔

الخیرات الحسان میں لکھا ہے کہ ابو سلیمان کہتے تھے کہ ابو حنیفہ عجیب شخص تھے اون کے
کلام سے وہی شخص منہ پھیرتا ہے جو اوس کے سمجھنے پر قادر نہیں مطلب یہ کہ نا سمجھی کے سبب
لوگوں نے فقہ سے اعراض کیا۔

[illegible] نقل کیا ہے کہ جو شخص ابو حنیفہ کو [illegible] سے ذکر کرتا ہے (اور کہا)
[illegible] درست ہو تو معلوم ہو گا [illegible] مگر کسی [illegible]
[illegible] اور جب [illegible] وہ معلوم [illegible] جس طرح جاہلوں کی عادت ہوتی ہے
[illegible] گستاخی [illegible]

[illegible] کہتے ہیں کہ جو شخص ابو حنیفہ کی بدگوئی کرتا ہے وہ ناقص
[illegible] عقل کی وجہ سے جب [illegible] آیا تو دشمن ہو گئے
[illegible] ظاہر ہے کہ مطلب اور [illegible] امام [illegible]
[illegible] ایک مستقل سبب ہے [illegible]
[illegible]
[illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible]
[illegible] نصیب [illegible]
[illegible] معلوم [illegible]
[illegible] لوگوں کی
[illegible] عقل [illegible]
[illegible]
[illegible] غرض [illegible] اور [illegible] لوگوں کی
[illegible] اور [illegible] اسباب بھی [illegible]
[illegible] فرمایا ہے —

[illegible] نقل کیا ہے وہ کہتے
[illegible] عراقی
[illegible] ذکر کیا [illegible]
[illegible] سے [illegible]

اوس کی وجہ یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں جو ناسخ آیتیں نازل ہوئیں ہم اون سے منسوخ آیتوں
کو رد کرتے ہیں جو کہ پہلے نازل ہو چکی تھیں۔ اور جانتے ہو کہ اہل [illegible] ہم سے بغض
رکھتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ہم [illegible] اور نجاست سے [illegible] ہے
جس سے وہ قابل نہیں [illegible] ہم اون کی نماز کے فساد کا حکم کرتے ہیں۔ جانتے ہو کہ اہل [illegible]
کیوں ہم سے بغض رکھتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ہم [illegible] اون کے [illegible] جو
اون کے یہاں کا ایک بڑا [illegible] ہے۔ اور جانتے ہو کہ اہل [illegible] کیوں ہم سے
بغض رکھتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ علی کرم اللہ وجہہ کے [illegible] آنحضرت [illegible] بیعت سے
اگر ہم اوس وقت موجود ہوتے تو علی کرم اللہ وجہہ کے [illegible] میں [illegible] لقتلته
[illegible] کرتے۔ اور جانتے ہو کہ اہل حدیث کیوں ہم سے بغض رکھتے ہیں۔ اس
سے کہ ہم اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھتے ہیں اور علی کرم اللہ وجہہ کی
خلافت ثابت کرتے ہیں اور وہ [illegible] نہیں کرتے ہیں۔ انتہی

الحاصل مختلف اسباب سے امام صاحب کی دشمنی محدثین کے دلوں میں [illegible] ہو گئی جس کی
وجہ سے اقسام کے الزام آپ پر لگائے جاتے ہیں اور ہر طرف شہرت تھا کہ وہ صاحب
الرائے ہیں۔ احادیث کے مخالف اپنے دل سے مسئلے تراشتے ہیں [illegible]
اہل حدیث کو وہ نفرت آپ سے پیدا ہوتی تھی۔ پھر اگر کوئی شخص آپ کے [illegible]
ہوتا تو وہ ضعیف بنایا جاتا گویا محدثین کے دفتر سے اوس کا نام خارج کر دیا جاتا تھا۔ چنانچہ
[illegible] میں [illegible] ابن حجر [illegible] کا قول نقل کیا ہے کہ حسن بن [illegible]
ابو حنیفہ کی [illegible] کرتے تھے اور ان کی طرف مائل تھے اس وجہ سے [illegible] نے ان کو
ضعیف قرار دیا۔ اور میزان الاعتدال وغیرہ کتب رجال میں [illegible] امام ابو حنیفہ
[illegible] اور [illegible] کے [illegible] اقوال [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] جس کی [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

امام صاحب کو نہیں [illegible] تھا جیسے ہمارے زمانے میں جان اللہ شاہ فقیر دکن میں ایک بہت
بڑا مشہور [illegible] بادشاہی کو [illegible]
مشہور ہے [illegible] کہ جو فقیر [illegible] کی [illegible] وہ گروہ [illegible]
نام ہے اور [illegible] آج تک [illegible] ہے کہ اگر کوئی فقیر ان کے
مزار کے [illegible] (جو [illegible] اورنگ آباد میں واقع ہے) تو وہ زہر کا [illegible]
مارا ہے۔ چنانچہ یہ قصہ مشہور ہے کہ ایک تازہ وارد ہندوستانی فقیر پانی پینے کیلئے
وہاں [illegible] گیا اور [illegible] کے نیچے [illegible] ہے اور پانی کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا کہ
ایک فقیر نے [illegible] کر کہا ارے یہ کیا کرتا ہے یہ تو جان اللہ شاہ کی نہر ہے یہ سنتے ہی
وہ [illegible] فوراً اپنی انگلی کاٹ ڈالی جو پانی سے تر ہوئی تھی۔ اسی طرح امام صاحب کے
ملک میں [illegible] روایت میں ان کا نام سننا بھی ناگوار تھا ایسے ہی جلیل القدر محدث
ان کی روایت بیان کرنا قابل اعتبار نہیں سمجھی جاتی تھی اور اس کی کچھ پروا نہ تھی کہ اس میں
[illegible] بخاری [illegible] مسلم [illegible] ابو حنیفہ
[illegible] اپنے استاد [illegible] ایسے شخص کو استاد بنایا [illegible] ان کی
[illegible] تمام [illegible] سے ان [illegible]
[illegible]
[illegible] ایسے لوگوں کو [illegible] اور فرمایا کہ اگر [illegible] کی باتوں کو [illegible] ابو حنیفہ
[illegible] واقف ہوتا ۔
[illegible] ظاہر ہے کہ وہ لوگ [illegible] امام صاحب کے [illegible] ہو [illegible]
[illegible] کر لیا

[illegible] ابن مبارک [illegible] امام صاحب اور [illegible]
[illegible] امام صاحب سے [illegible]
[illegible] امام صاحب [illegible]

ادب نواز آپ ذرا تشریف رکھیں تو کچھ عرض کروں آپ کی حرمت ایسی ہی ہے جیسی
آپ کے جد امجد صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت صحابہ پر تھی۔ امام باقر بیٹھ گئے۔ اور
امام صاحب بھی روبرو بیٹھ گئے اور عرض کیا کہ میں آپ سے تین مسئلے پوچھتا ہوں ان کا
جواب ارشاد ہو۔ پہلا یہ کہ مرد ضعیف ہے یا عورت فرمایا عورت۔ امام صاحب نے کہا
عورت کا حصہ کتنا ہے اور مرد کا فرمایا عورت کا حصہ مرد کے حصہ کا نصف ہے
عرض کیا اگر میں قیاس سے مسئلے بناتا تو اس کے برخلاف یہ حکم دیتا کہ عورت کا حصہ
دونا چاہئے۔ دوسرا یہ کہ نماز افضل ہے یا روزہ فرمایا نماز۔ کہا اگر میں قیاس سے حکم
دیتا تو یہ حکم دیتا کہ حائضہ نماز کی قضا کرے اور روزہ کی قضا نہ کرے۔ تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ
پیشاب زیادہ نجس ہے یا منی فرمایا پیشاب۔ کہا اگر میں قیاس جاری کرتا تو پیشاب کے
[illegible] عرض کیا میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ کوئی حکم خلاف حدیث
دوں۔ یہ سنکر امام باقر اٹھے اور پیشانی [illegible]
اٹھے۔ اس سے ظاہر ہے کہ امام باقر نے عام شہرت کی وجہ سے امام صاحب سے
بدظن تھے مگر تحقیق کے بعد صداقت پائی اور کمال درجہ کا اخلاص ظاہر فرمایا۔

یہ روایت اوپر گذر چکی کہ [illegible] بیان کرتے ہیں کہ حسن بن عمارہ ابوحنیفہ کی شان میں
بدگوئی کیا کرتے تھے ایک بار کسی مسئلہ کی تحقیق کے لئے امیر کوفہ نے [illegible]
کو طلب کیا مناظرہ کے بعد سب کا اتفاق ابوحنیفہ رح کے [illegible]
ہاتھ کو دیکھا تو ابوحنیفہ سے ثابت کر گئے [illegible] مسئلہ [illegible]
ہاتھا ہے جو حسن بن عمارہ کہتے ہیں چنانچہ یہی لکھا گیا اور [illegible]
روایت صحیح کر لے اور [illegible] تھے کہ ابوحنیفہ [illegible]
اور باوجودیکہ وہ مجلس مناظرہ کی تھی بلا نزاع اپنے الزام [illegible]
کا اعتراف کیا [illegible] جس سے یقین ہوا کہ وہ درحقیقت [illegible]
غرض کہ امام صاحب کے تقوی کو دیکھ کر انہوں نے مخالفت چھوڑ دی۔
یہ بات بھی اوپر مذکور ہو چکی کہ ابتداء میں حسن بن صالح امام صاحب سے [illegible]

یہانتک کہ اون کی تعریف کرنے والے کی نماز مین اقتدا نہین کرتے تھے۔ پھر یہہ نوبت پہونچی کہ مسایل فقہ حنفی کی نہایت تحسین کیا کرتے۔

الخیرات الحسان مین لکھا ہے کہ اوزاعی رح نے عبداللہ بن مبارک سے پوچھا کہ وہ کون بدعتی ہے جو کوفہ مین نکلا ہے جس کی کنیت ابوحنیفہ ہے ابن مبارک کہتے ہین کہ مین اسوقت تو خاموش ہو گیا مگر اوس کے بعد چند مشکل مسایل پیش کرکے کہا کہ یہہ نعمان بن ثابت کے افادات ہین۔ کہا وہ کون ہے۔ مین نے کہا عراق مین ایک شیخ ہین جن سے مین نے ملاقات کی ہے۔ فرمایا وہ شیخ نبیل ہین اون کے پاس جاؤ اور اون سے علم حاصل کرو۔ مین نے کہا یہہ وہی ابوحنیفہ ہین جن کے ملنے سے آپ نے منع فرمایا ہے۔ ابن مبارک رح کہتے ہین اوس کے بعد اوزاعی اور ابوحنیفہ رح کی ملاقات مکہ معظمہ مین ہوئی اور اون مسایل کا ذکر آیا امام صاحب نے جسقدر لکھا تھا بیان مین اوس سے زیادہ توضیح کی۔ بعد برخاست اوزاعی رح نے کہا مجھے آپ کی کثرت علم اور وفور عقل پر رشک آتا ہے۔ اور مین جو اون سے بدگمان تھا وہ سخت غلطی تھی جو لوگون کے کہنے سے ذہن نشین ہو گئی تھی۔ مین سمجھتا ہون کہ جو لوگون نے مشہور کر رکھا ہے وہ اوس کے بالکل خلاف ہین۔ اب مین خدائے تعالی سے مغفرت چاہتا ہون کہ یہہ بدگمانی معاف فرماوے۔ انتہی

دیکھئے ایسے جلیل القدر محدث کو مخالفون نے امام صاحب سے بدظن کر دیا تھا مگر بالمشافہ اوس کا تصفیہ ہو گیا کہ جتنے الزام لگائے جاتے ہین سب بے اصل محض ہین اسیوجہ اوس سے توبہ کرنے کی اون کو ضرورت ہوئی۔

انتصار مین ابراہیم بن اشعث رح کا قول نقل کیا ہے وہ کہتے ہین کہ مین فضیل بن عیاض رح کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے آکر خبر دی کہ عبداللہ بن مبارک آتے ہین [illegible] انہون نے کہا مین ایسا سمجھتا ہون کہ اون کو [illegible] اوس نے کہا وہ ابوحنیفہ کے پاس جایا کرتے ہین۔ مطلب یہہ کہ ایسا شخص جو ابوحنیفہ کے پاس جاتے ہین [illegible]

سے پوچھا کہ وہ جانتے ہیں کہ ابو حنیفہ افضل ہیں اس وجہ سے اپنے خاندان کے لئے مذہب اون کو اختیار کیا اور میں نے بھی وہی بات اختیار کی جو عبد اللہ نے پسند کی ہے۔ پھر لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے بھی ابو حنیفہ میں کلام کیا ہے۔ فرمایا یوں تو سفیان بھی اون میں کلام کرتے تھے مگر جب اون کے ساتھ بیٹھے اور اون کا حال معلوم کیا تو نادم ہو کر اوس سے استغفار کیا کرتے تھے۔ انتہے

یہ بات اوپر معلوم ہوئی کہ وکیع رح ابتدا میں امام صاحب کے سخت مخالف تھے چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب رح نے حجۃ اللہ البالغہ میں لکہا ہے کہ مثلاً ابتدا میں انہوں نے یہ بات کہدیا کہ ابو حنیفہ نے حدیث کی مخالفت کی اور امام محمد ... پھر جب امام صاحب کی معرفت ہو گئی تو نہایت تعجب سے کہا کہ یہ اس قابل ہے کہ قید کر دیا جائے اور جب تک توبہ نہ کرے رہا نہ کیا جائے۔ اوس کے بعد اونکی یہ حالت ہوئی کہ امام صاحب کے معتقد بلکہ شاگرد اور مقلد ہو گئے۔

یہاں یہ بات قابل یاد رکھنے کی ہے کہ حجۃ اللہ البالغہ میں جو وکیع رح کی مخالفت کا حال آگیا اوس سے ہر شخص یہی خیال کریگا کہ وکیع رح امام صاحب کے سخت مخالف تھے اور جتنے مخالفانہ اقوال ملے ہیں اون کو امام صاحب کی توہین میں پیش کریگا حالانکہ اون کے کلام اس باب میں ما حفظ اعتبار نہیں ... تذکرۃ الحفاظ وغیرہ سے صاف ظاہر ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد اور مقلد ہو گئے تھے جس سے ظاہر ہے کہ انہوں نے اون تمام اقوال سے رجوع کیا ہے۔ اسی پر اور محدثین کے اقوال کا قیاس کیا جائے کہ جو اوائل امام صاحب کی حالتوں پر مطلع ہوتے اور اپنے اقوال سے رجوع کرتے جاتے تھے یہاں تک کہ شدہ شدہ کل اہل انصاف امام صاحب کے موافق بلکہ مداح ہو گئے جیسا کہ تذکرہ سے اقوال جو ثابت ہیں جن میں سے چند اس کتاب میں بھی لکھے گئے۔ البتہ جن لوگوں نے انصاف سے کام نہیں لیا وہ اپنے مخالفانہ اقوال پر ڈٹے رہے مگر ظاہر ہے کہ ایسے اقوال حاسدوں کی مخالفت نہ شرعاً قابل اعتبار ہے نہ عقلاً

الانتصار میں لکھا ہے کہ شریک بن عبد اللہ نے حضار مجلس سے خطاب کر کے کہا کہ

اسی لئے لوگوں سے ابو حنیفہ نے کہا تھا کہ بہت سی باتیں ہیں جن میں گستاخی [illegible] آل رسول [illegible] کی ہیں

لیکن ابو حنیفہ کا یہ کہنا ہے کہ ان کی باتوں کو [illegible] چاہتے ہیں لیکن شریعت کی مخالفت

کسی روایت سے منقول نہیں اس روایت سے ظاہر ہے کہ ابو حنیفہ نے آنحضرت

کی مخالفت کی ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ ان کا قول ہے کان لم یکن [illegible] ہے۔

مولانا مولوی استاذی محمد عبد الحی صاحب نے الکلام المبرور [illegible] میزان شعرانی سے نقل فرمایا

کہ ابو مطیع بلخی کہا کرتے تھے کہ ایک بار وزیر امام ابو حنیفہ کے پاس جامع کوفہ میں

بیٹھا تھا کہ سفیان ثوری اور مقاتل بن حیان اور حماد بن سلمہ اور جعفر صادق وغیرہ فقہا آئے اور

کہنے لگے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ تم دین میں قیاس بہت کیا کرتے ہو [illegible] ہم ڈرتے ہیں

تمہارے حق میں [illegible] اس لئے کہ پہلے جس نے قیاس کیا وہ ابلیس تھا پس

امام صاحب نے کہا کہ [illegible] اصحاب [illegible]

صحابہ کے فیصلوں پر اور ان [illegible] پر اتفاق [illegible]

قیاس کرتا ہوں [illegible]

اور پھر [illegible] وہ سب [illegible] اور [illegible] امام صاحب ان کے ہاتھ پر

بوسہ دیتے تھے اور کہنے لگے [illegible] کہ آپ

سید العلماء ہیں [illegible] ہم سے [illegible]

ہمیں معاف کیجئے غفر اللہ لنا و لکم اجمعین۔

غرض کہ اہل انصاف [illegible]

اور اوس کے ساتھ ہی [illegible]

اون لوگوں کو [illegible] اون لوگوں کے [illegible]

نکل جائیں۔

موفق رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ محمد ابن [illegible] کہتے ہیں کہ ایک بار ہم عبد اللہ بن یزید

مقری کے حلقہ میں بیٹھے تھے انہوں نے ایک حدیث شروع کی جس کی ابتدا

یہ تھی حدثنا ابو حنیفہ [illegible] سنتے ہی کسی نے کہا لا مرحبا یعنی ہم اون کی روایت نہیں چاہتے

لونا تیرا سکوتھا ۔ شدہ دیکھ کر کہا حدثنا النعمان بن ثابت لوگ اوس روایت کو لکھنے لگے یہہ
سنکر فرمایا جو لوگ ابو حنیفہ کے نام کو بھی نہیں پہچانتے تو اون کے فضل و تقدم کو کیا جانیں
یا جو اس کے کہتے ہیں کہ ہم اون کی روایت نہیں چاہتے ایسے لوگ برے نہیں
بلا دیر چپ ہیں پہر تھوڑی دیر کے فرمایا ایک ہفتے تک تم لوگوں سے کوئی روایت بیان
نہ کروں گا ۔ امام ذہبی رح نے تذکرۃ الحفاظ میں لکہا ہے کہ عبد اللہ بن یزید مقری ابو حنیفہ
کے شاگرد اور امام بخاری رح وغیرہ کے استاد ہیں اور خلاصہ میں لکہا ہے کہ اون کی
روایتیں کل صحاح ستہ میں موجود ہیں ۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ جب یہہ گوارا نہ تھا کہ تمام حلقہ کی طرف سے **لافویدا** کہا
جانے سننے کی بات تھا کس قدر اوس کو وثوق تہا کہ ایسے جلیل القدر محدث جن کو خود اپنے
بھی استاد تسلیم کیا تہا اون کی بات کو امام صاحب کے معاملہ میں نہ مانا ۔ ہر چند اونہوں نے فخر
سے ظاہر کیا مگر یہہ باور کرایا کہ وہ میرے استاد ہیں جن کا حال میں خوب جانتا ہوں مگر کچھ پروا
نہ کی اور امام صاحب کی توہین کر کے اون کے دل پر ایسا صدمہ پہونچایا کہ ایک
ہفتے تک اوس گستاخی کے بدلہ میں تمام اہل حلقہ کو افضل العبادات سے محروم
کردیا ۔ مقری رح نے نام بدل کر جو وہی روایت پہر شروع کی اوس سے غرض اون
لوگوں کی حماقت ثابت کرنی تہی کہ جو اتنا بھی نہیں جانتے کہ ابو حنیفہ کون ہیں ابو النعمان
کون ہیں ایسے لوگ ایک مسلم اور محقق شیخ پر کیسے الزام لگاتے ہیں کہ کسی غیر متدین اور بے علم
شخص سے روایت لی ہے کس درجہ کی حماقت اور بیباکی ہے ۔ اور امام صاحب
کے فضائل نہ جاننے والوں کو جو مقری نے قرار دیا اوس کی وجہ یہہ کہ اون کو
ذرا بھی معنوی احساس ہوتا تو حاسدوں کے اقوال اور امام صاحب کے احوال کا
موازنہ کر کے حق و باطل میں امتیاز کرتے ۔

یہہ روایت اوپر لکھی گئی کہ اسمعیل بن بشر کہتے ہیں کہ ایک بار ہم مکی بن ابراہیم کی
مجلس میں حاضر تھے اونہوں نے ایک روایت کی ابتدا یوں کی حدثنا ابو حنیفہ ایک
شخص نے کہا حضرت ابن جریج کی کوئی روایت بیان کیجئے ابو حنیفہ کی روایت کی

[illegible] مجلس پہنچے

[illegible]

[illegible] تھا کہ وہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] فرمایا اس سے تمہارا مقصود کیا

ہے [illegible] رفیع المنزلت ہے اور خدا

[illegible] اس سے [illegible] ہوا

[illegible]

[illegible] سے تم الجنید کے پاس

[illegible] گیا اور ان کی

[illegible] سے نکلے

[illegible] کیا تم [illegible] کے پاس [illegible] اس کا

مقصود [illegible]

[illegible] کو [illegible] وہ کہتے

[illegible] تو یہ بات ظاہر ہو جائے گی کہ [illegible] تحقیق مخالفوں کی باتوں

[illegible] ہے کہ اس کے مقابلہ میں اپنے مستند محقق استاد کی ذاتی تحقیق کو

[illegible] ہے۔

[illegible] مبارک [illegible] کے یہاں ایک بار طلبہ کا مجمع تھا

[illegible] لکھتے جاتے تھے ایک حدیث کی اسناد میں [illegible]

ابوحنیفہ [illegible] ثابت ہے جس سے یہی لوگوں کو تشویش ہوا چنانچہ ایک شخص نے [illegible] آکر پوچھا [illegible] فرمایا کہ [illegible] مطلب [illegible] کوئی دوسرے [illegible] تو [illegible] [illegible] پہلے کہہ دیا کہ ابوحنیفہ [illegible] سمجھے ہیں [illegible] لوگ [illegible] [illegible] فرمایا [illegible] [illegible] [illegible] ابوحنیفہ سے زیادہ کوئی [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] ایسا [illegible] [illegible] پر [illegible] [illegible] [illegible] درس [illegible]

[illegible] بن مبارک رح نے ایک بار فرمایا کہ ابوحنیفہ رحمہ [illegible] افقہ الناس [illegible] سمجھے ان سے زیادہ [illegible] نہیں دیکھا وہ ایک آیت تھی۔ ایک شخص نے [illegible] فرمایا [illegible] شخص [illegible] مبالغہ [illegible] تو [illegible] اور آیت خیر کے ساتھ خاص ہے

دیکھئے اتنی تعریفوں اور توصیف کے بعد مفتی صاحب کو لفظ آیت میں پوچھنے کا موقع ملا کہ وہ نشانی [illegible] تھی یا شر کی [illegible] سے ہو جس کے جواب سے اصلاح کی توقع ہو سکتی مگر وہ تو ازراہ تمسخر تھا کیونکہ اتنی تعریفوں کے بعد جب لفظ آیت کہا گیا تو نہایت بے وقوف ہوگا جو یہ سمجھے گا کہ اوس سے تعریف مقصود ہے شر کا وہاں کیا ذکر اس سے ظاہر ہے کہ مخالفوں میں ایسے مسخرے بھی تھے جو امیر المومنین فی الحدیث بھی کہلاتے اور درس میں تمسخر کیا کرتے تھے بخلاف اس کے امام صاحب کے مداح جتنے تھے سب متدین دیانت و تقویٰ میں ممتاز محدثین کے شیوخ تھے۔

[illegible] کہتے ہیں کہ ایک بار ابراہیم [illegible] کے یہاں بیٹھے تھے ([illegible] درس تھا) انہوں نے کہا حدیث [illegible] ابوحنیفہ رحمہ [illegible] کہتے ہیں کہ ایک شخص نے [illegible] چیخ مار کر کہا حضرت [illegible] توبہ نہیں [illegible] فرمایا خدا تجھ کو [illegible] کفار [illegible] پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ لکھو [illegible] ابوحنیفہ [illegible]

اور یہ تحقیق نہ کیا۔

امام صاحب کے توبہ کا قصہ یہ ہے کہ جب خوارج کا گروہ کوفہ پر تسلط ہوا تو انہوں نے آکر کہا کہ اہل سنت و جماعت کے شیخ ابو حنیفہ ہیں اور انہوں نے آپ کو گرفتار کیا اور پوچھا [illegible] اون کا اعتقاد ہے کہ جو شخص اون کے اعتقادات کے مخالف ہو وہ کافر ہے اس بنا پر امام صاحب سے کہا کہ اے شیخ کفر سے توبہ کرو آپ نے کہا میں ہر کفر سے توبہ کرتا ہون اس کے بعد آپ کو چھوڑ دیا جب آپ جانے لگے تو کسی نے کہہ دیا کہ اونہون نے دھوکا دیا اون کی مراد یہ ہے کہ تم جس کفر پر ہو اوس سے توبہ ہے یہ سنکر پھر آپ کو بلایا اور کہا اے شیخ تم نے اوس کفر سے توبہ کی جس پر ہم ہیں امام صاحب نے کہا کیا تم ظن سے کہتے ہو یا علم سے کہا ظن سے فرمایا حق تعالے فرماتا ہے ان بعض الظن اثم اس آیت کے موافق یہ تمہاری خطا ہے اور یہ خطا وہ تمہارے نزدیک کفر ہے اس لئے پہلے تم کفر سے توبہ کرو انہوں نے کہا اے شیخ کہتے ہو ہم اپنے کفر سے توبہ کرتے ہیں مگر تم بھی توبہ کرو امام صاحب نے کہا میں ہر کفر سے توبہ کرتا ہون یہ قصہ امام موفق اور کردری نے [illegible] شیخ ابو بکر [illegible] سے روایت کر کے اون کا قول نقل کیا ہے کہ امام صاحب کے مخالفین جو کہا کرتے ہیں کہ اون سے دو بار توبہ لی گئی سو وہ یہی توبہ ہے [illegible] کی غرض سے وہ اوس کو ذکر کیا کرتے ہیں [illegible] کہ صرف دو بار کے توبہ کا لفظ اون کو مل گیا اور اوس پر ایک بنیاد قائم کر دی کہ [illegible] اور فسق و فجور اور مخالفت حدیث کا تو کیا ذکر [illegible] دو بار توبہ لی گئی۔ یعنے توبہ پر قائم ہی نہ رہی بلکہ بار دیگر کفر ثابت ہوا [illegible] جو بے باک افترا پرداز اس قسم کے بے اصل [illegible] تو اون کا [illegible] کہنا کہ دو حدیث مخفین جانتے تھے صرف [illegible] بات ہے مگر حیرت اون لوگون سے ہے جو [illegible] بے اصل [illegible] کر لیتے ہیں یہ مخفین [illegible] مخالفت کیسا [illegible] سے جو کچھ لکھا

ہیں جنہوں نے [illegible] روایت [illegible] حریز بن عثمان۔ سنئے یہ صحیحین
کا راوی ہے [illegible] ناصبی تھا [illegible] حضرت سے عداوت کرتے تھے
یہ حدیث جو روایت کی جاتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رض سے فرمایا
کہ انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ حق ہے لیکن سنئے۔ اسکے معنے
اور [illegible] شامی [illegible] بدلکر [illegible] کیا ہے کہ انت منی بمنزلۃ قارون
من موسیٰ [illegible] حدیث علی کرم اللہ وجہہ کی کمال فضیلت پر دلیل تھی اور
[illegible] کمال [illegible] مذمت [illegible] کہاں ہارون اور کہاں قارون
[illegible] آیا [illegible] کی جگہ [illegible] بد اعتقادی سے اس نے لیا ہوگا
اور حریز سے یہ بھی روایت [illegible] کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
[illegible] تھے علی رض نے [illegible] کو ڈھیلا کر دیا کہ حضرت کے
[illegible] کی ضرورت [illegible] علی کرم اللہ وجہہ نزدیک گئے ہوتے
اسی کو [illegible] کہی کسی صاحب نے
[illegible] صدیق اکبر رض کی فضیلت پر یہ آیت پیش کی اذ ہما فی الغار اذ یقول
لصاحبہ لا تحزن ان [illegible] صاحب اس کے جواب میں کیا فرماتے ہیں کہ
[illegible] ابوبکر پکار پکار کر روتے تھے [illegible] غرض یہ ہے کہ لوگ جمع ہوں حضرت نبی
صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] لا تحزن فرماتے تھے مگر وہ چپ
نہیں ہوتے تھے [illegible] کہاں تک نوبت پہونچا دی کہ قرآن
[illegible] اب حریز بن عثمان کا حال بھی معلوم کر لیجئے جنہوں
[illegible] کہا ہے کہ وہ تابعین [illegible]
[illegible] روایت کو بخاری [illegible] امام احمد [illegible]
[illegible] کرم اللہ وجہہ سے [illegible] اس وجہ سے [illegible]
اسباب [illegible] ابن حبان کہتے ہیں کہ [illegible]
[illegible] کہ ہر روز ستر بار صبح اور ستر بار شام کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر لعنت کرتے تھے

تھے۔ جیسا اون کا سبب دریافت کیا گیا تو کہا کہ اونہوں نے [illegible] آیا [illegible] اون کا
کلام [illegible] ثابت ہو گئی کہ اوس زمانہ میں ایسے بھی لوگ تھے کہ [illegible]
[illegible] عبد اللہ بن مبارک [illegible] ابوحنیفہ [illegible] سے بے اصل
[illegible] تھے تو ابوحنیفہ کی بہت سے بے اصل باتیں بنانا اور ان
[illegible] آخر [illegible] تو اون کو سخت صدمہ پہنچا
[illegible] اون کی اسناد [illegible] نہیں [illegible] دی ہے۔

تہذیب الکمال میں کہا ہے کہ ابن عبد اللہ رحمۃ اللہ [illegible] ایک روایت ابوحنیفہ
سے کی بعض حاضرین درس نے کہا لا تروِ عنہ یعنی اون کی روایت نہیں چاہیے
اونہوں نے کہا اگر تم اون کو دیکھتے تو اون کی روایت کی خواہش کرتے [illegible] مطلب
یہ کہ جنہوں نے اون کو دیکھا ہے اور اون میں کچھ خاص [illegible] اور [illegible]
ابن مبارک جیسے اہل [illegible] اون کی قدر جانتے تھے [illegible]
[illegible] نے بھی اون کو دیکھا تھا اگر [illegible] سے اون [illegible]
[illegible] تھا کہ وہ دیکھ [illegible] جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے تراہم ینظرون الیک
وہم لا یبصرون۔

[illegible] احمد بن حجاج [illegible] کہتے ہیں کہ مسلم بن خالد زنجی ایک فاضل شخص تھے جو حدیث
اور مسائل کی تحقیق کیا کرتے تھے ایک روز میں اون کے حلقہ میں تھا اور محمد بن مسلمہ
بھی شریک تھے۔ ابوحنیفہ رحمہ کا ذکر آیا مسلم بن خالد نے اون کی تنقیص میں بہت
[illegible] محمد بن مسلمہ [illegible] اوصاف اون میں تھے مسلم نے
[illegible] سے بھی زیادہ تھے یہ سنکر محمد بن مسلمہ خاموش ہو گئے اور اون سے
[illegible] اس امر کا اقرار کیا تھا۔ انتہی

[illegible] اوصاف کو اور معترضین کی [illegible]
[illegible] تھا۔

[illegible] عبد اللہ بن مبارک رحمہ کے پاس تھے

لیے کسی نے کوئی مسئلہ پوچھا اوسنے طاؤس رح کے قول کی روایت کی اور اوس کے خلاف ابن ابو حنیفہ رح سے ایک روایت کی۔ اوس شخص نے کہا ہم طاؤس کا قول عمل کرتے ہیں اور ابو حنیفہ کے قول کو دیوار پر مارتے ہیں۔ فرمایا ارے کمبخت خدا کی قسم اگر تو اون کو دیکھتا تو کچھ نہ کہتا اور وہ استنے دلائل قائم کرتے کہ تجھسے اون کے قول کو رد کرنا نہو سکتا۔

فائدہ ک خطیب ابن ابی داؤد سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص ابو حنیفہ کے باب میں افراط کرے ہم اوس سے بدگمان رہتے تھے کسی نے پوچھا افراط کیا ہے فرمایا یہ کہنا چاہیئے کہ اون کے زمانہ مین کوئی اون سے اعلم و افقہ نہ تھا۔ اونکی بدگمانی کی یہی وجہ تھی کہ اوس نے ایسی بات کا انکار کیا جس کے تمام محققین قائل ہین جس سے خیال کیا جاتا ہے کہ حاسدونکا اثر اوس پر کارگر ہوگیا۔ دیکھئے محدثین کو امام صاحب کے باب مین یہ بات مسلّم تھی اگر یہ مسلّم شدہ نہوتا تو اون کے حاسد اوس زمانہ مین اس کثرت سے تھے کہ تقرر شدہ کو کبھی فروغ پانے نہ دیتے اور اون کے اقوال پردانیون سے تہ بہ حق نیست و نابود ہو جاتا چونکہ اہل حق کا فرض ہے کہ احقاق حق مین مبالغہ کرین اس لئے ان حضرات کو اس قدر تشدد کرنیکی ضرورت ہوئی۔

فائدہ ل عبد العزیز بن ابی رواد رح کہتے ہین کہ ہمارے اور لوگون کے بیچ مین ابو حنیفہ مین جس نے اون کو دوست رکھا ہم اوس کو اہل سنت و جماعت سے سمجھتے ہین اور جس نے اون کے ساتھ بغض رکھا ہم سمجھ جاتے ہین کہ وہ اہل بدعت سے ہے۔ انتہے دیکھئے سنی اور بدعتی کی یہ شناخت اوس زمانہ مین قرار دیگئی تھی جو خیر القرون سے تھا۔ اصل منشا اس کا یہ ہے کہ امام صاحب کی تقریر کے مقابلہ مین کوئی بدعتی ٹھہر نہین سکتا تھا جس کا حال اوپر معلوم ہوا اس وجہ سے کل اہل مذہب باطلہ آپ کے دشمن اور اہل حق آپ کے دوست اور خیرخواہ تھے۔ اور چونکہ حاسد امام صاحب کی توہین کرتے اہل بدعت کو تقویت دیتے تھے اور حدیث شریف مین ہے من کثر سواد قوم فهو منهم یعنے جو کسی قوم کے مجمع کو زیادہ کرے وہ بھی اونہی مین سے ہے اس لئے اہل سنت

وجماعت نے بہت شناخت کی [illegible] امام صاحب کا [illegible]
افادہ [illegible] ہوا کیونکہ [illegible] امام صاحب کی بدگوئی سے [illegible] کرنے کی [illegible]
سوی اور فقہ حنفیہ بہت بلند شائع ہو گیا ۔

درک ابن مبارک فرماتے ہیں [illegible] کوئی شخص ابوحنیفہ کی برائی کرتا ہو تو
مجھے [illegible] اس کے ساتھ [illegible] ہوا [illegible] خدمت سے
[illegible] ہوا [illegible] اس کے بعد
کہا یا امیر [illegible] کہ یہ لوگ جیسا تم [illegible] ہیں [illegible]
[illegible] جیسا کہ [illegible] اس سے [illegible]
[illegible] اور زبان کو بری باتوں سے [illegible] ابوحنیفہ [illegible]
اولیاء اللہ میں ہونا [illegible] اولیاء اللہ [illegible] ان کو اس [illegible]
[illegible] امام صاحب کی بدگوئی موجب [illegible] خصوصیت
[illegible] کو لیا [illegible]

درص عبد العزیز [illegible] سے [illegible]
کہ فرماتے تھے خدا خوار کرے اس شخص کو جو ابوحنیفہ کو برائی سے یاد کرتا ہے ۔

رخ ابراہیم بن معاویہ ضریر کا قول ہے [illegible] امام ابوحنیفہ [illegible] ابراہیم
بن معاویہ کا حال میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ [illegible] ان کی نسبت کہا ہے
[illegible] اور صاحب [illegible] امام صاحب کی [illegible]
[illegible] محبت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

لیکن اگر یہ ہوسکتا کہ فوجیں [illegible] سے یا [illegible] مخالف کی [illegible] اسیطرح جو مذہب امام صاحب کے
معاملہ میں حاسدوں نے [illegible] تھا [illegible] ہے اوس کا قلع و قمع نہ ہوسکا چنانچہ ہر زمانہ
کے پچھلو پچھلو وہ بھی اب تک [illegible] ہر زمانہ کے علماء سے اہل سنت وجماعت
اور ہر مذہب کے مقلدوں کے علماء امام صاحب کے مناقب میں کتابیں تصنیف
کرتے رہے ہیں۔

مولانا استاد نامور محمد عبد الحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے التعلیق الممجد میں لکھا ہے کہ
ایک جماعت نے امام صاحب کے مناقب میں کتابیں لکھی ہیں۔ اگر اون پر مطلع ہونا کرنے والا
محدث یا شافعی المذہب ہو تو اوس کے ہم مذہب علما کی تصانیف کو پیش کرینگے
جیسے تبییض الصحیفہ مولفہ امام سیوطی اور خیرات الحسان مولفہ ابن حجر مکی اور امام ذہبی کی تصانیف
جیسے تذکرۃ الحفاظ اور کاشف اور وہ رسالہ جو خاص امام صاحب کے مناقب میں اونھوں
نے لکھا ہے [illegible] ابن خلکان اور یافعی اور حافظ ابن حجر عسقلانی اور امام نووی اور امام عراقی
وغیرہم کی تصانیف جن میں امام صاحب کے مناقب مذکور ہیں۔ اور اگر وہ مالکی ہو تو
علماء مالکیہ مثل حافظ ابن عبد البر وغیرہ کی تصانیف پر اوس کو مطلع کرینگے اور اگر حنبلی
ہو تو تنویر الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ مولفہ یوسف بن عبد الہادی الحنبلی وغیرہ پیش کرینگے اور
اگر مجتہد ہو تو مجتہدین نے جو اون کی ثنا و صفت کی ہے اوس کو دکھائینگے۔ اور اگر
کوئی عامی المذہب ہو تو عوام کالانعام کا اشتباہ ہی کیا۔ اسکے دیکھئے صرف صاحب کشف
الظنون نے امام صاحب کے مناقب کی جو فہرست دی ہے وہ بیس سے زیادہ کتابیں
ہیں جنکی فہرست شمس العلماء مولوی شبلی صاحب نے سیرۃ النعمان میں لکھی ہے۔ غرض کہ
[illegible] اہل سنت [illegible] کہ متعصب [illegible] علماء نے امام
صاحب کے مناقب میں کتابیں [illegible] الخیرات [illegible] نے بھی شقائق
نعمانیہ لکھی ہے [illegible] لکھی گئی ہیں
[illegible] امام سیوطی رحمہ
اور الخیرات الحسان ابن حجر [illegible] امام صاحب کے مناقب میں لکھی ہیں

الغرض کچھ تعصب ہو کر خطیب بغدادی کی تاریخ سے نقل کی ہیں اور نہ دیکھا کہ خطیب امام صاحب کے سخت مخالف تھے اس لئے حاسدوں کے اقوال کا ایک بڑا ذخیرہ اپنی تاریخ میں جمع کر دیا ہے پھر بھی اسی تاریخ میں اکابر محدثین کے اقوال امام صاحب کی توثیق میں منقول ہیں تو مقبول الخصم ہونے کی وجہ سے ان کو زیادہ ترجیح اور وثوق ہوگا ۔

اب یہ بات معلوم کرنی چاہئے کہ خطیب بغدادی نے امام صاحب کی توہین میں جتنے اقوال نقل کئے ہیں ان میں سے ان لوگوں کے اقوال ہیں جو امام صاحب کے ہم عصر تھے یا وہ ان کے شاگرد ہیں یا انہوں نے ان کی تقلید کی طرح اور یہ کہ بیان امام صاحب کی نسبت کچھ ناحق تعصب کی بنا پر کی گئی تھی جیسا کہ ابن مبارک وغیرہ کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ اکثر لوگ امام صاحب کو حسد و مخالفت کی وجہ سے اتہام دیتے تھے وہ لوگ ہم عصر تھے یا امام صاحب کے ہم عصر تھے اور ان کے شاگرد تھے اور ان کی تحریروں کو مشکوک کر دیا ... امام صاحب کے دشمن تھے جن کی خبریں اکابر محدثین کے نزدیک معتبر نہیں ... اور ... اس کے متعلق آنحضرت ... نے خبر دی ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ... فی امتی ... مالک فی تمام ... کتاب ... اور ... کی ... کتنی ... ہیں مولانا مولوی محمد عبد الحی صاحب لکھنوی نے ... الشکور میں لکھا ہے ۔

ابو عبد اللہ ذہبی نے سیر اعلام النبلاء میں محمد بن حاتم کے ترجمہ میں لکھا ہے ذکرہ ابو حفص الفلاس ... قلت ہذا من کلام الاقران الذی لا یسمع فان الرجل ثبت حجۃ انتہی اور ابن حجر کی رسالہ الخیرات الحسان فی مناقب النعمان میں ہے قول الاقران بعضہم فی بعض غیر مقبول قد صرح بہ الحافظان الذہبی وابن حجر ... لا سیما اذا لاح انہ لعداوۃ او لمذہب اذ الحسد لا ینجو منہ الا من عصمہ اللہ قال الذہبی وما علمت ان عصرا سلم اہلہ من

تک الا عدی الثانی والثالث ... انتہی اور بھی اوسی میں ہے قال التاج السبکی
فی الطبقات الذی سلکنا نحن ان ننبہہم ان قاعدۃ تقدیم الجرح مقدم علی
التعدیل علی اطلاقہا لیست بقاعدۃ بل من ثبتت امامتہ وعدالتہ وکثر
مادحوہ وندر جارحہ وکانت ہناک قرینۃ دالۃ علی سبب جرحہ من تعصب
مذہبی او غیرہ لم یلتفت الی جرحہ ثم قال بعد کلام طویل قد عرفناک
ان الجارح لا یقبل منہ الجرح وان فسرہ فی حق من غلبت طاعاتہ علی معاصیہ
ومادحوہ علی ذامیہ ومزکوہ علی جارحیہ اذا کانت ہناک قرینۃ
یشہد العقل بان مثلہا حامل علی الوقیعۃ فیہ من تعصب مذہبی او منافسۃ
دنیویۃ کما یکون بین النظراء او غیر ذلک فحینئذ لا یلتفت لکلام
الثوری وغیرہ فی ابی حنیفۃ وابن ابی ذئب وغیرہ فی مالک وابن
معین فی الشافعی والنسائی فی احمد بن صالح ونحو ذلک قال ولو اطلقنا تقدیم
الجرح لما سلم لنا احد من الائمۃ اذ ما من امام الا وقد طعن فیہ الطاعنون وہلک
فیہا الہالکون انتہی اور تنقیح المنقح میں ہے کہ اس قول کو ابن عبد البر نے مطلقاً
ضعیف بتلایا الا ان الصحیح بعضہم فی بعض ورای ان اہل
العلم لا تقبل الجرح فیہم الا ببیان واضح فان انضم الی ذلک عداوۃ فہو اولی
بعدم القبول الشافعی ... عبد العزیز الہاشمی المکی المعروف بابن فہد المتوفی فی
عشر سنہ ۹٦۰ھ نے ضوء اللامع فی اعیان القرن التاسع میں سخاوی کے ترجمہ سیوطی
کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ الذی ادین اللہ بہ ان ما قال کل منہما
فی الآخر السیوطی والسخاوی فی صاحبہ لا یقبل کمقالۃ المعاصرین فی بعض
مع ان الحافظ السخاوی انصف صاحب الترجمۃ بما ترجمہ بہ ولم ینصف
بما ذکرہ ... وعند اللہ یجتمع الخصوم انتہی اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ منہاج
السنۃ میں جوابات سوالات ... میں لکھتے ہیں معلوم ان مجرد قول الخصم فی
خصمہ لا یوجب القدح فی واحد منہما فہذا کلام احد المتشاجرین

[illegible] ایک [illegible] دوسرے [illegible]

[illegible] جیسا التعصب [illegible]

[illegible] ثابت ہوا اور [illegible]

[illegible] کثرت [illegible]

[illegible] قابل التفات نہیں [illegible] ابوحنیفہ [illegible]

[illegible]

[illegible] قابل التفات نہیں [illegible]

[illegible] ابوزرعہ اور ابوحاتم [illegible] امام بخاری [illegible] متروک

[illegible] متروک [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] امام [illegible]

[illegible]

[illegible] بعض [illegible]

[illegible] مالک [illegible] العلماء

[illegible] بعض [illegible] علی کا قول

[illegible] قابل التفات نہیں [illegible] ابن

عبدالرحیم [illegible] عالم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کرنے والے معاصرین تھے وہ بے قرار تھے اور یہ الزام وہ لگاتے تھے اکابر محدثین کی جماعت کثیرہ کی گواہی اون تمام الزامون سے امام صاحب کو بری کر رہی ہے۔ اور اسی سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ الزام لگانے کا منشا حسد تھا یا لاعلمی وہ ظاہر ہے کہ ایسے لوگون کی بات قابل اعتبار نہیں ہو سکتی۔ بہر حال اکابر محدثین کے تائب ہونے اور توثیق کرنے سے یہ ضرور ماننا پڑیگا کہ امام صاحب اون تمام الزامون سے بری ہین جنکو مخالفت نقل محفل بنا کر تا بعین حق کو امام صاحب سے بدظن کرتے ہین اور مصداق آیۂ شریفہ ان بعض الظن اثم خود بھی گناہ مین پڑتے ہین اور اورون کو بھی گناہ مین ڈالتے ہین نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔

جب ہمین یہ بات معلوم ہو گئی کہ اکابر محدثین نے اوائل مین امام صاحب پر جو الزام لگائے سب سے توبہ کر کے اون کے علم و فضل اور ورع کا اعتراف کر لیا تو اوس کے بعد کوئی طعن قابل توجہ نہ رہا۔ مگر مزید توضیح کے لئے بعض مطاعن مین تفصیلی بحث بھی کیجاتی ہے امام صاحب پر ایک طعن یہ کیا جاتا ہے کہ وہ حدیث نہین جانتے تھے۔ اسکا جواب مباحث سابقہ سے ظاہر ہے کہ اکابر محدثین نے اعتراف کیا ہے کہ امام صاحب علم و تفقہ مین بے مثل و بے نظیر تھے اس سے اون کی حدیث دانی کا حال خود معلوم ہو گیا کیونکہ اوس زمانہ مین سوائے قرآن و حدیث کے مسلمانون مین کوئی علم ایسا نہ تھا جس کے جاننے والے کو عالم کہتے ہون اور یہ نہین ہو سکتا کہ امام صاحب کے علم کی تعریف کرنے والون کی مراد اور علم سے ہو کیونکہ ابن عبد البر رح نے کتاب جامع بیان العلم وفضلہ کے باب معرفۃ اصول العلم مین لکھا ہے کہ متقدمین اور متاخرین کا اس پر اتفاق ہے کہ رائے کو علم نہین کہتے اور ایک جماعت نے خاص حدیث کی تصریح بھی کر دی ہے اور امیر المومنین فی الحدیث یعنی ابن مبارک رح نے امام کو حدیث دانی ہی کی وجہ سے امام اعظم کہا ہے۔ ایک جماعت محدثین نے خبر دی ہے کہ مناظرہ ہمیشہ صرف احقاق حق کے لئے کیا جاتا ہی کہ اوس مین امام صاحب پر کوئی غالب نہین آتا تھا اس سے بھی اون کی حدیث دانی

ظاہر ہے کیونکہ اگر حدیث ہی جانتے تھے تو دلیل کیا پیش کرتے ہونگے ۔ پھر جوق جوق محدثین دور دور سے آکر حلقۂ درس مین جو شریک ہوتے تھے کوئی ہولی بات نہین بلکہ اون کے تبحر علمی اور علمار مین ممتاز ہونے کی ایک واضح دلیل ہے بات یہہ ہے کہ امام صاحب جس زمانہ مین تھے وہ شباب علم کا زمانہ تھا اور اوس کے بعد انحطاط شروع ہوگیا اور جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے بُعد ہوتا گیا ۔ علم مین کمی آتی گئی دیکھ لیجئے امام احمد بن حنبل رح کو محدثین نے آٹھوین طبقہ مین لکہا ہے اور امام بخاری رح کو نوین طبقہ مین اس ایک ہی طبقہ کے تقدم و تاخر مین علم کی اسقدر کمی ہوئی کہ ایکبارگی چھہ لاکھ سے زیادہ صحیح حدیثین جاتی رہین اور صرف ایک لاکھ رہ گئیں جس کا ثبوت اس سے ہوتا ہے کہ امام احمد رح سات لاکھ سے زیادہ صحیح حدیثون کی خبر دیتے ہین جو اون کو یاد تھین اور امام بخاری رح کو اون مین سے صرف ایک لاکھ صحیح حدیثین پہونچین کیون نہو صحیح حدیث ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یاتی علیکم زمان الا الذی بعدہ شر منہ لحدیث رواہ البخاری یعنے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر زمانہ کے بعد والا زمانہ بدتر ہوگا ۔ انتہی اب اس صحیح حدیث کے مقابلہ مین کون کہہ سکتا ہے کہ امام بخاری رح کا زمانہ امام صاحب کے زمانہ سے فضیلت علمی مین بہتر تھا ۔ جب نوین طبقہ کی نسبت آٹھوین طبقہ مین علم اس قدر زیادہ تھا تو امام صاحب پانچوین طبقہ مین تھے قیاس کیجئے کہ اوس زمانہ مین کس قدر علم ہوگا اور نوین طبقہ کو اوس کے ساتھہ کیا نسبت یہی وجہ ہے کہ باوجودیکہ امام بخاری رح نے طلب علم مین نہایت کوشش کی مگر صرف ایک ہزار اسی استاد اون کو ملے جیسا کہ مقدمہ فتح الباری مین لکہا ہے اور اوپر معلوم ہوا کہ امام صاحب کے چار ہزار استاد تھے جن سے امام صاحب نے صرف حدیثین حاصل کی تھین ۔

اب تعصب کو ایک طرف رکھ کے امام صاحب اور امام بخاری رحمہما اللہ کے علم کا موازنہ کیا جائے تو معلوم ہو کہ دونون کے علم مین کس قدر تفاوت ہے امام صاحب اوس زمانہ مین تھے جس کا خیر القرون ہونا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے جو دینی اور علمی برکات

[illegible] امام صاحب کے اساتذہ کی کثرت اور اساتذہ بھی اوس زمانہ
[illegible] شوق علم حدیث کے رگ و ریشے مین موجزن تھا۔ اور امام بخاری
نے زمانہ مین [illegible] آثار قیامت کی ابتدا ہو چکی تھی کیونکہ حدیث شریف مین وارد ہے
[illegible] النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اشراط الساعۃ یظہر الجہل ویقل العلم
الحدیث رواہ البخاری [illegible] اوس زمانہ سے لیکن امام رح کو سانہ
[illegible] پہونچنے [illegible] امام بخاری رح کو صرف ایک لاکھ پہونچین تو اسکا
[illegible] سے شروع ہو گئی تھی۔ اور اوس زمانہ سے محدثین
[illegible] اساتذہ سے اونکی تبحر علمی اور اعلم الناس ہونے کی
[illegible] اہل انصاف خود سمجھ سکتے ہین کہ امام صاحب کو صحیح روایتین
[illegible] امام بخاری صاحب کو۔

[illegible] اوسکی وجہ یہی تھی کہ اوسکا کافی ذخیرہ
[illegible] اور تقوی اور احتیاط کا مقتضی تو یہ تھا کہ کبھی اسکا
[illegible] اگر بغیر سرمایہ حدیث کی اونکی جرات اسکا
[illegible] اساتذہ اونکے فتوی کو ہرگز قبول نکرتے کیونکہ فتوی دینے کیلئے
[illegible] ضرورت ہے جیسا کہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ
[illegible] امام احمد رح سے کسی نے پوچھا کہ فتوی دینے کیلئے ایک لاکھ حدیثین کافی ہو سکتی
[illegible] کہا کہ پانچ لاکھ حدیثین کافی
[illegible] حدیثین کافی ہو جاینگی۔ غرض کہ باوجود
[illegible] امام صاحب کا فقہ کو مدون کرنا اور اکابر محدثین
[illegible] اوسکا قبول کر لینا اس بات پر شاہد و
[illegible] صحیح حدیثون کا سرمایہ ضرور اونکے پاس تھا
[illegible] امام احمد ابن حنبل رح نے بیان کی ہے اور چونکہ امام بخاری رح
[illegible] اقرار ہے کہ ایک لاکھ سے زیادہ صحیح حدیثیں یاد تھین اس لئے

امام احمد رح کے قول کے مطابق [illegible] روایت کے [illegible] تھے [illegible]
ہو گیا کہ [illegible] ہے کہ [illegible]
[illegible]
اوس کے [illegible] انکار [illegible] کہ [illegible] نہیں [illegible]
یہاں یہ بات [illegible] امام احمد رح [illegible]
[illegible] امام صاحب [illegible] اور [illegible]
[illegible]
امام احمد رح کے [illegible] روایت [illegible]
[illegible] اور اوس [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] روایت [illegible]
[illegible]
[illegible]
اور یہی [illegible] چنانچہ امام احمد رح نے اون کو [illegible] ترک کر دیا [illegible]
[illegible]
اور [illegible] اگر امام [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

وسائط اور قلت تدین کی وجہ سے ایسی حدیثین بہت کم ملین جن کے اسنادون کے کل راوی مستند اور مقبول ہوں اس لیے بہت سی حدیثون کو ساقط الاعتبار کرنے کی ضرورت ہوئی چنانچہ نکت مین ابن حجر عسقلانی رحمہ نے لکھا ہے کلما کثرت رجال الاسناد احتیاجنا قد ل الی کثرت البحث عن احوالھم اسناد عالی جو محدثین کو مطلوب اور مرغوب ہوتی ہے اوس کی انتہا وجہ ہے کہ جس قدر اسناد مین لوگ کم ہونگے خلل کم ہوگا جیسا کہ ابن صلاح رحمہ نے مقدمہ مین لکھا ہے العلو یبعد الاسناد من الخلل لان کل واحد من رجالہ یحتمل ان یقع الخلل من جہتہ سہوا او عمدا ففی قلتھم قلتہ جہات الخلل و فی کثرتھم کثرۃ جہات الخلل وھذا جلی واضح ۔ حاصل یہ کہ جس قدر رجال اسناد مین کم ہون خلل کا اندیشہ کم ہے اور جس قدر زیادہ ہون زیادہ ہے ۔ دیکھیے کہ امام صاحب چونکہ پانچوین طبقہ مین ہین اس لیے اون کی اسنادون مین رجال بہت کم ہوتے تھے تقریباً کل اساتذہ تابعی تھے جن کا اہل خیر و متدین ہونا اس حدیث شریف سے ثابت ہے جو بخاری شریف مین ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم خیر الناس قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم یجیئی قوم یسبق شہادۃ احدھم یمینہ و یمینہ شہادتہ اور ایک روایت مین ہے ثم یفشو الکذب ۔ اور قطع نظر اس کے اہل تدین جب کسی سے روایت لیتے ہین پہلے اون کو جانچ لیتے ہین کیونکہ خبر مین وارد ہے کہ جس سے تم علم لیتے ہو پہلے دیکھ لو کہ وہ اس قابل ہے یا نہین چنانچہ مسند مین عن علی کرم اللہ وجہہ انظروا عمن تاخذون ھذا العلم فانما ھو الدین ۔ نکت مین ابن حجر رحمہ نے لکھا ہے کہ اگرچہ امام بخاری رحمہ کے بعض شیوخ مین کلام کیا گیا ہے لیکن چونکہ امام بخاری رحمہ کو اون سے ملاقات تھی اور اون کے احوال کو خوب دریافت کر چکے تھے اس لیے اون کی روایت معتبر سمجھی جاتی ہے چنانچہ قال الذین انفرد بھم البخاری ممن تکلم فیہ اکثرھم من شیوخہ الذین لقیھم و عرف احوالھم و اطلع علی احادیثھم

ثم تمییز جیدها من ردیها بخلاف مسلم فان اکثر من تفرد بتخریجهم حدیثه
ممن تکلم فیه من المتقدمین ولا شک ان المرء اشد معرفة بحدیث
شیوخه وتصحیح حدیثهم من ضعیفه ممن تقدم عن عصرهم انتهى
امام صاحب نے جن کو استاد بنالیا تھا اون کے تدین سے وثوق ہی تھا جس
وجہ سے اون کے معتبر اور موثق ہونے مین کلام ہی نہین اب رہے اون کے اساتذہ
سو اگر وہ صحابہ مین ہین تو اون مین کون کلام کر سکتا ہے وہ سب عدول ہین نہ اونکی
تعدیل کی ضرورت ہے نہ اون کی حدیث کے لئے متابع اور شاہد کی تلاش کرنے
کی احتیاج اور اگر وہ بھی تابعی ہین تو اون مین بھی بحث کرنے کی چندان ضرورت نہین
کیونکہ یہہ زمانہ مبشر بالخیر ہونے کی وجہ سے اون حضرات مین کذب کا احتمال بہت ہی
ضعیف ہے اور اگر توثیق کے لئے متابع اور شاہد کی ضرورت ہوئی بھی تو ایک دو روایتین
اوس کے لئے کافی ہین — میزان الاعتدال مین امام ذہبی رحمہ نے علی ابن عبد اللہ کے
حال مین امام بخاری رح کا قول نقل کیا ہے بل الثقة الحافظ اذا انفرد باحادیث کانت
ارفع له واکمل لرتبته وادل على اعتنائه بعلم الاثر وضبطه دون اقرانه
لاشیاء ما عرفوها اللهم الا ان تبین غلطه ووهمه فی الشیء فیعرف ذلک
فانظر اول شیء الى اصحاب رسول الله صلى الله علیه وسلم الکبار والصغار
ما فیهم احد الا وقد انفرد بسنة افیقال له هذا الحدیث لا یتابع علیه
وکذلک التابعون کل واحد عنده ما لیس عند الاخر من العلم امام بخاری رح
کے اس قول سے تو صاف ظاہر ہے کہ صحابہ اور تابعین سے جو روایت لی جاتی تھی اوسکی
توثیق کے لئے اس تحقیق کی حاجت نہ تھی کہ کسی دوسرے نے بھی وہ روایت کی ہے
یا اوس کے معنی مین دوسری روایت بھی وارد ہے یا نہین — الحاصل آٹھوین اور نوین
طبقے والون کو ایک ایک حدیث کے لئے سو سو طریقے معلوم کرنے کی ضرورت تھی
جس کی وجہ سے ایک ایک حدیث کی سو سو حدیثین بن جاتی تھین اور قدما کی سیکڑون
یا ہزارون حدیثین متاخرین کو پہونچتے تک لاکھون کے شمار مین آجاتی تھین جس کا حال

چنانچہ مسلم ہے [illegible] قدما کے یہاں قلت تعداد احادیث بنسبت متاخرین کے ایک
لازمی امر ہے اس سے [illegible] اعتراض کا بھی جواب ہو گیا جو کہا جاتا ہے کہ متاخرین کو
احادیث [illegible] پہونچیں [illegible] نصیب نہیں ہوئیں اس لئے [illegible]
پہونچی [illegible] مگر [illegible] اسنادیں بکثرت سے [illegible]
[illegible] پڑے گا۔ اگر [illegible] کیا جاوے تو یہ بات
[illegible] قدما کو ملے تھے متاخرین کو نصیب نہیں ہوئے
اس [illegible] پہونچی ہوں [illegible]
نہیں [illegible] امام بخاری [illegible]
[illegible] یہ دعوی [illegible]
[illegible] امام احمد [illegible] سماعت
[illegible] امام [illegible] ان کی [illegible]
پہونچیں [illegible]
وہ بھی امام احمد [illegible] اعتماد [illegible] اب [illegible]
[illegible] پہونچی [illegible] ہو گئی ہوں گی
پھر [illegible] اسنادوں سے پہونچیں
جو [illegible] ضعیف آگیا بلکہ قابل الاعتماد [illegible] صحیح [illegible]
قدما کے پاس [illegible] متاخرین [illegible] نصیب ہوا چنانچہ ابن خلدون نے [illegible] میں لکھا ہے کہ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

بعض تو ایسے شخصوں کے ذریعہ سے یا منقطع اسناد سے امام صاحب تک پہنچی تھیں
وہ صحیح نہیں یا بالکل پہنچیں ہی نہیں۔ قدما کے پاس اگرچہ کتابیں تھیں مگر ان کے
سینوں میں ان کتابوں سے کئی حصے زیادہ حدیثیں تھیں [illegible]
کہ کوئی واقف شخص اس میں شک نہیں کر سکتا [illegible] تحقیق [illegible]
ہیں کہ جو صحیح روایتیں امام صاحب کو پہنچیں [illegible] استاد [illegible]
اور نویں طبقے والوں تک [illegible] ایک حصہ تو پہنچا [illegible]
اوس میں سے بہت سی حدیثیں درجہ صحت سے ساقط ہو گئیں [illegible]
کام لیا جائے تو پھر ماننا پڑیگا کہ جو صحیح روایتیں امام صاحب کو [illegible]
کو پہونچی تھیں اور جو غیر صحیح حدیثوں کا امام صاحب [illegible]
اس تقریر سے اوس اعتراض کا بھی جواب ہو گیا جو کیا جاتا ہے کہ امام صاحب [illegible]
تحقیق اور تدوین احادیث کی ہوئی اس لئے بہت سی حدیثیں [illegible]
اس میں شک نہیں کہ اوس زمانہ میں تحقیق حدیث تو [illegible]
اس تحقیق کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو مستند تھا اوس سے زیادہ حدیثیں [illegible]
نزدیک مسلم تھی ضعیف ہو گئیں اگر صحت کا مدار صحاح ستہ [illegible]
کی صحت کی تحقیق [illegible]
نویں طبقہ والوں کے خیال سے [illegible]
[illegible] اس طبقہ والوں [illegible]
تصحیح کی اوس [illegible] کل حدیثیں جو ان کی تصنیفوں میں ہیں [illegible]
سب غلط یا ضعیف نہیں [illegible] احادیث کو جو مدون نہیں کیا اوس کی وجہ [illegible]
کہ تدوین احادیث کا مسئلہ اوس زمانہ میں مختلف فیہ تھا چنانچہ امام سیوطی رحمہ اللہ نے
تدریب الراوی میں لکھا ہے کہ ابن عمر اور ابن مسعود اور ابو موسیٰ اور ابو سعید خدری اور
ابو ہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم اوس کو مکروہ سمجھتے تھے اس وجہ سے کہ

[illegible] حدیث شریف [illegible] مسلم شریف میں ہے [illegible] ان [illegible]

قال لا تکتبوا عنی شیئاً الا القرآن ومن کتب عنی شیئاً غیر القرآن
فلیمحہ یعنے حضرت نے فرمایا کہ مجھسے سوائے قرآن کے کچھ مت لکھو اور اگر کسی نے کچھ
لکھا ہو تو مٹا دے۔ اور بعض روایات جواز کتابت پر بھی وارد ہین۔ پھر جو حضرات کتابت
کو جائز رکھتے تھے اونھون نے بھی تدوین کتب کو جائز نہین رکھا چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ
باوجودیکہ کتابت حدیث کو جائز رکھتے تھے اور تدوین احادیث مین صحابہ سے مشورہ
لیا اور سب نے جمع کرنے کی رائے بھی دی مگر ہمت نہوئی۔ اور ایک مہینے تک
اس باب مین استخارہ کرتے رہے آخر فرمایا کہ مین نے سنن کو جمع کرنے کا ارادہ کیا
تھا لیکن مجھے یہ بات یاد آگئی کہ گذشتہ امتون کے لوگون نے کتابین لکھین اور
انھین مین مشغول ہوگئے اور خدائے تعالے کی کتابون کو چھوڑ کر۔ خدا کی قسم مین
کتاب اللہ کو کسی چیز کے ساتھ ملتبس نکرونگا انتہی ملخصاً۔ اور تذکرۃ الحفاظ مین امام ذہبی رح
نے لکھا ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میرے والد نے پانسو
حدیثین جمع کی تھین ایک رات مین مین نے اون کو دیکھا کہ بستر پر بے چین اور
کروٹین بدل رہے ہین مین نے پوچھا کہ کوئی شکایت یا تکلیف لاحق ہوئی ہے یا
کوئی متوحش سا خبر پہونچا ہے جس سے بے چین ہین کچھ جواب نہ دیا اور
صبح ہوتے ہی فرمایا اے لڑکی وہ احادیث جو تمہارے پاس رکھی ہین لے آؤ
جب مین لے گئی تو آگ منگوا کر جلا دیا۔ مین نے جلانے کا سبب دریافت کیا
تو فرمایا مجھے اس بات کا خوف ہوا کہ کہین ایسا نہو کہ مین مر جاؤن اور وہ حدیثین
میرے پاس رہین اور اون مین کسی ایسے شخص کی روایتین بھی ہون جس کو
مین نے امانت دار سمجھا اور اوس کے روایتون کی توثیق کی اور در اصل وہ
ایسی نہون جیسے اوس نے بیان کیا اور وہین اون کے نقل کرنے کا باعث
ہو جاؤن انتہی۔ چونکہ وہ ابتدائی زمانہ اسلام تھا اور قاعدہ کی بات ہے
کہ ہر چیز کی ابتدا مین کمال درجہ کی احتیاط اور اقسام کی پابندیان اور رعایتین ہوا
کرتی ہین اس لئے ایک مدت تک یہ احتیاط جاری رہی کہ جب کسی سے حدیث لیتے تو

بہت دیکھ بھال کر لیتے اور اوس کی حفاظت میں رہتے [illegible] تا کہ اپنے [illegible]
کسی کو پہر کبھی بھی وہ [illegible] اور بعض [illegible] اور کئی باتوں [illegible]
کے [illegible] اچھی بات کبھی [illegible] نہین ہوتی [illegible]
[illegible]
اور اون [illegible]
[illegible]
[illegible] اون مسلمانوں کو ایک [illegible]
کو دین کی احتیاط مین چھوڑا [illegible]

اب غور کیجئے کہ ان [illegible] تھا [illegible]
احتیاط شہر [illegible] اور اون کی [illegible] جو [illegible] پر [illegible]
مستند قرار دینا [illegible] اور [illegible]
جیسا لکھا جاتا ہے کہ صحابہ جب [illegible] متفرق ہوگئے تو ہر شہر والے اون کو [illegible]
وہ روایت کرتے اور جن امور مین [illegible] اون کے پاس [illegible]
اسیوجہ سے اختلافات [illegible] اور [illegible] اور قیاس [illegible]
کو قبول کیا جو اون کے [illegible] جیسا کہ امام محمد کی کتاب [illegible]
ظاہر ہے کہ ابو حنیفہ ابراہیم [illegible] کے [illegible] تھے۔

یہ درست ہے کہ صحابہ جب متفرق ہوئے تو کل احادیث [illegible]
جا بجا متفرق ہوگئے اور اختلاف [illegible] اسیوجہ سے جب [illegible] رشید نے امام مالک
سے کہا [illegible] چاہتا ہون کہ موطا کو [illegible] مین لٹکا دون اور حکم کردون [illegible]
عمل کیا جاوے امام مالک [illegible] قبول نہ کیا اور فرمایا [illegible] متفرق ہوگئے
اور [illegible]
[illegible] کہ بعض [illegible] جب [illegible] نہین پہونچی [illegible] اور
[illegible] کو [illegible] نہین [illegible] جو کچھ [illegible] مین [illegible]

ہو جاتی تھی اور دین صرف چند حدیثوں میں محدود ہو جاتا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ چونکہ دین کے خیرخواہ
تھے اور خود پسند نہ تھے اس لئے اپنی کتاب کو واجب العمل بنانا پسند نہیں کیا تاکہ دین کی ہر ایک
اسلامی دنیا میں شائع ہو چکا تھا جنہوں نے [illegible] ہاتھ سے [illegible] چنانچہ [illegible] امام
صاحب کے ہاتھ آیا جیسا کہ [illegible] حدیث اور [illegible] سے کہیں زیادہ [illegible]

[illegible]

پر تشویش [illegible] تھے [illegible] اور ان کے اجتہاد کا
مدار [illegible] کتاب الآثار [illegible] انھوں نے
[illegible] اور ان کے
[illegible]
[illegible] اور [illegible]
[illegible]
[illegible] حضرت [illegible]
[illegible] اور [illegible]
[illegible] کتاب الآثار میں
[illegible] امام محمد [illegible]
آثار پر ہے جو کتاب الآثار میں [illegible]

[illegible]

[illegible] امام [illegible] کے اجتہاد کا [illegible] حضرت [illegible] اقوال یا وجوہ کی وجہ سے [illegible]
[illegible] مالک کی [illegible] سے اجتہاد کے وقت اور [illegible]
[illegible] ایک شخص [illegible]
جواب [illegible] امام ابو حنیفہ [illegible] حدیث [illegible]
[illegible] امام [illegible] اور [illegible]
[illegible] امام احمد [illegible]
[illegible] روایت [illegible]
حدیثیں [illegible] صحیح روایتیں اور [illegible]
[illegible] امام [illegible]
[illegible] صحیح [illegible] حدیث کا [illegible]
[illegible]
[illegible] امام [illegible]
[illegible]
[illegible] صحیح البخاری میں لکھا ہے کہ [illegible]
[illegible]
[illegible] قیاس [illegible]
[illegible] امام احمد [illegible]
[illegible] صحیح حدیثیں [illegible] قیاس [illegible]
[illegible] امام صاحب [illegible] موقع [illegible]
[illegible] امام صاحب کو [illegible] اساتذہ
[illegible]
[illegible] مالک کی حدیثوں کا
[illegible]

اور مجتہد ہونے کے وقت وہ سب پیش نظر رہتا تھا چنانچہ یہ بات بھی [illegible]

ہے کہ اگر کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو [illegible] امام ابو حنیفہ کے مقلد [illegible]

اور [illegible] یہاں تک کہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کتاب میں [illegible]

[illegible]

اور ان کے اقوال پر فتوے [illegible] اون کی فقہ کی [illegible]

[illegible] کہ افتی الامام الاعظم [illegible]

[illegible] حدیث پر ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے

کہ امام صاحب کو [illegible] کا مطلب [illegible] درایت کے

[illegible] تھے

قبل اس کے کہ اس اعتراض کا جواب دیا جائے درایت کے معنی بیان کرنے کی ضرورت ہے۔ منتہی الارب میں لکھا ہے کہ درایت کے معنی بینائی دل کے ہیں اور اسی کو بصیرت بھی کہتے ہیں۔ فوائد اللغوبین لکھا ہے۔ البصیرۃ فی القلب کالبصر فی العین البصیرۃ تدرک المعقولات والبصر المحسوسات۔ یہی بصیرت ہے جس نے ایک جماعت کو عوام الناس سے ممتاز کر کے اعلیٰ درجہ کے خطاب الٰہی کا افتخار بخشا۔ جیسا قال تعالیٰ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ اسی بصیرت اور بینائی دل کو حق تعالیٰ نے [illegible] سے ذکر فرمایا چنانچہ ارشاد ہے۔ ان فی ذلک لایات لاولی النہی وقولہ تعالیٰ واتقون یا اولی الالباب۔ اس سے یہ بات معلوم ہو سکتی ہے کہ بینائی دل [illegible] اور کوئی چیز نہیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اساس البلاغۃ کی اس عبارت [illegible]

[illegible] الفطنۃ اور [illegible]

[illegible] والفقیہ العالم الذی

[illegible] حاصل [illegible]

[illegible] اور احکام [illegible] کیا جاتا

[illegible] اور تمام عقل سے متعلق [illegible]

[illegible] ایسا [illegible] کو [illegible]

[illegible] قرآن و حدیث [illegible] عقل کا ذکر [illegible]

[illegible] ان فی ذلک لآیات لاولی النہی [illegible] لعلکم تعقلون

[illegible] عقل مذکور [illegible] مقصود ہے کما قال تعالیٰ [illegible]

[illegible] تعقلون اس [illegible] عقل [illegible] ایک نعمت عظمیٰ ہے جس کی [illegible]

[illegible] عقل سے [illegible] آدمی [illegible] ممتاز بنایا۔ اسی عقل سے

[illegible] کفار کو حیوان [illegible]

[illegible] اس کا [illegible] اون [illegible]

[illegible] لا یفقہون بہا الی قولہ اولئک

[illegible] کہ وہ

[illegible] اس سے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اور [illegible]

[illegible] قیاس کرتے ہیں کہ وہ [illegible] کے

[illegible] اور بہت سارے مسائل ہیں کہ نصوص کے مقابلہ میں اپنے

قیاسات [illegible] پیش کرتے ہیں ایسے لوگوں کو حق تعالیٰ نے قوم لا یعقلون فرمایا ایسے

قیاس ہمارے دین میں صحیح نہیں اور اس کی شکایت تیرا اول من قاس ابلیس [illegible]
[illegible] اور عقل سے [illegible]
[illegible]

[illegible] تحریر سے اصحاب الرائے کو اتلاف سنت
[illegible] اس سے کہ جیسا اہل باطل [illegible]
[illegible] آئے اور پیش کریں تو وہ انکار کرتے ہیں
[illegible] کوئی حدیث صحیح باقی [illegible]
[illegible] فرق [illegible] ساقط الاعتبار [illegible] تدبیر [illegible]
[illegible] امام صاحب [illegible] حدیث مرسل کو بھی صحیح سمجھتے ہیں اور اسکے
[illegible] اپنی رائے سے اوس کو دائرہ صحاح سے
[illegible] کہ امام صاحب رائے کے زیادہ پیرو ہیں بانسبت [illegible] اور
امام صاحب حدیث کے زیادہ معتقد اور محب ہیں بانسبت محدثین مروی ہے کہ امام ابو یوسف
[illegible] کہ اس امت کا بڑا فتنہ وہ قوم ہے جو اپنی رائے سے قیاس کر کے
[illegible] حلال کو حرام اور [illegible] ظاہر ہے کہ حرام کو حلال بنانا اوسی کا کام ہے [illegible]
[illegible] مخالف قرآن و حدیث ہے ۔ الحاصل جو رائے مخالف قرآن و حدیث ہو
اوس سے [illegible] چنانچہ خود امام صاحب [illegible] اوس سے
[illegible] سے نقل کیا ہے اور ابا حنیفہ
[illegible] باتباع السنة یعنی امام صاحب
[illegible] اور اس سے کچھ
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اس زمانہ
[illegible] رائے سے قیاس کیا کرتے تھے
[illegible] کو ایک نئی بات سمجھتے تھے چنانچہ ابھی معلوم ہوا کہ عمر رضی
[illegible] اصحاب الرائے [illegible] اور ابن عباس نے رائے سے ڈرایا ہے باوجودیکہ

[illegible] کی رائے [illegible] تو ہو یا کرتے تھے جیسا کہ [illegible] ہے [illegible]
[illegible] هذا رأی عمر فان کان صوابا فمن الله
وان کان خطأ فمن عمر یعنی یہ عمر کی راے ہے اگر صواب پر ہے تو اللہ کی طرف
سے ہے اور اگر خطا پر ہے تو عمر کی طرف سے ہے اس موقع میں کچھ کسی نے
[illegible] راے تو بری چیز ہے جس سے آپ خود ڈرا کرتے تھے پھر آپ
[illegible] کیوں روتے ہیں کاش امام صاحب کے مخالف اوس وقت
موجود ہوتے [illegible] اور ہمیشہ کا جھگڑا مٹ جاتا - اور
[illegible] عن مروان بن حکم قال قال لی عثمان بن عفان ان عمر
قال لی انی قد رأیت فی الجد رأیا فان رأیتم ان تتبعوه فاتبعوه قال عثمان ان نتبع
[illegible] وان نتبع رأی الشیخ قبلک فنعم ذو الرأی کان فکان
[illegible] یعنی عمر رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جد کی میراث
[illegible] میں نے ایک راے سوچی ہے اگر تم مناسب سمجھتے ہو تو اوس کی اتباع
[illegible] اگر پہلے آپ کی راے کی اتباع کریں تو وہ بھی رشید ہے لیکن آپ سے
[illegible] ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑی راے تھے اون کی راے کی
اتباع کریں تو بہتر ہوگا [illegible] قرار دیا تھا [illegible] رضی اللہ عنہ نے
[illegible] راے [illegible] اور عثمان رضی اللہ عنہ نے اوس کی تعریف کی یعنی صدیق اکبر
[illegible] راے کہا اب غور کیجئے کہ صدیق اکبر
[illegible] ہوں تو ابوحنیفہ کا صاحب راے ہونا کیوں
[illegible] سے ثابت ہوتی ہے
[illegible] علوم کر لیا ہے کہ جس طرح عمر رضی اللہ عنہ
[illegible] اسی طرح امام [illegible] تھے
[illegible] کہ هذا الذی نحو علیہ رأی
[illegible]

اتباع کو ضروری کہتے تھے۔ دارمی میں بھی روایت ہے عن طاؤس قال سمعت

سمعت ابن عباس ... الرأی لتترکن ... ابن عباس رضی اللہ عنہ کسی مسئلہ

میں کوئی رائے نہ سوچتے تھے اور سائل کو زجر کر دیتے تھے یعنی حال امام صاحب کا تھا

... لکھا ہے ... سے ... ہے

... ایسا اعتراض امام صاحب پر بھی تھا اور ان کی بات نہیں ... جس کا حال بیان ہوا

معلوم ہوا ... امام صاحب کے قول و فعل ... رضی اللہ عنہم ... اصحاب پر الزام لگایا جاتا ہے

... امام صاحب ... جس رائے کی برائی ان حضرات

سے بیان کی ہے ... جس کا حال ابھی معلوم ہوا اور جس رائے کا

وہ استعمال کرتے تھے اور ... کی اجازت قرآن و حدیث سے ثابت ہے ... بحث اجتہاد

... ثابت کر آئے ہیں ... بحث قیاس ... حدیث معاذ ... اجتہد برأیی ولا آلو

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ... کرتے تھے

... اور ... قول ... قول القرآن ... السنۃ

... الرأی ... سے ... حدیث ... رائے

کو ... چھوڑ ... روایت ہے عن القاسم ان ابا بکر الصدیق

کان اذا نزل بہ امر یرید فیہ مشاورۃ اہل الرأی واہل الفقہ دعا رجالا من المہاجرین

والانصار دعا عمر وعثمان وعلیا وعبد الرحمن بن عوف ومعاذ بن جبل وابی بن

کعب وزید بن ثابت وکل ہؤلاء کان یفتی فی خلافۃ ابی بکر وانما تصیر

فتوی الناس الی ہؤلاء فمضی ابو بکر علی ذلک ثم ولی عمر فکان یدعو

ہؤلاء النفر وکانت الفتوی تصیر وہو خلیفۃ الی عثمان وابی وزید ... ابن سعد

... اس کا یہ ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں عمر، عثمان، علی، عبد الرحمن

بن عوف، معاذ بن جبل، ابی، زید رضی اللہ عنہم اہل رائے ... فتویٰ ... تھا

... رائے پر ... جاری رہا ... اہل الرأی ...

... اہل رائے ... فقہ ... کرتے تھے ... الا کہ

اہل حدیث کہلاتے تھے کیونکہ فن حدیث کی ابتدا وہیں سے ہوئی اس سے [illegible] بھی حضرات
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث لیا [illegible] امت کو پہنچایا [illegible] ان کے
اہل حدیث ہونے میں [illegible] بعد ان کے تابعین [illegible] اہلیت اجتہاد کی [illegible]
[illegible] اس [illegible] فتوے [illegible] سب [illegible] اہل الرائے
[illegible] صحابہ سے اختلاف [illegible] اس سے [illegible]
[illegible] اجماع صحابہ [illegible] اہلیت [illegible] اہل الرائے اور اہل الحدیث منحصر
[illegible] اہل زمانہ تابعین میں [illegible] فقیہ سمجھے جاتے تھے
اور باوجودیکہ اہل حدیث اوس وقت [illegible] تھے [illegible] چلتا تھا جیسا کہ کتب
رجال سے [illegible] ہے [illegible] قرن [illegible] جب امام صاحب اس درجہ کو پہونچے
تو آپ [illegible] اہل الرائے [illegible] اور ایک جماعت کو آپ نے تعلیم دیکر اس قابل بنایا کہ
مسائل میں رائے [illegible] اوس وقت تمام محدثین سے وہ متبرک لقب [illegible] کے
زمانہ میں ایک منتخب جماعت کے ساتھ مختص تھا اوس جماعت کو عطا کیا چنانچہ یہ حضرات اہل الرائے
اور امام صاحب امام اہل الرائے مشہور ہوئے امام شعرانی نے میزان میں لکھا ہے
کہ امام صاحب [illegible] زمانہ میں [illegible] تھے [illegible] اہل [illegible] خلیفہ وقت نے حکم دیا
کہ اس [illegible] اہل [illegible] ابو حنیفہ سے [illegible]
[illegible] اس امر سے ظاہر ہے کہ آپ اوس زمانہ میں ممتاز اور منتخب تھے بہرحال اہل [illegible]
نے آپ کو امام اہل الرائے تسلیم کر لیا ہے چنانچہ آج تک آپ کے پیرو اسی لقب کے
ساتھ ملقب ہیں الحمد للہ تعالیٰ [illegible]۔

[illegible] خیال کیا جاتا ہے کہ امام صاحب کی جماعت کو جو اوس زمانہ کے محدثین سے لقب
[illegible] آخری زمانہ کے لوگ سمجھے ہیں [illegible]
[illegible] زمانہ میں [illegible] منتخب [illegible] گئے تھے [illegible]
[illegible] اہل الرائے اور اہل فقہ [illegible] جیسا کہ [illegible]
[illegible] امام صاحب [illegible] پہنچا [illegible]

امام باقر۔ امام جعفر صادق۔ امام مالک۔ اسحق بن راہویہ۔ سفیان ثوری۔ سفیان بن عیینہ۔ ابن [illegible]
یحییٰ بن آدم۔ وکیع۔ امام شافعی۔ مکی بن ابراہیم۔ ابوداود۔ عیسیٰ بن یونس۔ عبداللہ بن نمیر۔
[illegible] بن [illegible]۔ عبدالرحمن مسعودی۔ مقری۔ شداد بن حکیم۔ عثمان بن [illegible] بن [illegible]
عبداللہ بن اسحق۔ مسعر۔ معروف بن حسان۔ مقاتل بن حیان وغیرہ اکابر محدثین رح کی گواہی سے ثابت
ہے کہ اوس زمانہ میں امام صاحب سے افقہ اور زیادہ سمجھدار کوئی نہ تھا۔ اور حفص بن غیاث
ابن مبارک۔ مقاتل بن حیان۔ شعبہ۔ علی بن عاصم۔ خارجہ بن مصعب۔ [illegible] بکیر بن [illegible]۔ یزید بن
ہارون۔ امام شافعی رح وغیرہ کی گواہی سے ثابت ہے کہ امام صاحب سے اعقل کوئی
اوس زمانہ میں نہ تھا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ رائے اور عقل ایک ہی چیز ہے [illegible]
ہیں غرض کہ اکابر محدثین اور امام صاحب کو رائے اور تفقہ میں سب سے زیادہ جانتے تھے
تھے۔ اون کو معلوم تھا کہ یہی صفات باعث انتخاب و امتیاز افراد [illegible] جن کی وجہ سے
وہ فتوی دینے کے قابل سمجھے گئے تھے۔ پھر انہی حضرات نے امام صاحب کے
فتوی کو سنا اور قابل اعتماد [illegible] کیا [illegible] حضرات نے تو تصریح کر دی [illegible]
امام صاحب نے فتوی [illegible] اہل الرائے
تجویز کرنے کے [illegible] اہل الرائے اور اہل
فقہ سمجھی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] جو شخص [illegible] کا طالب ہو اوس کو چاہئے
کہ آثار کو طلب کرے اور جو شخص تعلم خبر یعنی حدیث کا طالب ہو اوس کو رائے کی ضرورت
ہے [illegible] علم حدیث کے [illegible] ضرورت ہے
اس لئے کہ احادیث کا سمجھنا اور اون میں تطبیق دینا [illegible]
ابن مبارک رح نے فرمایا کہ احادیث و آثار کے لئے [illegible] کی ضرورت ہے [illegible]

نے فرمایا الزاوی فی مرای ابی حنیفہ علیہ [illegible] — جامع بیان العلم وفضلہ میں

ابن عبد البر نے لکھا ہے [illegible] کرتے تھے [illegible] قول کو چھوڑ

اگرچہ [illegible] ان کی روایت [illegible] اقوال کو اوس

[illegible]

[illegible]

یہ عطار ہیں اور آپ طبیب ہیں اور امام صاحب [illegible]

مطلب [illegible] ہے کہ امام صاحب کی [illegible]

کیا کرتے تھے کہ [illegible]

نے [illegible] رائے [illegible]

رائے کے [illegible]

انتقال کے بعد فقہ حنفیہ کی کتابوں کو [illegible]

[illegible]

[illegible] تھا اور [illegible]

ابن عبد البر نے کتاب جامع بیان العلم وفضلہ میں ایک باب بھی مذمت رائے میں لکھا ہے جس کا عنوان یہ ہے باب ما جاء فی ذم القول فی دین اللہ بالرای والظن والقیاس اور اوس میں کئی حدیثیں اور اقوال صحابہ وتابعین ذکر کئے ہیں جن میں رائے اور قیاس کی مذمت بالتصریح [illegible] ہے [illegible] رائے اور قیاس کے دشمن تھے اور امام صاحب پر محدثین نے جو طعن و تشنیع کی وہ بھی اسی باب میں ذکر کیا مگر آخر باب میں لکھا ہے کہ جن محدثین نے امام صاحب سے روایت کی اور ان کی توثیق وتوصیف کی ہے [illegible] اور [illegible] ان کا نام کئی سے زیادہ ہیں اور اوسی میں لکھا ہے [illegible] کوئی شخص ایسا نہیں کہ کوئی حدیث [illegible] کے نزدیک ثابت [illegible] البتہ یہ ہوتا ہے کہ اوس حدیث کی سند میں کلام ہوتا ہے یا [illegible] یا اجماع کی وجہ سے نسخ سمجھی جاتی ہے یا کوئی اصل ایسا ہوتا ہے

جبکہ اتنی یاد کی ضرورت ہوتی ہے ان وجوہ سے اوس حدیث پر عمل نہین کیا جاتا۔ اگر بغیر اون اسباب
کے کوئی عالم کسی حدیث کو اپنی رائے سے رد کرے تو اوس کی عدالت باقی نہین رہ سکتی چہ جائیکہ
وہ امام سمجھا جائے اور ابوحنیفہ رحمہ پر سوائے رائے کے یہ الزام بھی لگایا گیا کہ وہ مرجی تھے
اور اوس کے سوا حسد کی وجہ سے ایسی ایسی باتین اونکی نسبت تراشی گئین کہ اونکے لائق
نہین حالانکہ ایک جماعت علما نے اونکی ثنا و صفت کی اور اونکی فضیلت کا اعتراف کیا ہی
اگر ہمین فرصت ہوگی تو اونکے فضائل مین ایک کتاب لکھینگے انتہی ملخصاً۔ اب دیکھئے ایسے
متعدد وجوہ رائے کے ہوتے یہ شخص امام صاحب کے خاص فضائل مین ایک کتاب لکھنے کو
تیار ہین تو اس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ امام صاحب کی رائے اون کے نزدیک
محمود تھی یا مذموم۔ الحاصل اکابر محدثین کی تصریحات سے ثابت ہے کہ امام صاحب اون
اہل الرائے مین سمجھے جاتے تھے جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے اکابر دین
اور مفتیان شریعت سمجھے جاتے رہے [illegible] ظاہر ہے جو
محدثین کو تعصب نہین رہا [illegible] گوارا تھا وہ تو ہمیشہ شریعت کو زمانہ کی فکر مین لگے
رہتے ہین [illegible] معلوم ہوا کہ حدیث [illegible]
[illegible] اور [illegible] کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کیسے
ظاہر و باہر تھے جن سے [illegible] اہل [illegible] اسلام [illegible] جاتے تھے [illegible]
سحر قرار دیکر اس بات کی شہرت دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساحر ہین (نعوذ باللہ) [illegible]
اسی طرح قرآن کو اساطیر الاولین یعنی کہانیاں کہتے تھے اس قرینہ سے کہ اوس مین امم سابقہ کے
واقعات بھی مذکور ہین حالانکہ اون [illegible] مین جس قدر فوائد [illegible]
زمانہ مین اہل مذاہب باطلہ [illegible] کہ احادیث وضع کر کے [illegible] جیسا کہ ابن عبدالبر نے
جامع بیان العلم مین لکھا ہے کہ [illegible] رائے سے [illegible] کرتے تھے چنانچہ اونکا [illegible]
ہے کہ قیامت مین [illegible] روایت [illegible] لازم آتی ہے [illegible]
[illegible] حدیث [illegible] قولہ تعالی [illegible]
[illegible]

حالانکہ احادیث بکثرت وارد ہیں اور ... اون کو پہونچ گئے ہیں مگر سب کو رد کر دیا ... احادیث
شفاعت کو بھی ٹھکرا کر رد کر دیا کہ دوزخ میں جو گیا پھر وہاں سے نہیں نکل سکتا انتہی [illegible]
فرمایا اہل الرای سے ... امام صاحب کو محدثین نے جو اہل الرای ... [illegible]
اوس کا مطلب یہی ہے ... اون کی ... مذموم ہے ... اہل حدیث ... [illegible]
ہے اور ... بھی پیش کر ... [illegible]
ہیں حالانکہ دراصل وہ مخالفت ایسی ہے جیسے ... [illegible]
ترک و تاویل حدیث صحیح کی مخالفت کی تھی ... بیحد افسوس ... [illegible]
طائفوں میں مشہور ہوئی کہ امام صاحب اہل الرای ہیں ... [illegible]
رای سے قائم کیا کرتے ہیں اس طوفان بے تمیزی سے ... [illegible]
ہرچند اون کو سمجھاتے ہیں کہ امام صاحب محدثین وقت میں فرد کامل اور تقوی ... [illegible]
بے نظیر تھے اور خوف خدا انکو اس درجہ تھا کہ کوئی بات ... [illegible]
بڑھانا ممکن ... کم فہمی ... اون کو اہل الرای ... [illegible]
کہدیا ہے اس لئے ... حدیث ... اون کے اقوال ... [illegible]
... اہل الرای ... [illegible]
اور ... نقل کیا ہے اصحاب الرای اعداء السنۃ ... [illegible]
الحدیث ... ابی حنیفۃ واصحابہ فہم قاسوا علی السنۃ یعنی اصحاب الرای سنت کے
دشمن ہیں اور وہ فرقہ حروریہ اور اہل ہوا ہیں لیکن ابوحنیفہ اور اون کے اصحاب ... [illegible]
سنت پر قیاس کیا ہے ... اپنی رائے سے کوئی بات نہیں کہی جیسے ... [illegible]
... وغیرہ فرقے ... کیا کرتے ہیں ملل و نحل میں شہرستانی اور ابن حزم ... نے لکھا ہے کہ
... فرقوں نے ... کی نماز ایک رکعت اور شام کی نماز ایک ... [illegible]
... [illegible] ... اس ... [illegible]
... [illegible] ... اس سے ظاہر ہے کہ ... [illegible]
... [illegible] ... احادیث ... [illegible]

سے کہ وہ اپنی رائے سے فتویٰ اور [illegible] نہ دیتے تھے [illegible] جیسا کہ ابن مبارک رح
نے فرمایا ہے کہ لا تقولوا رأی ابی حنیفۃ ولکن قولوا تفسیر الحدیث [illegible] یعنی
یعنے ابو حنیفہ کی رائے مت کہو بلکہ اس کو تفسیر حدیث کہو [illegible] ابن مبارک رح جب دیکھا
کہ فقہا نے نقل کیا امام صاحب کی رائے [illegible] اور وہ جانتے تھے دین اللہ
[illegible] اور [illegible] سمجھ کر [illegible]
اور [illegible] نہیں وہ [illegible]
[illegible] کسی کو اجازت تھا
[illegible]
[illegible] رائے [illegible]
[illegible] اپنی رائے سے [illegible] زیادہ کریں [illegible]
[illegible] الحاصل
[illegible] الرائے [illegible]
[illegible]
[illegible] امام [illegible] کے معنی
[illegible]

[illegible] امام صاحب کی رائے [illegible]
[illegible] پوچھا کہ [illegible]
[illegible]
مسائل [illegible]
[illegible] امام ابو حنیفہ کی [illegible]
[illegible]
[illegible] امام صاحب [illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] من تعليم التثليث والأقانيم [illegible]

[illegible] بالصحابة والتابعين [illegible]

[illegible]

بست علمی پر حملہ کر دیا کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اکابر محدثین سے اوس جماعت اہل الرائے
نے جو ترقی دین کو دی ہے جس کی ابتدا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے ہوئی
ہے جنکی بنا اسکے شواہد ہیں جو وہ بھی جانتی ہے۔ غرض کہ اکابر محدثین سے جو
مذاہب کو جماعت اہل الرائے کے انتساب سے ملقب کیا وہ بدنیتی سے نہ تھا
بلکہ اوس سے اون کی ثنا مقصود تھی۔

اب ہم حضرات غیر مقلدین کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں کہ جب امیر المومنین فی الحدیث
وغیرہ شیوخ محدثین کی گواہیوں سے ثابت ہو گیا کہ لاکھوں احادیث صحیحہ ملحوظ ہو گئیں اور اکابر
محدثین نے فقہ پر عمل کیا اور کروڑہا اہل اسلام ہر ملک و دیار کے قرنا بعد قرن تقلیداً
فقہ پر عمل کرتے آئے ہے تو اب اہل اسلام تقلید سے کیوں روکے جاتے ہیں۔ اور
جو عذر کیا جاتا ہے کہ فقہ کے چند مسائل احادیث موجودہ کے مخالف ہیں سو وہ قول
محققین اس بحث کے اکابر محدثین نے فقہ کو تفسیر حدیث کہا ہے اور سوا اوسکے تو باقی
ایسے وہ مسائل جو احادیث صحیحہ کے سوا اونکے ثابت ہیں تو امام بخاری رح
کی شہادت سے ثابت ہے۔ اگر ایسے قرائن واقعی بھی اعتبار کے قابل ہوں تو بخاری
شریف بھی قابل اعتبار نہ رہے گی کیونکہ اوس میں حنفی حدیثیں ہیں سب وہیں بموجب قواعد
نحو نہیں ہو سکتیں پھر اوس کو معتمد علیہ بنانے والی کون چیز ہے یہی قرینہ خارجیہ ہے یعنی
جلالت شان مصنف رح۔ ہان اگر یہ بات ثابت ہو جاتی کہ کل صحیح حدیثیں بخاری شریف میں جمع ہو
ہیں اور کوئی مخالف نحوی یا امام بخاری نے کل واجب العمل حدیثوں کو جمع کر دیا ہے
اور انہی کا واجب العمل ہونا کسی صحیح حدیث سے ثابت ہو جاتا تو ہم کہ سکتے تھے کہ فقہ کے
وہ مسائل مخالف حدیث ہیں مگر یہ دونوں امر نہ ثابت ہوے نہ ہو سکتے ہیں۔ پھر وہ قرینہ
احتمال پر فقہ کو بے اعتبار کرنا کیونکر صحیح ہوگا اور احتمال بھی کیسا کہ اکابر محدثین کی تصریحات
اوس کو رد کر رہی ہیں کیونکہ اونھوں نے صاف لکھدیا کہ فقہ حنفیہ حدیثوں کی تفسیر ہے
پھر یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ لاکھوں علما جن میں ہزارہا ماہرین حدیث ہیں برابر تقلید
مذاہب کرتے آئے اور ممالک اسلامیہ میں جس قدر مقلدین کی کثرت ہے محتاج بیان

نہیں۔ اہل نجد باوجودیکہ نہایت متشدد ہیں مگر وہ بھی حنابلہ میں شمار کئے جاتے ہیں غرض کہ
تقریباً کل اہل سنت وجماعت مقلد ہیں ان سب کی تعداد اس قدر ہے کہ اگر تخمیناً کہا جائے تو
ہوگا۔ اس موقع پر یہ بتا دینا ہے کہ اہل تشیع کی تعداد ان سے کم ہوا کرتی ہے سو وہ بھی
نہیں اس لئے کہ اگر یہ بھی ایسا مان لیا جائے تو بھی فرق باطلہ اہل سنت وجماعت کے
ساتھ شیعہ شمار کئے جائیں تو ثابت کرنے کی دلیل نہ پا سکیں گے کیونکہ ان تمام فرقے
والوں کی تعداد اہل سنت کی تعداد کو نہیں پہنچتی۔

ادنیٰ تامل سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ گمراہ و آزاد ان کو سمجھنا چاہئے جو قرآن وحدیث کو نہ مانتے
اور مقلدین کے مذہب کا مدار قرآن وحدیث پر ہے کیونکہ فقہ حنفیہ قرآن وحدیث ہی
کا خلاصہ ثابت کرتے ہیں جس پر اکابر محققین نے کھلی گواہی دی ہے۔ اور یہ بھی ثابت
نہیں ہو سکتا کہ غیر مقلدین تمام احادیث اور قرآن جمع کئے ہوئے ہیں یا وہ سب کیا شافعی بھی
یاد ہوں اپنے دلائل قرآن کے اس مقابلہ میں لگے رہنا کہ مقلدین کسی طرح گمراہ اور دوزخی
بنائے جائیں کس قدر ظلم اور اصول اسلامیہ سے کس قدر دور ہے۔ ان کی نیت یہ
ہے کہ کوئی اجماع والی انوار اور یقین عمل کچھ ہو رہا ہے اگر ان سے چلے تو چند مقلدین
اس کا خاتمہ کر دیا جائے اور اس پر دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ پہلے ان کو برباد اور
کیا جائے چنانچہ اسی بنا پر اخبار پرچے اور رسالہ بازیاں ہوتی رہتی ہیں جس سے مقلدین
کا زور روز بروز گھٹتا چلا جاتا ہے اور اس خانہ جنگی کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ دوسری
اقوام اور اہل مذاہب باطلہ موقع پا کر اسلام پر حملہ کئے جاتے ہیں چنانچہ فرقہ اسلامیہ
میں خود فتنے پیدا کر کے لاکھوں مسلمانوں کو دہریوں میں متزلزل کر دیا بلکہ عیسائی اور آریہ
وغیرہ بنا ڈالا۔ اگر طرفین کے علما متفق کوشش سے مخالفوں کی مدافعت کرتے تو کیا ممکن
تھا کہ اسلام کے مقابلہ میں کوئی سر اٹھا سکتا۔ افسوس ہے کہ جس قدر طبیعت کا زور ہے
اس میں صرف کیا جاتا ہے کہ چند فقہی مسائل احادیث کے مخالف ثابت ہو جائیں چنانچہ
جب سے بخاری شریف بنی ہے یہی مسائل معرکۃ الآراء ہے اور طرفین سے سوال و
جواب ہوا کئے جو کتابوں میں مذکور ہیں اب ان بحثوں سے کوئی فائدہ جدید نہیں ہے

بلکہ نقصان پہنچے ہوں گے اس لئے کہ اس زمانہ میں جنگ نے دونوں گروہ کو ایسا باہم مشغول کر رکھا تھا

کہ نہ شیعہ کو سنیوں کی طرف توجہ تھی نہ سنیوں کو [illegible] سے کہ جملہ سے اسلام بچ رہا گزر رہا ہے - خدا کی قدرت اپنی کو

کیا جواب دیا کہ جیسا کہ [illegible] اس کے بعد جو تمہارے خاندان جھگڑے ہوئے [illegible] پیدا ہوئے

سے جو در اور ضعیف الایمان تھا وہ [illegible] اسلام کو ضعیف کر دیا گیا [illegible]

سنا غوا انشاء اللہ [illegible] حکم [illegible] آیات [illegible] شیعہ سنیوں [illegible]

اس [illegible] کہ [illegible] سے [illegible] اگر کوئی [illegible]

[illegible] اسلام [illegible] سے [illegible] اور اس کے اگر کوئی

مسلمان [illegible] کے واسطے [illegible] اسلام [illegible] ہو گیا اس لئے

[illegible] اس [illegible] اسلام [illegible] ہے [illegible]